Presented by: Rana Jabir Abbas

هوالمعین علیک الکتابہ منہ

الحمد للہ المنعم المنان کہ درین زمان میمنت اقتران و آوان مسرت اقتران

جلد دوم

کتاب آیات محکمات

سنہ ۱۳۲۴ ھ

جواب آیات متشابہات

تصنیف عالیجناب فضائل مآب افضل الکتاب شمع دودمان عالی نسبی گلستان لاہوتی محرز الشرفین جامع الفخرین

المبرز عن کل دنس و دین جناب مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس اٹاوہ ادام اللہ تعالیٰ

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد مالک و

مہتمم مطبع

در نظامی پریس و کنور یہ اسٹیم لکھنؤ طبع گردید

Presented by: Rana Jabir Abbas

اِس کتاب کی

عظمت و خوبی یہ ہے کہ

اِسکے بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف

جناب سرکار ثقۃ الاصدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین و

حجۃ علی الاطلاق نجم الملۃ والدین سلطان الفقہاء

والمتکلمین بعسوب العلماء والمجتہدین مولانا مولوی السید

ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے

ملاحظہ فرما

اور

پسند کیا

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فہرست مضامین آبا مے یکلماسلد دوم

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

نمبر صفحہ	نمبر	عنوان
۱	۱	دیباچہ
۲	۲	قولہ شواہد نقلی
۳	۳	یہ شہادتین صحابہ و مہنین کے حق مین ہین
۴	۴	قولہ۔ کتب تواریخ مین صحابہ کے صفات مذمومہ
۵	۵	اقول۔ تردید قول
۶	۱۰	امامت امہ طاہرین شہادت کتب سابقہ
۷	۱۴	قولہ حضرت ابوبکر نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے مثل کا قصید کیا
۸	۱۶	حضرت صدیق کا یہ قصہ معصیت پر مبنی تھا۔
۹	۲۰	قولہ مشورۂ حضرت عمر در بارہ قتل اسیران بدر
۱۰	۲۲	وقت جہاد حضرت عمر کا خوف
۱۱	۲۵	روایت در باہ رموت کفار و سوء خاتمہ جماعت سقاۃ
۱۲	۲۶	آیہ کریمہ در بارہ ممانعت مودت کفار
۱۳	۲۸	حضرت عثمان کے دوستانہ تعلق کفار سے۔
۱۴	۲۸	**متشیلات**
۱۶	۲۹	پہلی مثال اصحاب ہارون کے نقص ایمان کی اصحاب موسیٰ سے

نمبر صفحہ	نمبر	عنوان
۱۸	۳۰	تفاسیر آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ الخ بحق حضرت ابوبکر
۱۸	۳۳	دوسری مثال۔ اصحاب عجل و سامری رسول سنکر بھول جاتے تھے۔
۱۹	۳۴	بروے تفاسیر اہلسنت حضرت ابوبکر پر وعظ و پند کا اثر
۲۰	۳۶	مال و اولاد فتنہ ہے۔
۲۱		قول مولوی شبلی صاحب نسبت حضرت ابوذر غفاری
۲۲	۳۹	اقوال امیرالمومنین در بارہ مذمت دنیا
۲۳	۴۱	اقوال عمار بابنت و آیات الہی بحق جناب امیرالمومنین و در بارہ معرفت الہی
۲۴	۴۹	جناب امیر مدینۃ العلم کے باب مین
۲۵	۵۲	نماز امیرالمومنین علیہ السلام و جناب سیدہ علیہا السلام و جناب حسن و حسین و سیدہ طاہرہ و جناب حسن عسکری علیہم السلام
۲۶	۵۶	حضرت عمر کا روزہ و نماز اور زہد و تقوے
۲۷	۵۸	عبادت مین جناب امیر اور حضرت عمر کا تقابل
۲۸	۶۰	تیسری مثال حواریان حضرت عیسیٰ اصحاب نبی

jabir.abbas@yahoo.com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۲۹	۶۴	چوتھی مثال۔ حضرت عمرؓ کا یہود کے جلسونمین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا
۳۰	۶۷	پانچوین مثال مثل بنی اسرائیل اصحاب کا آنحضرتؐ سے سوالات کرنا
۳۱	۶۷	چھٹی مثال مثل امم انبیا ماسلف اصحاب کی شتابی
۳۲	۶۹	چند صحاب کا رسول اللہ صلعم کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا
۳۳	۷۰	تفاسیر وغیرہ امر متذکرۂ بالا کے ثبوت مین
۳۴	۷۲	ساتوین مثال مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا
۳۵	۷۵	آٹھوین مثال۔ اصحاب کی عدول حکمی اسامہ کی سرداری سے
۳۶	۸۰	قولہ انجیل سے اصحاب کی فضیلت کی مثال اور کفار کا حسد
۳۷	۸۱	کفار اصحاب مومنین سے جلتے تھے
۳۸	۸۵	قولہ۔ آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ سے کون لوگ مراد ہین۔
۳۹	۹۰	حیدر صفدر کی شجاعت کی صفت مین آیۂ کریمہ کا نزول۔
۴۰	۹۱	روایت دربارۂ اسلام اصحاب منافقین۔
۴۱	۹۲	حضرت حذیفہ و عمارؓ کے صدق ایمان پر آیۂ کریمہ کا نزول۔
۴۲	۹۴	آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۴۳	۹۶	اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہو گئے۔
۴۴	۹۸	آیۂ محمد رسول اللہ الخ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید
۴۵	۱۰۰	اگر اہلسنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین۔
۴۶	۱۰۱	روز حشر جناب امیرؑ کی ولایت کا سوال ہوگا
۴۷	۱۰۲	بغیر مودت جناب امیر جنت حرام ہے۔
۴۸	۱۰۳	شیعیان علی کی فضیلت مین
		پہلی آیت
۴۹	۱۰۵	قولہ۔ آیۂ کریمہ کنتم خیر امۃ دربارۂ فضیلت اصحاب۔
۵۰	۱۰۷	یہ آیت و مثل اسکے دیگر اصحاب مومنین کی شان مین ہین۔
۵۱	۱۰۹	حدیث "اصحابی"
۵۲	۱۰۹	اصحاب رسول اللہ پر معترض ہوتے تھے۔
۵۳	۱۱۰	حدیث اصحابی کی تائید مین احادیث
۵۴	۱۱۲	احادیث دربارہ ارتداد صحابہ
		مطاعن خلیفہ صاحب اول
۵۵	۱۱۴	قتل مالک بن نویرہ حسب الحکم خالد
۵۶	۱۱۵	قول شاہ صاحب خالد کی صفائی مین
۵۷	۱۱۶	تردید قول برشے روایات
۵۸	۱۲۱	قول شاہ صاحب۔ ورثا رمالک طالب قصاص نہ تھے۔

نمبر	صفحہ	عنوان
۵۹	۱۲۱	روایات تردید بر فرمان حضرت ابوبکرؓ وسبب قتل مالک
۶۰	۱۲۳	فجار اسلمی کو جلا دینا
۶۱	۱۲۴	مسائل فقہیہ لاعلمی
۶۲	۱۲۷	دشنام دہی کی عادت
		مطاعن حضرت عمرؓ
۶۳	۱۲۸	متعۃ الحج ومتعۃ النساء حرام کیا
۶۴	۱۲۹	اقوال مفسرین امر بالا کے جواز مین
۶۵	۱۳۳	حضرت عثمانؓ افشا راز کیا
۶۶	۱۳۴	حضرت ابوبکر وعمر کا تجہیز وتدفین کرنا
۶۷	۱۳۵	مہر گران بند کیا۔
۶۸	۱۳۶	غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا
۶۹	۱۳۷	تیمم سے نماز پڑھنا منع کیا
۷۰	۱۳۸	روایات مندرجہ "الفاروق" نسبت حضرتؓ دربارۂ مسئلہ میراث
۷۱	۱۴۰	رسول اللہ کی وفات سے انکار
۷۲	۱۴۱	زن حاملہ وزن مجنونہ کو سنگساری کا حکم دینا اور جناب امیر علیہ السلام کا منع فرمانا۔
۷۳	۱۴۲	خلاف عمل رسول اللہ مسخور کی سزا مین بیشی
۷۴	۱۴۳	ولید بن عقبہ وحالت نشہ مین نماز
۷۵	۱۴۴	روزہ قبل از وقت افطار کرنا
۷۶	۱۴۵	تفسیر دربارہ افطار

نمبر	صفحہ	عنوان
۷۷	۱۴۷	مناسک حج سے ناواقفیت
۷۸	۱۴۸	مجلس شوریٰ مقرر کرنا اور ارکان کا انتخاب
۷۹	۱۵۰	مجلس شوریٰ پر تنقید
۸۰	۱۵۲	شبلی صاحب اور حضرت عمرؓ کی مدح
		مطاعن حضرت عثمان رضؓ غنی
۸۱	۱۵۱	ذکر مظالم جو اصحاب سول اللہ پر کئے
۸۲	۱۵۳	آپکی بدعات کے بارہ مین علماء کے اقوال
۸۳	۱۵۵	روایت مندرجہ ازالۃ الخفا دربارہ فتوی جمع بین الاختین
۸۴	۱۵۶	اشخاص معتوب سول اللہ کو مناصب حاکم بنایا۔ توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔
۸۵	۱۵۸	حضرت عبداللہ بن زبیر امور خلاف شریعت زد ہوئے
۸۶	۱۶۰	طلحہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت عائشہؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے
۸۷	۱۶۱	طلحہ وزبیر کا حضرت عائشہؓ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا۔
۸۸	۱۶۲	اقتباس روضۃ الاحباب دربارہ جنگ جمل
۸۹	۱۶۴	لشکر عائشہؓ کا چشمہ حواب پر پہونچنا اور عبداللہ بن زبیر کی جھوٹی شہادت کے بارے مین شاہ صاحب کی حمایت
۹۰	۱۶۶	آیات الٰہی اصحاب منافقین کے حق مین

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۹۱	۱۷۰	قولہ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے
۹۲	۱۷۱	اہلسنت اصحاب مومنین و منافقین مین امتیاز نہین کرتے ہین۔
۹۳	۱۷۲	قولہ بروے تفسیر امامیہ کنتم خیر امتہ سے مراد مہاجرین ہین۔
۹۴	۱۷۴	تردید
۹۵	۱۷۵	اقتباس محرم نامہ کہ حضرت عثمان نے حضرت ابوذر غفاریؓ پر بوجہ ہدایت و نصیحت ظلم کیا۔
۹۶	۱۸۱	قولہ مفسرین امامیہ تحریف قرآن مجید کے قائل ہین
۹۷	۱۸۲	حسب تفسیر درمنثور کنتم خیر امتہ اہلبیت نبی کی شان مین
۹۸	۱۸۳	دربارہ تحریف قرآن مجید کتب فریقین سے حق و باطل کا انکشاف اور احوال ظلم جو حضرت عبداللہ بن مسعود پر حضرت عثمان نے کیا۔
۹۹	۲۰۸	قولہ۔ اگر میرن صاحب قتابہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیر امتہ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمتہ
۱۰۰	۲۱۰	اعلی اللہ مقامہ کیطرف سے مفصل جواب
۱۰۱	۲۱۶	اقوال شاہ صاحب دربارہ حدیث "اصحابی"
۱۰۲	۲۲۲	اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین دربارہ حدیث اصحابی سوال کرتا۔ اور آیات و روایات کتب صحاح وغیرہ دربارہ عدالت و تبیانات اصحاب ملاحظہ مین لاتا۔
۱۰۳	۲۲۷	قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت بحق اصحاب مندرجہ تحفہ مقبولہ محدثین و مفسرین امامیہ ہین۔
۱۰۴	۲۲۸	تردید قول متذکرہ بالا

نوٹ

از صفحات ۱۸۱ تا ۲۴۶ دربارہ تحریف قرآن مجید حدیث اصحابی توجہ خاص قابل ملاحظہ ہین۔

	۲۴۷	**دوسری آیت**
۱۰۵	۲۴۷	قولہ آیہ شریفہ فالذین ھاجروا و اخرجوا الخ مہاجرین کی تعریف مین
۱۰۶	۲۴۸	یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے۔
۱۰۷	۲۵۰	مہاجرین پر حکم جہاد سنکر بجواسی
۱۰۸	۲۵۲	آیہ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے
۱۰۹	۲۵۳	آیات الہی دربارہ امتحان بحکم جہاد مہاجرین۔
۱۱۰	۲۵۶	قولہ کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر و عمر و عثمان مستثنی کردئے گئے۔
۱۱۱	۲۵۷	یہ حضرات بوجہ نقص ایمان خدا کے وعدے سے مستثنے ہین
	۲۶۱	**غزوہ بدر**
۱۱۲	۲۶۲	حسب ہدایت منیدرجہ مدارج النبوۃ لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کا روان کا خواہشمند تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
۱۱۳	۲۷۲	آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ لڑائی پر گھر سے نکلنے مین لیاڈرتا تھا گویا وہ موت کیطرف ڈھکیلے جارہے ہین۔
۱۱۴	۲۷۵	تقابل اصحاب دربارۂ ایمان
۱۱۵	۲۷۷	اقتباس روضۃ الصفا دربارہ حالات جنگ
۱۱۶	۲۸۲	اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار اور نزول آیہ کریمہ
۱۱۷	۲۸۷	جنگ کرنے والے اصحاب مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے
۱۱۸	۲۸۹	حضرت حمزہ وعبیدہ وجناب امیرؑ کا مشرکین سے مقابل ہونا پیغمبر خداؐ کا انکی فتح یابی کی دعا کرنا اور خدائے پاک کی امداد۔

غزوۂ احد

۱۱۹	۲۹۶	رسول اللہ کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور منجملہ اصحاب تین سو اشخاص کا اثنار راہ سے پلٹ جانا اور انکے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔
۱۲۰	۲۹۷	اقتباس جنگ نامہ از تاریخ روضۃ الصفا
۱۲۱	۳۰۵	رسول اللہ کا پچاس اصحاب کو گھاٹی پر مقرر فرمانا اور انکا دیگر اصحاب کا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑکر مال غنیمت کیلیے جانا اور انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔

۱۲۲	۳۰۷	آنحضرت صلعم پر دشمنون کا حملہ۔
۱۲۳	۳۰۹	اصحاب کی بدحواسی اور فرار پر آیہ کریمہ
۱۲۴	〃	مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین آیہ شریفہ۔
۱۲۵	۳۱۰	قول شاہ صاحب کہ تیس اصحاب ثابت قدم رہے انمین ابوبکر وعمرؓ بھی تھے۔
۱۲۶	۳۱۱	تردید قول اور حضرت ابوبکرؓ وعمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد وتفاسیر اہلسنت
۱۲۷	۳۱۷	حضرت عثمان فرار ہوکر تین دن کے بعد آئے۔
۱۲۸	۳۱۷	آیات دربارہ انکشاف ایمان مومنین ومنافقین
۱۲۹	۳۲۰	شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید۔
۱۳۰	۳۲۱	اصحاب کا خبر شہادت رسولؐ سنکر دین سے پلٹ جانا
۱۳۱	۳۲۶	امیرالمومنین وحضرت حمزہ کا جوش ایمان
۱۳۲	۳۲۹	اصحاب وبعض خواتین کے ایمان وعقائد کا تقابل۔
۱۳۳	۳۲۹	بایار رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ کی لاش پر نوحہ وبکا کرنا
۱۳۴	۳۳۱	اقوال محدثین اہلسنت دربارہ شجاعت جناب امیر علیہ السلام

غزوہ خندق

۱۳۵	۳۳۴	
۱۳۶	۳۳۴	جنگ کی بنیاد اور خدائے پاک کی امداد

jabir.abbas@yahoo.com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۳۷	۳۳۶	اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شبلی نعمانی و رضۃ الصفا درباره واقعات جنگ
۱۳۸	۳۳۷	آیات آلہی درباره مذمت اصحاب ناکثین و مدح اصحاب مومنین
۱۳۹	۳۵۲	اصحاب پر عمر ابن عبدود کی ہیبت اور حضرت عمر کا اسکی شجاعت کا حال بیان کرنا۔
۱۴۰	۳۵۳	جناب امیر علیہ السلام کا اس سے لڑنے کی اجازت مانگنا اور رسول اللہ کا دعا فرمانا اور آپکی شان مین حدیث۔
۱۴۱	۳۵۴	جناب امیر علیہ السلام کا عمر ابن عبدود کو قتل کرنا اور فوج مشرکین کا فرار اور خدا کا مومنین کی امداد مین آیات نازل فرمانا اور اسلام کی فتح
۱۴۲	۳۵۷	تفسیر آیۂ مصرحۂ بالا۔
۱۴۳	۳۵۸	جناب امیر علیہ السلام کا فتحیاب ہو کر آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور حدیث منزلت۔
۱۴۴	۳۶۰	روایات درباره عدم شجاعت حضرت عمر رض

غزوۂ خیبر

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۴۵	۳۶۳	اقتباس روضۃ الصفا درباره حالات و واقعات جنگ۔
۱۴۶	۳۶۴	حضرت ابوبکر و عمر کا سپہ سالار بنکر جنگ پر جانا اور ناکام رہونا۔
۱۴۷	۳۷۴	روایات و حدیث لاعطین الرایۃ الخ درباره فتح قلعہ قموص و حیدر کرار کا غیر فرار کی شجاعت و منزلت مین
۱۴۸	۳۸۵	طعن مولوی علی حیدر صاحب باعدم شجاعت جناب امیر
۱۴۹	″	تردید

سریۂ وادی الرمل

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۵۰	۳۸۸	اقتباس تاریخ متذکرہ بالا رسول اللہ کا حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کو سپہ سالار بناکر باری باری سے جنگ پر بھیجنا مشرکین کا اپر حملہ کرنا اور ہر دفعہ کا مع فوج فرار ہونا
۱۵۱	۳۸۹	رسول اللہ کا لشکر ترتیب دیکر جناب امیر کو جنگ پر بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کو مطیع امیر المومنین کرکے لشکر مین شامل کرنا
۱۵۲	۳۹۱	جناب امیر کا مع لشکر برسر اعدا پہونچنا اور فتح کرکے پھرنا اور آپکی شان مین سورۂ والعادیات نازل ہونا۔
۱۵۳	۳۹۲	رسول اللہ کا مع اصحاب جناب امیر کا استقبال فرمانا اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

jabir.abbas@yahoo.com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
		غزوۂ حنین
۱۵۴	۲۹۳	اقتباس تاریخ متذکرہ بالا دربارہ جنگ
۱۵۵	۲۹۸	خلاصہ عبارت تحفہ دربارہ عدم فرار صحابہ
۱۵۶	۲۹۹	آیات الٰہی واسناد کتب حدیث وسیر دربارہ فرار جمیع صحابہ بجز حضرت علی وحضرت عباس و ابوسفیان وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم
۱۵۷	۴۰۴	آیہ کریمہ دربارہ عدم فرار اصحاب امداد غیبی
۱۵۸	۴۰۸	عبارت روضۃ الصفا وعروج الاسلام بابت کلمہ عدم فرار
۱۵۹	۴۱۰	رسول اللہ کا اصحاب مفرورین کو پکارنا اور حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔
۱۶۰	۴۱۰	تفسیر درمنثور
۱۶۱	۴۱۱	اصحاب کا ابوجندل سے لڑنا اور دست یداللہ پر فتح
۱۶۲	۴۱۱	شاہ صاحب کے کلام پر تنقید
	۴۱۸	**تیسری آیت**
۱۶۳	۴۱۸	قولہ۔ آیہ کریمہ والسابقون الاولون الخ مہاجرین وانصار اور انکی پیروی کرنیوالوں کی فضیلت بین۔
۱۶۴	۴۲۶	ثبوت سابق الاسلامی جناب امیر علیہ السلام کتب اہل سنت سے۔
۱۶۵	۴۵۱	قولہ امام محمد باقر نے اصحاب ثلثہ کو اس آیت میں داخل کیا ہے

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۶۶		تردید قول
۱۶۷		قولہ امامیہ اپنے ائمہ کے اقوال کیوں نہیں مانتے۔
۱۶۸		ضرور مانتے ہیں
۱۶۹	۴۳۳	قولہ بجز تقیہ کے دوسرا جواب ہو ہی نہیں سکتا۔
۷۰	۴۳۴	آیات وتفاسیر اہلسنت سے جواز تقیہ کا ثبوت
۱۷۱	۴۳۷	قولہ۔ اگر مہاجرین وانصار کی ہجرت ونصرت لطمع دنیا تھی تو اسوقت دولت کہاں تھی
۱۷۲	۴۳۸	حسب اقوال علمار اہلسنت مہاجرین کا مدینہ میں آکر غنی ہونا اور مابین مہاجرین وانصار مال غنیمت پر نزاع
۱۷۳	۴۴۰	حضرت عمر کا بیت المال قائم کرنا اور مال غنیمت اپنی صوابدید پر تقسیم کرنا۔
۱۷۴	۴۴۱	اصحاب کی دولت
۱۷۵	۴۴۱	قتل حضرت ابوبکر رض
۱۷۶	۴۴۲	قتل حضرت عمر فاروق رض
۱۷۷	۴۴۴	قتل حضرت عثمان غنی رض
۱۷۸	〃	حضرت عبدالرحمن بن عوف رض اور حضرت عثمان رض کا قتل
۱۷۹	۴۴۵	حضرت طلحہ رض اور حضرت ابوبکر رض کا قتل

Presented by: Rana Jabir Abbas
jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۸۰	۴۴۶	تمول زبیر ہمشیرزادہ حضرت عائشہ رض
۱۸۱	۴۴۷	آیۂ کریمہ وعبارت کتاب سیرۃ النبی دربارۂ
۱۸۲	۴۴۷	مذمت طالبان دنیا۔
۱۸۳	۴۴۸	حدیث الفقر فخری
۱۸۴	۴۴۹	مہر جناب فاطمہ زہرا ع
۱۸۵	۴۵۰	آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ کا شان نزول
۱۸۶	۴۵۲	عبادت رسول وصی رسول
۱۸۷	۴۵۲	ذکر عبادت امام زین العابدین ع
۱۸۸	۴۵۵	جناب امیر کی رائے صائب و تدبیر صحیح ہوتی تھی
۱۸۹	۴۵۶	جناب امیر سے عمر کی مخالفت کا سبب
۱۹۰	۴۶۰	تقابل مابین اصحاب آل رسول دربارۂ تقلید رسول
۱۹۱	۴۶۴	قولہ۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق مہاجرین و انصار کی صدق ہجرت و نصرت پر
۱۹۲	۴۶۵	آیۂ کریمہ کی توضیح
۱۹۳	۴۷۰	قولہ۔ امامیہ خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہین یا تکذیب۔

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۹۴	۴۷۱	امامیہ ہی تصدیق کرتے ہین۔
۱۹۵	۴۷۳	احوال ہجرت و شہادت سید الشہدا و اصحاب آنجناب
۱۹۶	۴۷۴	آیۂ کریمہ والسابقون الخ کا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا کے ساتھ ہوا۔
۱۹۷	۴۷۴	امام حسین کا خطبہ مکہ سے کوچ کرتے وقت
۱۹۸	۴۷۵	دوسرا خطبہ شب عاشور کربلا مین
۱۹۹	۴۷۶	انصار حسین کا صدق ایمان
۲۰۰	۴۷۹	نماز شب عاشور
۲۰۱	۴۸۳	نماز سحر یوم عاشور
۲۰۲	۴۸۵	لشکر خدا کا رزمگاہ کو جانا اور جناب امام حسین ع کا
۲۰۳		انصار کو انکے مراتب دکھلانا۔
۲۰۴	۴۸۶	جنت کا سمان
۲۱۳	۴۹۰	حضرت کا لشکر مخالفت کو ہدایت و نصیحت فرمانا
۲۱۴	۴۹۳	آغاز جنگ اور اعزہ و انصار کی شہادت
۲۱۵	۴۹۶	تقابل مابین اصحاب بدر و اصحاب امام حسین ع

چوتھی آیت ملاحظہ ہو حصہ دوم مین جو زیر طبع ہی

Presented by: Rana Jabir Abbas

۱۹۵۹ ۱۹۶۲
ع ۳۹ ش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا وحبیبنا الی الثقلین محمد وآلہ

دیباچہ

واصحابہ الطاہرین المعصومین واصحابہ المکرمین

اخی المعظم جناب مولوی سید مہدی علی صاحب المخاطب نواب محسن الملک مرحوم ومغفور نے آیات بینات مین اصحاب ثلثہ رضہ اور مہاجرین وانصار کی منزلت وفضیلت اور اسلام وایمان کے ثبوت مین جو دلائل عقلی تحریر فرمائے تھے۔ الحمد للہ کہ انکے جوابات کتاب آیات محکمات کی پہلی جلد سے معزز ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکے۔ چونکہ جناب ممدوح نے بعض آیات الٰہی سے بھی اصحاب موصوفین کی فضیلت وایمان ثابت کرنے مین سعی بلیغ فرمائی ہے۔ لہذا جناب موصوف کے اقوال بالاستیعاب نقل کرکے انکے جواب اِس جلد مین عرض کئے گئے ہین امید کہ ناظرین بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

اور میری تائید توبجز خدا کے اور کسی سے ہو نہین سکتی
مین نے اُسی پر بھروسہ کیا ہی اور اُسیکی طرف رجوع کرتا ہون۔

قال

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

قولہ شواہد نقلی صحابہ رض کی فضیلت مین

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل کے ثبوت مین تین قسم کی شہادتین بیان کرتے ہین۔

اوّل

وہ شہادتین جو توریت و انجیل مین مذکور ہین ؛

دوم

وہ شہادتین جو قرآن مجید مین ہین۔

سوم

وہ شہادتین جو ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول ہین۔

jabirabbas@yahoo.com

اقول

وہ شہادتین صحابہ مومنین کے حق مین ہین

اگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اصحاب مومنین کامل الایمان وراسخ الاعتقاد مراد ہین توانِ شہادتون کو اُن کے حق مین تسلیم کرنے مین ہم کو عذر وانکار نہین ہے۔ مگر آپکا مقصود اُنسے نہین ہے بلکہ آپ تو باتباع علمائے اہلسنت اِن شہادتون کو اصحاب ثلثہ اور اِن کے تابعین کی شان مین بتائینگے جس کا بطلان ہم کتب اہلسنت سے حسبِ اقوال علمائے کرام وفضلائے عظام ثابت کرینگے بلکہ جن علمار نے ان شہادتون کو اُن حضرات سے منطبق کرنے مین تحریفات معنوی کی ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکا بھی مع لائلِ ساطعہ وبراہین قاطعہ اسطرح انکشاف کرینگے کہ ہواخواہان صحابہ خود ہی حق کا اقرار کرلین۔

افمن یمشی مکبا علی	پس کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا
وجہہ اھدی امن یمشی سویا	چل رہا ہے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا وہ شخص جو سیدھا
علی صراطٍ مستقیم	(پیرون کے بل) سیدھی سڑک پر چل رہا ہو۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

ذکر کتب سماوی مین اصحاب کے صفات وحالات

اتنی بات تو امامیہ مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خدا صلعم کا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے۔ اسیطرح حضرت کے یارون کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اُن کے صفات وحالات کو مثالون مین بیان فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ خدا نے خود فرمایا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ	محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ساتھ اسکے
اشداء علی الکفار رحماء بینھم	ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحمدل ہین درمیان اپنے
تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا	دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے
من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھم	چاہتے ہین فضل خدا کا اور رضامندی اسکی نشانی انکی
من اثر السجود ذلک مثلھم فی	اُنکے چہرے پر ہے اثر سجدے کے یہ ہے صفت
التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع	انکی بیچ توریت کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے
اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ	جیسی کھیتی لگائے اکھوا اپنا پس قوی کرے اسکو پس موٹی
فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع	ہوجائین پس کھڑے ہوجائین اوپر جڑی اپنی کے خوش
لیغیظ بھم الکفار ط	لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو تاکہ غصہ لائے اللہ ہمین
پ ۲۶۔ فتح ۔ ع ۴	مسلمانون کے کافرون کو

اب ہم اُن مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جنکی خبر خدائے جلشانہ نے اِس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین۔

اقول

تردید قول

یہ آیات پاک ان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم سے متعلق ہین جو ان تمام صفات سے متصف تھے جن کا ذکر ان آیتون مین ہے اور وہ اصحاب جنکی بابت نزاع ہی اُن پر ان آیتون کا اطلاق اسلئے نہین ہوسکتا کہ وہ حضرات نہ ایمان مین کامل تھے اور نہ اِن صفات سے موصوف۔

چنانچہ خود اللہ جل شانہ نے ان آیتون کے بعد

وعد الله الذين امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظيما۔ — جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ

پ ۲۶ ۔ س ۔ فتح ۔ ع کیا ہی۔

فرما کر اس امر کی صراحت کردی ہے کہ ہمارے وعدۂ مغفرت اور اجر عظیم کے صرف انہین لوگون سے جو مومن ہین ۔ مگر آپ نے اِس اندیشہ سے کہ اصحاب معلومین کے ایمان کا ثبوت محال ہے لہذا اوپر کی تو سب آیتین لے لین اور آخر کی آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ الخ چھوڑ دی۔ اگرچہ آپ نے اصحاب معلومین کی فضیلت مین کوئی شہادت کتب سماوی کی پیش نہین کی اور نہ اِن کے صفات و حالات کا جنکو اللہ جل شانہ نے مثالون مین بیان فرمایا ہے کچھ ذکر کیا ہے۔ لہذا جہان آپنے وہ شہادتین اور مثالین پیش کرینگے وہین ہم بھی اُسکی رد کرینگے لیکن اتنی بات تو اہلسنت و الجماعت بھی خوب جانتے ہین کہ جسطرح اللہ جل شانہ تبارک و تعالی نے کتب سماوی مین اپنے حبیب رسول صلعم کا ذکر بطور پیشینگوئی کے کیا ہے اسی طرح آپکے اصحاب طالبان دنیا کا بھی کیا ہے اور ان کے طمع و حرص ہوا کا صاف صاف اظہار کردیا ہے اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ اللہ جل شانہ نے خود ان اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

بل تؤثرون الحيوة الدنيا — لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو،

والاخرة خير وابقى ان هذا — حالانکہ آخرت زیادہ اچھی اور باقی رہنے والی ہے

لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم — بیشک یہی مضمون اگلی کتابون مین بھی ہے جو

وموسیٰ — پ - س عم - ع — ابراہیمؑ وموسیٰؑ کی کتابین ہین -

پس کتب سماوی مین صحابہ معلومین کے اچھے صفات اور عمدہ حالات کا تو ذکر مطلق نہین ہے - البتہ دنیا طلبی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین بنص قرآن ثابت ہوگیا ہے اب سنیئے کہ کتب سماویہ سابقہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا ذکر بیشک ہے جیسا کہ ملا جامیؒ شواہد النبوۃ مین وصی رسول اللہؐ کی عظمت ومنزلت کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین :—

دایام محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ — معاویہ سے جنگ کے زمانہ مین حضرت علیؑ ایک دریا

برکنار دریائے فرود آمد ناگاہ مردے آمد گفت — کے کنارے رونق افروز ہوئے ناگاہ ایک مرد سامنے

السلام علیک یا امیر المومنین حضرت فرمود — آیا اور کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ حضرت نے

علیک السلام آن مرد گفت من شمعون بن یوحنام — جواب سلام کا دیا اُسنے کہا مین شمعون بن یوحنا

صاحب این دیر واشارت بدیری کرد کہ آنجا بود پس — اور مالک اس دیر کا ہون اُس دیر کی طرف اشارہ

گفت نزدیک ما کتابی ہست کہ اصحاب عیسی علیہ السلام — کیا جو کہ وہان تھا پھر کہا میرے پاس ایک کتاب ہے

آن را از یک یک بیراث گرفتہ اند اگر خواہی آن را بر تو — جسکو اصحاب عیسی علیہ السلام نے میراث مین ایک دوسرے

خوانم واگر خواہی آن را پیش تو آرم فرمود بخوان د — سے پائی ہے اگر اجازت ہو تو مین اسکو پڑھون یا

آن مرد خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی اللہ — پیش کرون آپنے فرمایا پڑھ اُس نے پڑھنا شروع کیا

علیہ وسلم واوصاف اُمت وی در آخران این بود — اسمین رسول اللہ کی نعت اور آپ کی امت کے اوصاف

کہ روزی فرود آید بر کنار این دریا مردیکہ اقرباشد — درج تھے اور آخر مین یہ لکھا تھا کہ ایکدن اس دریا کے

بوے از اہل آن زمان در قرابت دین اہل مشرق
را بیارد از اہل مغرب مقاتلہ کند آن مرد گفت چون
آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آورد م تو چون
اینجا فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو
باشم حضرت امیرؑ بگریست و حاضران بگریستند و وی
پس فرمود الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ
منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتابہ الابرار
پس باجیہ عدی گفت کہ اے باجیہ این را باخود نگہ دار
و ہر گاہ کہ شام و چاشت خوردی بوے را طلب کردے
آنمرد چون در لیلۃ الہریر حرب بوے با معاویہ صعب شد
شہید گشت حضرت امیر رضی اللہ بروے نماز گذاشت
و در قبر فرود آمد و فرمود کہ ہذا رجل منا اہل البیت

شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰، مطبوعہ عمدۃ المطابع

کنارے ایک ایسا مرد فرد کش ہوگا جو قریب تر رسول اللہؐ
کا رشتہ دار ہوگا وہ اہل مشرق کو دین مین لائیگا اور
اہل مغرب سے مقاتلہ کریگا پھر اُسنے کہا کہ جب وہ نبی مبعوث
ہوے تو مین اُنپر ایمان لے آیا چونکہ آپ اسجگہ تشریف فرما
ہین اسلئے حاضر ہوا ہون تاکہ حیات و ممات مین آپکے
ساتھ رہون یہ سنکر آپ بہت روئے اور حاضرین بھی
رونے لگے۔ آپنے فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جسنے مجھکو
فراموش نہین کیا۔ اور اپنی کتاب پاک مین مجھکو یاد کیا
اور باجیہ عدی سے فرمایا کہ بحفاظت اسکو اپنے پاس رکھ
اور اسکو صبح و شام کھانے کے وقت طلب فرماتے تھے
آخر وہ دیرانی جنگ لیلۃ الہریر مین شہید ہوا امیر المومنینؑ
نے اُسپر نماز پڑھی اور خود اسکی قبر مین اُتر کر فرمایا
کہ یہ مرد ہم اہلبیت سے ہے

دوسری روایت :-

در وقت توجہ بصفین اصحاب وے محتاج آب
شد مدہر چند چپ و راست شتافتند آب نیافتند
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ ایشان را دید کہ از جادہ بگردانید
دیرے حاضر شد در میان بیابان از ساکن آن دیر
سوال آب کردند گفت از ین جا آب تا دو فرسنگ است

جبکہ آپ صفین کو تشریف لیجا رہے تھے تو راستے
مین آپکے اصحاب کو پانی کی احتیاج ہوئی ہر چند ادھر ادھر
دوڑے مگر پانی نہ ملا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ انکو اس جگہ سے
تھوڑی دور لیجا کر اس صحرا مین ایک دیر نمودار ہوا اس دیر کے
رہنے والون سے اصحاب نے پانی مانگا اُسنے کہا کہ پانی یہان سے دو فرسنگ ہے

اصحاب گفتند اے امیرالمومنین اجازت دہ تا آنجا بریم

شاید پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند آب بر سم حضرت امیر

کرم اللہ وجہہ فرمود حاجت باین نیست عنان نبلہ خود

را بجانب قبلہ شتافت و بجای اشارت کرد کہ آن را بکاوید

چون مقدارے خاک برداشتند سنگی بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ

آلتی بر آن کارے نمی کرد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این

سنگ بر بالائے آب ست جہد کنید و این را بر کنید

اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند الا نتوانستند کہ آنرا

از جا بجنبانند چون حضرت امیر آنرا بدید از نبلہ

خود فرود آمد و آستین از ساعد باز زد و دامنگشان

مبارک بر بر آن سنگ در آورد و زور کرد و آن

سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت آبی ظاہر

شد بغایت صافی و شیرین و خنک در آن سفر بہتر

ازان نخورده بودند ہمہ آب خوردند آن مقدار

کہ خواستند برداشتند پس امیر کرم اللہ وجہہ آن

سنگ را برداشت و بالائے آن چشمہ نہاد و فرمود کہ

آنرا بخاک بپاشند چون راہب آن دیر آن حال

را شاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت

امیر ایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی ؟

اصحاب نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ اے امیرالمومنین

وہاں جانے کی اجازت دیجئے شاید کہ اس سے پہلے بالکل

قوت نہ رہے ہم پانی تک پہنچ جائیں حضرت امیر

کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں

ہے یہ فرما کر سواری مبارک کی باگ قبلہ کی جانب موڑی

(ایک جگہ ٹھہر کر) آپ نے اشارہ فرمایا کہ یہاں کھودو

جب تھوڑی مٹی ہٹی تو ایک ایسا بھاری پتھر نکلا کہ

جس پر کوئی آلہ کارگر نہ ہوتا تھا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ

نے فرمایا کہ پتھر پانی پر ہے کوشش کر کے اسکو ہٹا دو سب

اصحاب نے ملکر بہت کچھ زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے

ہلا تک نہیں حضرت امیر نے یہ حالت دیکھی تو سواری مبارک

سے اترے اور کلائی تک آستین چڑھا کر اس پتھر کے نیچے

انگلیاں ڈالکر زور کیا کہ وہ پتھر اس چشمہ سے دور جا گرا پھر تو

ایسا صاف و شیرین اور ٹھنڈا پانی نکلا کہ اس سفر میں اس سے

بہتر کسی نے پیا ہی نہ تھا غرض سب لشکر سیراب ہو گیا اور جسقدر

اصحاب نے ملکر بہت کچھ زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے

پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اسپر مٹی ڈالدو اس دیر کے رہبانے

جو ہین یہ حال دیکھا تو دیر سے نکلکر حضرت امیر کے

سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پوچھا کیا آپ پیغمبر مرسل ہیں؟

فرمود کہ نہ، پس گفت کہ تو فرشتۂ مقربی؟ فرمود

کہ نہ پس گفت کہ تو چہ کسی؟ فرمود کہ من وصی پیغمبر مرسل

محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہستم

راہب گفت دست بیار کہ مسلمان می شوم حضرت

امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد گفت

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد

انّ محمدا رسول اللہ واشہد انک

وصیّ رسول اللہ

بعد ازان حضرت امیرؑ ازوے پرسید کہ سبب

چہ بود ترا بعد ازان کہ مدتی دیر بدین خود بودی و

امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنینؑ بنائے

این دیر از برائے کندہ این سنگ ست و پیش

ازین بسیار دین دیر بودہ اند زیرا کہ ما در کتب خود دیدیم

واز علمائے خود شنیدہ کہ دین موضع چشمۂ آب ست و

بر بالائے آن سنگی کہ آن را نداند و کندن آن را نتواند

مگر پیغمبر یا وصیِ پیغمبر پس چون من این دیم

کہ تو کار کردی و آنچہ انتظار آن میبردم

باز دے خود رسیدم۔ چون حضرت امیرؑ ازا بشنید

چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ تر شد

آپ نے فرمایا کہ نہیں پھر اُسنے کہا کیا آپ ملائکہ مقربین سے

ہیں آپ نے فرمایا نہیں اُسنے عرض کیا تو پھر آپ کون ہیں

حضرتؑ نے کہا کہ میں پیغمبر مرسل محمد ابن عبد اللہ

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہوں راہب نے

کہا کہ ہاتھ بڑھائیے کہ میں اسلام سے مشرف ہوں حضرت امیر

کرم اللہ وجہہ نے اسکی جانب دست مبارک دراز فرمایا۔

اسنے کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انّ

محمدا رسول اللہ و اشہد انک وصی رسول اللہ پڑھا۔

اسکے بعد جناب امیرؑ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ

کیا بات تھی کہ تو اتنی مدت تک اپنے مذہب پر رہا اور

آج اسلام لایا۔ اسنے عرض کی کہ اس دیر کی بنا اس پتھر

کے کھودنے والے پر تھی اور اس سے پہلے بہت لوگ اس دیر

میں گذر چکے ہیں یہانتک کہ میں نے اپنی کتابوں میں پڑھا

ہے اور عالموں سے سنا بھی ہے کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے اور اس پر

ایک پتھر رکھا ہے جسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اور

نہیں جانتا اور نہ کھود سکتا ہے پس جب سے ہی میں نے اس امر کا

مشاہدہ کیا کہ آپنے اس کام کو کر لیا تو میں نے اپنی مراد

پائی اور جس چیز کا طالب تھا وہ ہاتھ آئی جب جناب امیرؑ نے

یہ بات سنی تو سجدہ شکر کیا کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی

بعد ازان گفت الحمد للہ الذی لم اکن — اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے

عندہ منسیا و کنت فی کتبہ مذکورا پس — فراموش نہین کیا اور اپنی کتابون مین مجھے یاد فرمایا۔

آن راہب ملازم حضرت امیرؑ شد در پیش وی با اہل شام — اسکے بعد راہب حضرت امیرؑ کی ملازمت مین داخل ہوا

مقاتلہ کرد چندان کہ شہید شد حضرت امیرؑ بر وے — اور آپکے سامنے اہل شام سے خوب لڑ بھڑ کے شہید ہو گیا

نماز گذاردہ وے را دفن کرد و از برای وے از خدا تعالے — حضرت امیرؑ نے اسپر نماز پڑھکر دفنایا اور خدا تعالی سے

آمرزش خواست و ہر گاہ کہ وے را یاد میکردی گفت — اسکے مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپ جب اسکو

کہ وے مولاے من ست (از شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰) — یاد کرتے تو یہ فرماتے "یہ میرا غلام ہے"۔

امامت ائمہ طاہرین بشہادت کتب سابقہ

واضح ہو کہ کتب سماوی مین تنہا وصی رسول اللہ کی ہی فضیلت کی پیشین گوئی نہین ہے بلکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کا بھی اظہار کیا گیا ہے جیسا سلیمان بن ابراہیم بلخی ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین دیکھو صفحہ (۴۴۳)۔

وفی المناقب عن واثلۃ بن الاصقع — مناقب مین واثلہ بن اصقع بن قرخاب سے اور اسنے

بن قرخاب عن جابر بن عبد اللہ — جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہا

الانصاری قال دخل جندل بن — انھون نے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی خدمت

جنادہ بن جبیر الیہودی علی رسول — رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا عرض کیا کہ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد — اے محمد! مجھے خبر دیجئے اُس شے سے جو خدا کے لئے نہین

اخبرنی عما لیس للہ وعما لیس عند اللہ — ہے اور اُس شے سے جو نزدیک خدا کے نہین ہے اور

وعما لا یعلمہ فقال صلی اللہ — اُس شے سے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہے رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم اما ما لیس للہ فلیس — علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ شے جو خدا کے لئے نہین

للہ شریک واما ما لیس عند اللہ — ہے پس خدا کے لئے شریک نہین ہے اور جو چیز خدا

فليس عند الله ظلم للعباد وامّا ما
لا يعلمه الله فذلك قولكم يا معشر
اليهود ان عزيرا ابن الله والله لا يعلم
انّ له ولدا بل يعلم انّه مخلوقه وعبده
فقال اشهد ان لا اله الا الله وانك
رسول الله حقا وصدقا ثم قال اني
رأيت البارحة في النوم موسى بن
عمران عليه السّلام فقال يا جندل
اسلم على يد محمّد خاتم الانبياء
واستمسك اوصيآءه من بعده
فقلت اسلمت فلله الحمد اسلمت
وهداني بك ثم قال اخبرني
يا رسول الله عن اوصيائك من بعدك
كلما تمسك بهم قال وصيائي الاثنا
عشر قال جندل هكذا وجدناهم في التوراة
وقال يا رسول الله سمهم لي فقال اولهم سيد
الاوصياء ابو الائمة علي ثم ابناه الحسن
والحسين فاستمسك بهم ولا يغرنك مجهل
الجاهلين فاذا ولد علي بن الحسين زين العابدين

کے پاس نہین ہی۔ پس نہین ہے خدا کے لئے ظلم عباد
اور لیکن وہ شے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہی پس ای گروہ
یہود وہ قول تمہارا ہی کہ عزیر ابن اللہ ہین۔ اور اللہ
نہین جانتا ہے کہ وہ اُسکے ولد ہین بلکہ جانتا ہی کہ وہ
اُسکے مخلوق ہین اور بندے ہین۔ جندل نے کلمہ پڑھا
کہ کوئی معبود بحق سوائے خدا کے نہین ہی اور حق یہ ہے کہ
آپ اُسکے سچے رسول ہین پھر کہا کہ بیشک مین نے شب گذشتہ
خواب مین موسی بن عمران علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہین
اے جندل اب تم پر خاتم انبیا محمد کے اسلام لا اور بعد اُنکے
اُنکے اوصیا سے تمسک کر۔ مین نے عرض کیا کہ اسلام لاؤنگا
للہ الحمد کہ مین اسلام لایا اور خدا نے آپ کے سبب سے مجکو
ہدایت دی پھر کہا کہ مجھے خبر دیجئے یا رسول اللہ اپنے اوصیا
سے جو آپ کے بعد ہونے والے ہین (کہ) کون کون ہین تاکہ
مین اُنسے تمسک کرون فرمایا اوصیا میرے بارہ ہین
جندل نے کہا کہ اسیطرح مین نے توریت مین اُنکا ذکر
پایا ہے اور کہا کہ یا رسول اللہ اُنکے نام مجھے بتلائیے پس
فرمایا پہلے اُنمین سردار اوصیا ابو الائمہ علی ہین پھر اُنکے
دونون فرزند حسن اور حسین ہین اُنسے تمسک کر اور تجکو جہل
جاہلون کا فریب نہ دے پس جب علی بن الحسین زین العابدین

یقضی اللہ علیک ویکون اخر — پیدا ہونگے تو تیری قضا جو خدا کی مقرر کردہ ہے آجائیگی

زادک من الدنیا شربۃ لبن تشربہ — اور آخر زاد تیرا دنیا سے شربت لبن ہوگا یعنی دودھ

فقال جندل وجدنا فی التوراۃ وفی — پینے کے بعد موت آئے گی، جندل نے کہا کہ ہم نے توریت

کتب الانبیاء علیہم السلام ایلیا — میں اور کتب انبیا علیہم السلام میں پایا اور شبر اور شبیر

وشبرا وشبیرا فہذہ اسماء علی والحسن — نام پائے ہیں پس یہ تو نام علی اور حسن و حسین کے ہیں بعد

والحسین فمن بعد الحسین وما — امام حسینؑ کے جو اوصیا ہیں اُنکے کیا نام ہیں حضرت نے فرمایا

اسامیہم قال اذا انقضت مدۃ الحسین — کہ جب مدت حسینؑ کی منقضی ہو جائے گی تو امام اُن کے

فالامام ابنہ علی ویلقب بزین العابدین — فرزند علی ہونگے جنکا لقب زین العابدین ہے اُن کے بعد

فبعدہ ابنہ محمد یلقب بالباقر — اُنکے فرزند محمد ہیں جنکا لقب باقر ہے اُنکے بعد اُنکے

فبعدہ ابنہ جعفر یدعی بالصادق — فرزند جعفر ہیں جو صادق کے نام سے پکارے جائینگے

فبعدہ ابنہ موسی یدعی بالکاظم — اُن کے بعد اُنکے فرزند موسیٰ ہیں جو کاظم کے ساتھ پکارے

فبعدہ ابنہ علی یدعی بالرضا — جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی ہیں جو رضا کے ساتھ

فبعدہ ابنہ محمد یدعی بالتقی — پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو تقی اور

والزکی فبعدہ ابنہ علی — زکی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی

یدعی بالنقی والہادی فبعدہ — ہیں جو نقی اور ہادی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد

ابنہ الحسن یدعی بالعسکری — اُنکے فرزند حسن ہیں جو عسکری کے ساتھ پکارے جائینگے

فبعدہ ابنہ محمد یدعی بالمہدی — اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو مہدی اور قائم اور حجت کے

والقائم والحجۃ فیغیب تم یخرج — ساتھ پکارے جائینگے پس وہ غائب ہو جائینگے پھر وہ

فاذا خرج یملاء الارض قسطا وعدلا — نکلینگے۔ جب نکلینگے تو زمین کو عدل و داد سے بھر دینگے

کما ملئت جورا وظلما طوبی للصابرین	جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی خوش حالی ہے
فی غیبتہ طوبیٰ للمقیمین علیٰ	اُنکی غیبت مین صبر کرنیوالون کے لئے خوش حالی ہو ان
محبتھم اولئک الذین وصفھم	اوصیا کی محبت پر دوام کرنے والون کیلئے یہی وہ لوگ ہین
اللہ فی کتابہ وقال ھدی	جنکی خدا صفت کرتا ہو اپنی کتاب مین اور فرماتا ہو جسکا
للمتقین الذین یومنون بالغیب	حاصل یہ ہو (ہدایت ہو واسطے اُن پرہیزگارون کے جو ایمان
ثم قال تعالی (اولئک حزب	لائے ہین ساتھ غیب کے) پھر فرماتا ہو جناب باری جسکا حاصل
اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون)	یہ ہو (یہ لوگ خدا کا گروہ ہین آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ وہی
فقال جندل الحمد للہ وفقنی	غالب ہونیوالے ہین) جندل نے کہا الحمد للہ خدا نے مجھے
بمعرفتھم۔	اُنکی معرفت کی توفیق دے

آب فرمائیے کہ اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین جناب سالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ ائمہ اطہار کا ذکر فرمایا ہے یا اصحاب ثلثہ کا ؟

ان شہادتون سے وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل ورائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت ہوتا ہے یا اصحاب کے فضائل اور خلافت راشدہ کا ؟

jabir.abbas@yahoo.com

قال

اب ہم ان مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جن کی خبر خدائے جل شانہ نے اِس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین :-

قولہ حضرت ابوبکر نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

پہلی شہادت توریت کی

توریت کی کتاب استثنا کے تیرھوین باب کے چھٹے درس مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلا وے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اُسکے موافق نہ ہونا۔ اور اسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اس کی رعایت نہ کرنا اور اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اس کو ضرور قتل کر ڈالنا۔ اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس!

غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا صحابہ کرام نے اُسکو کر دکھایا۔ اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یارون کے ہاتھ سے ہوا۔ اسیواسطے خدا نے انکی شان مین اشداء علی الکفار فرمایا۔

اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت کا جو دین مین تھی امامیہ انکار نہین کر سکتے۔ مگر ہم انکی اطمینان کیلئے حضرات شیخین کے حالات کو جو بڑے دشمن شیعون کے ہین اور جو صنمی قریش کر کے انہین مشہور ہین بیان کرتے ہین اور زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ اپنی ہی کتابون کی روایتون کو سنین اور پھر اسکو توریت کے مضمون سے اور قرآن شریف کی آیت سے ملائین اور خود ہی انصاف کرین اور اگر حیا و شرم مانع نہووے تو تعصب و عناد کو چھوڑ کر اُن کی فضیلت کا اقرار کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر جماعت مین داخل ہو جائین۔

(پہلی روایت)

کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا۔ امام اعظم شیعون کے حضرت شیخ حلی

تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھتے ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرے گا۔

پس اے بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کو کیسی تصدیق کرتے ہین اور جو کچھ توریت مین کفار پر شدت کرنے کا ذکر ہے اُسکو شان مین حضرت ابوبکر صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہین۔ کیون یارو! اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار کا مصداق کیا سوائے اُس کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہوا اور توریت کے اِس مضمون کا کہ

"غیر معبودون کی بندگی پر پھسلانے والے کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو قتل کرڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھ اسکی طرف قتل پر اُٹھانا"

اطلاق کسی اور پر ہوگا تعجب ہے شیعون سے اور ان کے امام اعظم سے کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کرین اور صدیق اکبرؓ کی مستعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کرین اور پھر اُن کی صدیقیت سے انکار فرمائین۔ (آیات بینات)

jabir.abbas@yahoo.com

قول مختار

حضرت صدیق کا یہ قصد معصیت تھا

آپنے حضرت ابوبکر صدیق کے اشداء علی الکفار ہونے کے ثبوت مین جو روایت پیش کی ہے وہ روایت کتب اہلسنت کی ہے نہ کہ کتب امامیہ کی جناب علامہ حق اعلی اللہ مقامہ کے تذکرہ مین یہ روایت الزاماً منقول ہے یہ صحیح نہین ہے کہ جناب ممدوح اسکی تصدیق بھی فرماتے ہین اگرچہ آپ بہت شد و مد سے حضرت ابوبکر کو اسوجہ سے اشداء علی الکفار بتاتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا لیکن اس سے انکی منقصت ثابت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت کیونکہ حضرت صدیق کا یہ قصد طاعت تھا یا معصیت ؟ اگر طاعت تھا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک امر نیک سے ان کو روکا۔ اگر معصیت تھا تو بجائے فضیلت منقصت ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ حضرت صدیق نے اس فعل کا قصد کیا تھا جو بروے احکام الٰہی ممنوع ہے اور اسیوجہ سے جناب رسول خدا صلعم نے ان کو منع فرمایا۔ چنانچہ جو آیات حقوق والدین کے بارہ مین نازل ہوئی ہین انمین تو یہ حکم ہے کہ :-

تم اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو ان کی خدمت اور تعظیم و تکریم کرو۔ جو زحمتین اور تکلیفین انھون نے تمھاری پرورش مین اٹھائی ہین انکا شکریہ بجالاؤ۔ ان کو اف تک نہ کرو۔ ہان اگر وہ تم کو شرک و کفر کی دعوت دین تو اس امر خاص مین انکا حکم نہ مانو۔ مگر دنیا مین انکے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آتے رہو۔ اگرچہ وہ کافر و مشرک ہی کیون نہون"

آیات باب سلوک والدین

وہ آیات پاک یہ ہین :-

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ	اور ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے بارے مین اس بات
امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی	کہ اسکی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو حمل مین رکھا دو برس مین دودھ
عامین ان اشکرلی ولوالدیک	اسکا دودھ چھٹا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گذار رہ اور اپنے والدین

الیّ المصیر وان جاھداك علی ان — کا بھی (آخری) بازگشت میری طرف ہوگی اور اگر

تشرك بی مالیس لك به علم فلا — وہ دونون تجھے اس بات پر مجبور کرین کہ میرا کسی ایسی چیز

تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفًا — کو شریک ٹھہرائے جسکا تجھے کوئی علم نہو تو ان دونون کی

وّاتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم — اطاعت مت کر اور دنیا مین ان دونون کے ساتھ

فانبئکم بما کنتم تعملون — نیک سلوک کرتا رہ اور رستہ پر اس شخص کے چل جو میری طرف

پ ۲۱ رکوع ۱۰ سورہ لقمٰن — رجوع ہو پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی

ع ۱۵ — پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے مین اُس سے تم لوگون کو آگاہ کرونگا"

وقضی ربّك الّا تعبدوا الّا ایّاہ — اور تمھارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دیدیا ہے کہ تم

وبالوالدین احسانًا امّا یبلغن عندك — اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی

الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما — کرتے رہو اگر ان دونون مین سے ایک یا دونون تمھاری

اُفٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولًا کریمًا — موجودگی مین بڑھاپے کو پہنچ جائین تو اُنکے سامنے اُف بھی

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ — نہ کرو اور نہ انکو جھڑکو اور ان سے آداب و اخلاق کی باتین کرو

وقل ربّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًا ۝ — اور رحم و مروت سے عاجزی کا بازو ان کے سامنے خم کردو

پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل — یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان دونون پر ایسا ہی

ع ۳ — رحم فرما جیسا کہ ان دونون نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔

اِس آیت کی تفسیر یہ ہے :۔

"حقیقت دعاے رحمت از ولد درحق والدین ہمین است کہ اگر مومن اند ایشان را بہشت رسان و اگر کافر اند

رہنماے اسلام و ایمان و خوشنودی الٰہی بر رضاے والدین بازبستہ است" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۰)

اے بھائیو! اب ہم زیادہ توہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ خدا کے واسطے ذرا ان آیتون کو دیکھو اور اپنے صدیق کے قصد کو قرآن شریف کی آیتون سے ملاؤ ۔ اور خود ہی انصاف کرو ۔ کہ احکام الٰہی سے لاعلم سوا حضرت ابوبکر کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ تعجب ہے علماء مفسرین اہلسنت سے کہ ان آیتون اور تفسیرون کی تصدیق کرین اور وہ روایت بھی حضرت ابوبکر کی فضیلت مین بیان کرین جس سے انکا قرآن مجید سے لاعلم ہونا ثابت ہو اور باین شدو مدان کو "اشداء علی الکفار" ٹھہرائین۔ اور خدا کی آیتون مین تحریف معنوی کرکے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

اتحاد مابین حضرت صدیق رضہ و مشرکین

اگرچہ علمائے اہلسنت حضرت ابوبکر کو "اشداء علی الکفار" بتاتے ہین مگر پھر ایسی ایسی روایتین اور حکایتین بھی ان کی شان مین بیان کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین پر اشد تو کجا شدید بھی نہ تھے۔ بلکہ ان سے خاص اتحاد و خلوص رکھتے تھے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے:۔

ابوبکر صدیق بجہت ایذا و اضرار قریش از پیغمبر صلعم	ابوبکر صدیق قریش کی ایذا و ضرر رسانی
رخصت طلبیدہ بجانب حبش روان شد چون بہ برک الغماد رسید	کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر
ابن الدغنہ کافر او را پیش آمد و پرسید کجا میروی ای ابابکر	حبش کیطرف گئے ابھی برک الغماد تک پہونچے تھے کہ
کہ قوم من مرا از شہر خویش بیرون کردند۔ ابن الدغنہ	ابن الدغنہ (جو کافر تھا) انکے سامنے آیا اور پوچھا کدھر چلے
مانع وے شد و گفت مثل تو از شہر بیرون رود من ترا	حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے شہر
در جوار خود میگیرم باز گرد ابوبکر با وی معاودت نمود ابن الدغنہ	سے نکالدیا ہے ابن الدغنہ نے انکو جانے سے روکا اور کہا کہ تم
بر اشراف قریش بگشت و گفت مثل ابوبکر را از شہر	جیسا شخص شہر سے نکل جائے۔ تم میرے ساتھ واپس چلو
بیرون نکنید قریش جوار ابن الدغنہ را معتبر	میں تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہون حضرت ابوبکر اسکے ہمراہ
داشتند	لوٹ آئے ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے ملکر کہا تم ابوبکر
(جلد اوّل صفحہ ۱۸۵)	جیسے شخص کو شہر سے مت نکالو۔ پھر قریش نے انکو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا

یہ واقعہ تو یاد بھی ہوگا کہ اسی اسلام کی وجہ سے کفار حضرت عمار رض اور اُن کے والدین کے تو اتنے دشمن تھے کہ ان کی ماں کو نہایت بیرحمی سے شہید کرڈالا۔ بخلاف اِسکے حضرت ابوبکر پر اسقدر شفیق و مہربان ہوے کہ ان کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اس روایت سے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور کفار کے باہم محبت و مودت تھی نہ کہ عداوت و خصومت۔ یہ بات بھی لطف سے خالی نہین ہے کہ علماء اہلسنت جن حضرت کو بڑے طمطراق سے "اشداء علی الکفار" کی فضیلت دیتے ہین انھین کی نسبت ایسی ایسی حدیثین بھی بیان کی جاتی ہین جن سے "اشداء علی الکفار" ہونے کی فضیلت ہوا ہوئی جاتی ہے یعنی حضرت ابوبکر کو کفار و مشرکین پر اسدرجہ رحیم و مہربان بتلاتے ہین کہ حضرت کے رحم و کرم کی مثال ملائکہ مقربین اور انبیاء علیہم السلام سے دیتے ہین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۲۹ مین ہے:۔

رسول اللہ صلعم فرمود اے ابوبکر مثل تو مثل ابراہیم است کہ گفت:۔

"فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اے ابوبکر تیری مثال مثل ابراہیم کے ہے۔ کہ وہ فرماتے تھے جس کسی نے کہ میری اطاعت اور پیروی کی وہ میرا دوست ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس خدا بخشنے والا اور رحیم ہے

اسی طرح عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر کرتے ہین:۔

اے ابوبکر مثل تو در ملائکہ جبرئیل ست کہ برضاے حق تعالیٰ وعفو عباد خویش نزول میکند ومثل تو در انبیاء ابراہیم ست کہ نرم تر بود برقوم خود۔ (صفحہ ۴، ۵)

اے ابوبکر تیری مثال ملائکہ مین جبرئیل کی سی ہے کہ جو خوشنودی خدا اور بندون کی مغفرت کیلئے نازل ہوتی ہین اور انبیاء مین مثال تیری ابراہیم کی سی ہے جو اپنی قوم پر بہت مہربان تھے۔

ان علماء نے تو حضرت ابوبکر کے رحم کو صرف ملائکہ اور انبیاء ہی سے مثال دی ہے۔ لیکن

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو اِس رحم و کرم کو خاص رحمت آلہی سے ملا دیا ہے۔ جیسا کہ مطاعن ابوبکر طعن یازدہم مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

" دریخجا لطیفہ دیگر است کہ بعض مدققین الہنت بآن بی بردہ اند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت آلہی بود۔ (تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ فخر المطابع)

واضح ہو کہ یہ لطیفے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کے بارے مین گھڑے گئے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ نے بنظر ترحم قیدیون سے فدیہ لینے کی راے دی تھی جسپر آیۂ کریمہ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ عتاب عذاب مین نازل ہوئی اسکا حال اسی جلد کی پانچوین آیت کے جواب مین ملاحظہ سے گذریگا انشاء اللہ تعالے

اب ہمارے بھائی اِن روایتون اور لطیفون پر غور کرین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ حضرت صدیقؓ کفار و مشرکین پر شدید تھے یا رحیم و رؤف۔ اُن پر "اشداء علی الکفار" کا اطلاق ہوتا ہے یا رحماء بینھم کا؟

jabir.abbas@yahoo.com

قال

دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رشتہ دارون کے قتل کا مشورہ دیا تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی مین امامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوے جن مین اکثر مہاجرین کے عزیز و قریب تھے اور حضرت نے ان کے معاملہ مین صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اُسکے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتے اور قرابت کا خیال نہ کرے اِسلئے عقیل علی کو اور نوفل مجھے اور فلان فلان کے حوالے کیا جائے واسطے قتل کے) اے شیعیان! پاک ذرا اس روایت کو اپنی تفسیرون مین دیکھو اور انصاف کرو کہ "اشداء علی الکفار" کا مضمون حضرت عمر پر صادق ہے یا نہین اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لئے فرمایا وہ اُن کے حال سے مطابق ہے یا نہین۔ اور اگر اسپر بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

وقت جہاد حضرت عمرؓ کا خوف

جبکہ آپ کل اصحاب کی فضیلت کے مدعی ہین تو لازم تھا کہ کلھم اجمعین کے متعلق وہ شہادتین پیش کرتے جن سے ان سب کا "اشداء علی الکفار" ہونا ثابت ہوتا بخلاف اسکے آپنے اصحاب ثلثہ کے بھی تکمیل نہ کی یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین کی شدت وصلابت کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت اشداء علی الکفار کی صفت سے خارج ہین حضرت عمر فاروقؓ کے اشداء علی الکفار" کے ثبوت مین جو روایت آپ نے پیش کی وہ بھی کتب اہلسنت کی ہے افسوس ہے۔ کہ جو روایتین علماء امامیہ کتب اہلسنت سے التزاماً نقل کرتے ہین۔ آپ ان کو امامیہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہین چونکہ آپنے یہی حال پانچوین آیت مین لکھا ہے اسلئے ہم وہ اقوال اہلسنت جو اس واقعہ سے متعلق ہین اسی جگہ کیلئے محفوظ رکھتے ہین۔ جو اسی جلد میں ملاحظہ سے گذرین گے۔

یہان مجملاً یہ عرض کرتے ہین کہ آپ حضرت عمرؓ کو صرف ایک نوفل کے قتل کرنیکے قصد پر "اشداء علی الکفار" بتاتے ہین۔ حالانکہ فی الواقع اس آیت کے وہی لوگ مصداق ہوسکتے ہین جو دواماً کفار ومشرکین پر شدت وصلابت کرتے رہے ہون۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے زبانی جمع خرچ کرنے والون کی کہین تعریف نہین کی بلکہ عتاب فرمایا ہے۔

لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم

پ۴۔ س آل عمران۔ ع۱۹

اے رسول تم انھین خیال مین بھی نہ لانا جو اپنے کارستانیون پر اترائے جاتے ہین اور کیا کرایا خاک نہین مگر تعریف کے خواہشگار ہین۔ پس تم ہرگز خیال نہ کرنا کہ ان کو عذاب سے چھٹکارا ہے بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

ہان" اشداء علی الکفار" وہ مجاہدین جنھون نے کمیت مین حجم کر جدال وقتال کیا اور

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون ہ

یعنی رضاے خدا کے لئے قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین

کا ثبوت دیا۔ حضرت عمرؓ کی شدت وصلابت جو مشرکین وکفار پر تھی وہ مخفی نہین ہے، عیان را چہ بیان، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے آپ سے فرمایا کہ مکہ جاؤ اور کفار قریش سے کہو کہ ہم صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آرہے ہین تو اُن حضرت نے وہان جانے سے جی چرایا اور عرض کیا کفار ومشرکین ہمین زندہ نہ چھوڑینگے اور مکہ مین کوئی ہمارا حامی ومعین نہین ہے جو اُن کے ہاتھ سے ہمین بچاے۔ یہ حال کتب سیر وتواریخ مین درج ہے۔ اسجگہہ تاریخ الامۃ حصہ اوّل سیرۃ الرسول مصنفہ مولوی حافظ محمود اسلم صاحب مطبوعہ مطبع علی گڈھ کے صفحہ ۱۲۹ کی عبارت نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے :—

" رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر کو منتخب فرمایا کہ قریش کے پاس بھیجین۔ اُنھون نے کہا یا رسول اللہ قریش کے ساتھ جسقدر سختی اور عداوت کا اظہار مین نے کیا ہے اس سے وہ واقف ہین اس لئے اُنکی طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ علاوہ برین میرے قبیلے بنی عدی کا بھی کوئی شخص مکہ مین موجود نہین ہے جو مجھے پناہ دے۔ میری راے یہ ہے کہ حضرت عثمان بھیجے جائین کیونکہ وہ خاندان بنی امیہ کے ایک باعزت رکن ہین "

احد مین آپکی صلابت خود آپ کے اس قول سے ثابت ہے کہ مین پہاڑ پر مثل بز کوہی اُچکتا تھا (دیکھو تفسیر درّ منثور) خیبر مین علمبردار بنکر تین دن متواتر گئے مگر کفار کے اوچھے حملے کی بھی تاب نہ لاسکے اور ہر روز ٹھنڈے ٹھنڈے پلٹ کر آتے رہے اور خداے پاک کے اس حکم

ومن یولّھم یومئذ دبرہ الا متحرفًا اور اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سواے اسکے کہ لڑائی

لقتال او متحیزا الی فئة فقد باء	کیلئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
بغضب من اللہ وماوٰہ جھنم و	مقصود ہو وہ یقیناً غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔
بئس المصیر (پ۔ ۹ انفال ع ۱)	اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے؛

کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ کی شدت وصلابت اور ہمت وشجاعت پر مداح مہر وماہ فلک اسلام شبلی صاحب نے خوب روشنی ڈالی ہے کہ

قلعہ قموص جو کہ مرحب کا تخت گاہ تھا اُس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر و عمر کو بھیجا لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری نے روایت کی ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے قدم نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی۔ لیکن فوج نے خود انکی نسبت یہی شکایت کی" (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۵۶)

خندق مین عمرو بن عبدود کا نعرہ "ھل من مبارز" سنکر یہ "اشداء علی الکفار" اور دیگر اصحاب ایسے خائف ولرزان ہوے کہ گویا روح تن سے مفارقت کرگئی جس کی شہادت خود خدائے عزوجل دیتا ہے:۔

اشحة علیکم فاذا جاء	تمنے اپنی جان چرائی (اور چل دیئے) اور جب (انپر
الخوف رایتھم ینظرون الیك	کوئی خوف کا (موقع) آپڑا تو تم دیکھتے ہو کہ (یاس سے
تدور اعینھم کالذی یغشی	تمہاری طرف دیکھتے ہین (اور) ان کی آنکھین اسطرح
علیہ من الموت ج فاذا	گھومتی ہین جیسے کسی شخص پہ موت کی بیہوشی چھا جائے
ذھب الخوف سلقوکم	پھر جب خوف کا (موقع) جاتا رہا (اور ایمانداون کی فتح
بالسنة حداد اشحة	ہوئی) تو مال (غنیمت) پر گرتے پڑتے فوراً تم پر اپنی تیز
علی الخیر ط اولئك	زبانیون سے طعنہ کرنے لگے یہ لوگ (شروع سے)

لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم وکان ذلک علی اللہ یسیرا ط (پ۲۱ : س احزاب ع۲)

ایمان بھی نہین لائے تو خدا نے بھی انکا کیا کرایا سب اکارت کر دیا اور یہ تو خدا کے واسطے ایک (نہایت) آسان بات تھی "

یہی نہین بلکہ اسکی شجاعت کا حال بیان کر کے دوسرون کو بھی ڈرایا ۔ یہ حالات انشاء اللہ اسی جلد مین ملاحظہ سے گذرینگے ۔

آپ ایسے " اشداء علی الکفار " تھے کہ جناب شبلی صاحب الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ

" خلافت کے زمانہ مین وہ کافرون کے ساتھ جس رحمدلی اور لطف سے برتاؤ کرتے تھے آج مسلمان سے مسلمان نہین کرتے " (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۵)

روایت دربارہ عودت کفار اور رسول اللہ صلعم سے سفارش

اس موقع پر ہم ازالۃ الخفا سے ایک اور روایت نقل کرتے ہین جس سے کفار قریش کے ساتھ حضرت اول و ثانی کے خلوص کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علیؓ قال جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وخلفاءک وان اناسا من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ للفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم جیرانک وخلفاءک

یعنی امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؓ سے روایت کی ہے چند لوگ قریش سے خدمت رسول اللہ مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ اور پڑوسی ہین ہمارے غلامون مین سے کچھ لوگ بخوف کاروبار زراعت بھاگ کر آپکی خدمت مین آگئے ہین حالانکہ نہ انکو چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب ہین فقط جان بچا کر آپکے پاس آئے ہین آپ ان کو ہمارے لطف ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم جیرانک وخلفاءک

پھیر دین آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپکے حلفا اور

فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انہم جیرانک وحلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ فقال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او لیضربن بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیؓا نعلہ یخصفھا۔

(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ (۲۵۶) مطبوعہ نولکشور صدیقی بریلی)

حیران سے ہین اسپر رنگ چہرہ مبارک متغیر ہو گیا پھر عمر کی طرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا رائے ہو۔ آپنے انکی رائے کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین آپ کے حلفاؤ جیران سے ہین پھر رنگ چہرہ اقدس متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم تم مین سے اس شخص کو تم پر بھیجیگا جس کے قلب کا ایمان کے ساتھ امتحان کیا گیا ہی اور وہ شخص تم لوگون کو یا تم مین سے بعض کو دین پر ماریگا۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہون حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون فرمایا نہین بلکہ وہ شخص ہے جو نعل کی مرمت کر رہا ہے قبل اسکے آنحضرت نے حضرت علی کو نعلین مبارک مرمت کیلئے عطا فرمائی تھی

کفار سے دوستی نہ کرو

ان روایتون کے ملاحظہ سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ مابین ان حضرات اور کفار و مشرکین کے کیسا ربط ضبط اور میل جول تھا۔ حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ باپ بھائی سے بھی اگر ان کا میلان طبع جانب کفر ہو محبت و مودت کرنے کو منع فرماتا ہے:۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اٰباءکم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان من یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون ۲۳

پ ۱۰ س توبہ ع ۵

اے ایماندارو! اگر تمھارے (مان) باپ اور تمھارے (بھن) بھائی ایمان کے مقابلہ مین کفر کو ترجیح دیتے ہون تو تم اُن کو (اپنا) خیر خواہ نہ سمجھو۔ اور تم مین جو شخص اُنسے الفت رکھے گا تو یہی لوگ ظالم ہین۔

حضرت عمر رضہ اہلبیت نبوی پر اشد تھے

غرض ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے جو علماء کرام اور فضلاء عظام نے اُن کے فضائل و مناقب مین لکھے ہین آپکا "اشداء علی الکفار" ہونا تو محض بے اصل ہے۔ ہان "اشداء علی الکآل و اصحاب" ضرور تھے۔ لاریب جناب خلیفۂ ثانی اِس شدّت وصلابت مین لاثانی تھے کہ ع

"نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسول"

کہ بنت رسول اللہ کا گھر جلانے کو آگ ولکڑی لیکر گئے۔ جیسا کہ شبلی صاحب الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین :۔

"ابن ابی شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہوکر کہا۔ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم آپ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم اگر آپکے پاس لوگ اس طرح مجمع کرتے رہین تو مین انکی وجہ سے گھر مین آگ لگا دونگا"

اور حسب روایت نظام ان معصومہ کو وہ صدمہ پہونچایا کہ حضرت محسن شکم مبارک مین شہید ہوگئے عامۃ الناس پر شدّت وصلابت کا اندازہ اِس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو خلیفہ کیا تو بقول جناب شبلی صاحبؒ جب اس بات کے چرچے ہوے کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہین تو بعضون کو تردّد ہوا چنانچہ طلحہ نے حضرت ابوبکر سے جاکر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہونگے تو خدا جانے کیا کرینگے اب آپ خدا کے ہان جارہے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا"۔ (دیکھو الفاروق حصہ اوّل)

اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"بعض اشخاص نے خود حضرت ثانی سے کہا کہ رعایا تمھاری درشت مزاجی اور شدّت زجر و توبیخ کی شاکی ہے"

کفار و مشرکین سے حضرت عثمان کے دوستانہ تعلقات

حضرت عثمان غنی رض کی شفقت و عنایت کفار و مشرکین پر جیسی کچھ تھی اسکا ذکر کیا جائے جسپر خود حضرت عمر کا وہ کلام شاہد ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور کتب اہلسنت مین ہے کہ کچھ لوگ جو حضرت عثمان رض کے عزیز تھے۔ جاسوس بنکر آتے جاتے تھے۔ ان کو آپ اپنے گھر مین چھپا رکھتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن مغیرہ آپکے گھر مین چھپا بیٹھا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر اسکو مدینہ سے نکال دو۔ مگر آپنے نہ نکالا کسی اور صحابی نے اسکو قتل کر دیا۔

ان حضرات اور مشرکین و کفار کے باہمی تعلقات اور میل جول سے اہلسنت کسیطرح انکار کر ہی نہین سکتے۔ اسلئے کہ اسپر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(۱) یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادًا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ۝

(پ ۲۸ - س الممتحنہ ع ۵)

اے ایمان لانے والو اگر تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین گھر سے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست بناؤ تو تم انکے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمھارے پاس آچکا ہے وہ اسکے قطعی منکر ہو چکے ہین کہ وہ لوگ رسول کو اور تم کو اس بات پر گھر سے نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ ان کے پاس چھپ چھپکر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تم جو کچھ چھپا کر یا اعلان سے کرتے ہو مین اس سے خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص ایسا کرے گا۔ وہ سیدھی راہ سے یقینًا بھٹک گیا۔

(۲) ولو کانوا یومنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم اولیاء ولکن کثیرا منھم فاسقون ۰

اور اگر (یہ لوگ) اللہ اور پیغمبر پر اور جو کچھ انپر نازل کیا گیا اُسپر ایمان رکھتے ہوتے تو ہرگز ان (مشرکون) کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن انمین سے بہتیرے نافرمان ہین۔

سبحان اللہ! آپ تو "اشداء علی الکفار" کی فضیلت کا تاج ان کے سر پر رکھتے ہین ۔ اور خداوند متعال فرماتا ہے کہ یہ لوگ کفار کے دوست ہین ۔ اور چھپ چھپ کر ان سے دوستانہ پیغام و سلام کرتے ہین۔

اگرچہ آپ نے تو کوئی ایسی شہادت توریت و انجیل کی پیش نہین کی جس سے ظاہر ہوتا کہ خداوند پاک نے اصحاب ثلثہ کے صفات و حالات تمثیلا بیان فرمائے ہین ۔

لیکن ہم قرآن مجید کی شہادتون سے کئی مثالین پیش کرتے ہین ۔ جن مین ان اصحاب کے نقص ایمان کی مثال اصحاب ناقص الایمان حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام سے خدا نے دی ہے۔

پہلی مثال

الم یان للذین امنوا ان یخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون ۰

(پ ۲۷ س الحدید ع ۲)

کیا ان لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہین۔ اسکا وقت نہین آیا ہے کہ ان کے دل یاد خدا کیلئے اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکے لئے پگھل جائین اور وہ ان لوگون کے مانند نہو جائین جنکو پہلی کتاب (توریت و انجیل) دیگئی تھی پھر انپر ایک زمانہ گذر گیا پھر ان کے دل سخت ہو گئے انمین سے بہتیرے فاسق ہین۔

پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسےٰ سے

اس آیت مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اصحاب رسول کے دل مثل اصحاب عیسیٰ و موسیٰ خدا کی

یادسے سخت ہوگئے ہین اوران مین بہتیرے فاسق ہین۔

اب ہم وہ اقوال اور تفاسیر بھی نقل کرتے ہین جو محدثین ومفسرین اہلسنت نے کی ہین انکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ یہ آیت مخصوص اصحاب مہاجرین اولین کے بارے مین نازل ہوئی ہے۔

تفاسیر اہلسنت کہ آیہ یہ الم یان الخ مہاجرین کے حق مین ہے

پہلی

آوردہ اند کہ مومنان درمکہ باافقر وفاقہ تمام قواعد طاعت تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد ونعمت برایشان فراخ شد آثار فتور وقصور دراوراد ووظائف وعبادت ایشان ظاہر گشت نتیجہ سختی دل غفلت است ونشانہ نرمی دل توجہ طاعت ؎

دلی کز نور معنے نیست روشن
مخوانش دل کہ آن سنگ است وآہن
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد
ازان دل سنگ وآہن ننگ دارد

(جلد ثانی تفسیر حسینی صفحہ ۲۸)

منقول ہے کہ مسلمان مکہ مین فقر وفاقہ کی حالت مین رہتے تھے اسلئے خدا کی عبادت خوب کیا کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد جب بہت سا مال اُنکے ہاتھ آیا اور دولت سے مالا مال ہوگئے تو اُن کی عبادت اوراد ووظائف مین فتور وقصور پیدا ہوگیا سخت دلی کا نتیجہ غفلت ہے اور نرم دلی علامت طاعت۔ ؎

جو دل کہ نور معرفت سے روشن نہو
وہ دل ہی نہین بلکہ لوہا اور پتھر ہے
جو دل کہ گرد غفلت سے زنگ آلود ہوجاتا ہے
اس سے پتھر اور لوہا بھی عار کرتا ہے

دوسری

قال بعضہم نزل فی المنافقین الذین اظہروا الایمان وفی قلوبہم النفاق المبائن للخشوع

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ (۱۳۱)

بعضون کا بیان ہے کہ یہ آیت منافقون کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور دل مین سخت نفاق رکھتے تھے جو خشوع کے مبائن ہے۔

تیسری عن الاعمش قال ان الصحابۃ لما قدموا المدینۃ اصابوا لینا فی العیش و رفاھیۃ ففتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا بھذہ الایہ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۲)

اعمش سے روایت ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آئے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا۔

اقوال شاہ ولی اللہ صاحب

(۱) عن ابن مسعود لما نزلت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ الایۃ قبل بعض علی بعض ای شئ احدثنا ای شی صنعنا۔

"ابن مسعود سے منقول ہے کہ جب آیت الم یات للذین الخ نازل ہوئی تو اصحاب کہنے لگے ہم نے کونسی بدعتین کین جو یہ عتاب نازل ہوا"

(۲) عن ابن عباس قال للہ استبطاء قلوب المھاجرین عاتبھم عتی راس ثلثۃ عشر سنۃ من نزول القرآن فنزل الم یان للذین امنو الایۃ

ابن عباس سے روایت ہے کہ پروردگار عالم نے مہاجرین کے امتحان کو تاخیرین ڈالا۔ یہان تک کہ نزول قرآن سے تیرہ برس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) عن الاعمش قال لما قدم اصحاب النبی المدینۃ فاصابوا من لین العیش بعد ما کان بھم الجھد فکانھم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا و نزلت الم یان للذین امنوا الایۃ الخ

اعمش سے نقل ہے کہ جب اصحاب آرد مدینہ ہوے تو عیش و راحت مین مبتلا ہوے۔ اور تکالیف و شدائد بھول گئے یہان تک کہ اس عیش کے سبب اعمال مین کوتاہی کرنے لگے تو یہ آیت (الم یان للذین نازل ہوئی)

ان روایتون سے یہ تو بخوبی منکشف ہوگیا کہ آیہ مذکورہ خاص اصحاب ہی سے متعلق ہے مگر جنکے حق مین ہے ان کے اسماء مبارک مصلحتاً رازمین رکھے ہین لیکن جناب امام فخرالدین رازی کی تفسیر سے وہ راز فاش ہوگیا کہ جن اصحاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کے پیشوا حضرت ابوبکر ہین چنانچہ خود حضرت ابوبکر نے اِس آیت کو سنکر جو اپنی حالت معرفت الٰہی کی بیان فرمائی تھی وہی امام صاحب موصوف نے نقل کردی اور وہ یہ ہے :-

(۴) عن ابی بکرؓ ان ھذہ الایۃ — حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجلس خلافت مین)

قرأت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل — اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ

الیمامہ فبکوا بکاءً شدیداً فنظر الیھم — شدت سے روئے آپنے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا

فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب — ایسے ہی پہلے ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے

(جلد ہشتم صفحہ ۱۳۲) — تھے) مگر اب دل سخت ہوگئے۔

(۵) اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی تاریخ الخلفا مین بایں الفاظ تحریر کیا ہے:-

اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی صالح — جب حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت مین یمن کے

قال لما قدم اھل الیمامہ زمان ابی بکرؓ — لوگ آئے اور آیات قرآنی کی سماعت کی تو رونے

وسمعوا القرآن جعلوا یبکون فقال — لگے حضرت ابوبکر نے کہا پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے

ابوبکر ھکذا کنا ثم قست القلوب — مگر اب تو دل سخت ہوگئے۔

واضح ہو کہ جو اصحاب خدائے پاک کی یاد سے غافل ہوگئے تھے اِن کی نسبت اللہ جل شانہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ یہ لوگ طالب دنیا ہین تم اِن سے روگردان رہو۔

فاعرض عن من تولی عن — پس جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا ہو اور سوائے

ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا — زندگی دنیا کے اور کسی چیز کا خواستگار رہی نہین ہے

ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله واعلم بمن اهتدىٰ ۔ پ ۲۷ ۔ س النجم ۔ ع ۱

پس تم بھی ان سے منہ پھیر لو ان کے علم کی انتہا اتنی ہی ہے بیشک تمہارا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو اسکی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ اس سے بھی آگاہ ہے جسنے ہدایت پائی۔

یہ اسناد جو نقل کئے گئے وہ تو خدائے عزوجل کی یاد سے غافل ہونے کے بارے مین تھے۔ اب ہم وہ اقوال بھی پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ اصحاب ممدوحین کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعظ و پند کی نسبت بھی یہی حال تھا یعنے تعلیم رسالت اور وعظ و نصیحت کا اثر ان حضرات کے دلون پر اسی وقت تک رہتا تھا جب تک مجلس وعظ مین حاضر رہتے تھے مگر جب آپکے پاس سے اٹھتے تو اپنے اپنے گھرون مین پہونچنے تک وہ ساری تعلیم اور وعظ و نصیحت بھول جاتے تھے۔ اور مومنین مخلصین سے پوچھتے پھرتے تھے کہ ابھی رسول اللہ نے وعظ مین کیا فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔

دوسری مثال صحابہ وعظ و ہدایت سنکر بھول جاتے تھے

ومنهم من يستمع اليك حتى اذا خرجوا من عندك قالوا للذين اوتوا العلم ماذا قال انفا اولئك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهوائهم والذين اهتدوا زادهم هدى واتىٰهم تقوىٰهم

اور انمین سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری باتین غور سے سنتا ہے یہان تک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھکر چلے جاتے ہین تو ان لوگون سے جنکو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہین کہ ابھی (رسول اللہ نے) کیا کہا تھا۔ یہی وہ لوگ ہین جنکے دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیرو ہو گئے ہین اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہو گئے انکی ہدایت کو اور زیادہ کردیگا اور انکو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائیگا۔

(پ ۲۶ ۔ س محمد ۔ ع ۴)

اس آیت کی تفسیر "تفسیر قمی" مین جو تفاسیر امامیہ سے ہے یہ ہے کہ:۔

"یہ آیت اصحاب رسول سے جو منافق تھے انکے بارے مین نازل ہوئی ہے انکی حالت یہ تھی کہ

جب کوئی بات سنتے تھے تو اُسپر ایمان نہ لاتے اور نہ اُسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکلکر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ رسول اللہ نے ابھی کیا کہا تھا۔

اور تفسیر مجمع البیان مین جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہؐ کے پاس ہوتے تھے اور حضرت ہم کو وحی کی باتین سناتے تھے تو مین ان کو یاد رکھتا تھا ان لوگون کو کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ اور جب آنحضرت کی خدمت سے اُٹھکر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہین اور جس کی بدنصیبی کے باعث خدائے تعالیٰ کو اسکی خیر و خوبی مدنظر نہوتی تو اسکے دل پر چھاپہ لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا (مقبول ترجمہ صفحہ ۸۱۰)

تفسیر فتح المنان مین منافق کی تعریف اور حضرت ابوبکرؓ کا وعظ و پند بھول جانے پر اعتراف کرنا

یہ تفسیر تفاسیر امامیہ سے ہے شاید ہمارے بھائی اس تفسیر کو عداوت پر محمول کرین۔ لہذا ہم خالص مخلصین و معتقدین صحابہ ہی کے اقوال ان کے سامنے پیش کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ جو اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہدایت و تعلیم بھول جاتے تھے۔

ازانجملہ حضرت ابوبکر ہین۔ جیساکہ جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب اپنی تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی مطبوعہ فاروق دہلوی صفحہ ۸۰ مین رقمطراز ہین :-

"نفاق کی چند قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کرے مگر در پردہ صاف منکر ہو۔

دوم دوم صاف منکر تو نہو مگر یقین بھی نہو بلکہ متردد اور مذبذب ہو۔

سوم سوم یہ کہ دل مین تو ہو مگر کامل نہو یہ تینون خدا کے نزدیک سخت کافر ہین۔ اور صحابہؓ تو اپنی حالت قلبیہ مین ذرا بھی فرق آنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ

حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت ابوبکر سے ملے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا مین تو منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ جب ہم نبی صلعم کے پاس سے گھر آتے ہین اور بیوی بچون مین مشغول ہوتے ہین تو وہ کیفیت جو وہان ہوتی ہے اُسکو بھول جاتے ہین۔ حضرت ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی حال ہے

دوسری وصال السعدین ترجمہ مرج البحرین مصنفہ جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی صہ

وصال السعدین وغیرہ سے تفسیر بالرا کی تائید

اِس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ حنظلہ جنکو حنظلۃ الغسیل کہتے ہین جو کاتبان وحی سے تھے ایکبار حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کچھ شکایت اپنے حال کی لائے آپ نے فرمایا نافق حنظلہ یعنے حنظلہ منافق ہوا مین تو اِسکو مخلصون سے جانتا تھا مگر وہ منافق نکلا۔ دل اسکا ساتھ زبان کے اور ظاہر اسکا باطن کے ایک نہین ہے اور نہ حال اسکا ساتھ استقلال کے ہے اور کہا حاشا للہ یہ کیا بات ہے جو تم نے کہی اس کہنے سے تمھارا مطلب کیا ہے حنظلہ نے عرض کیا کہ جو وقت مین روبرو آنحضرت صلعم کے ہوتا ہون اور جمال وکمال آپ کا دیکھتا ہون۔ اور آپ کی باتین سنتا ہون تو نور یقین کا ایسا جلوہ گر ہوتا ہے گویا حقیقت معرفت کو چشم سے دیکھتا ہون اور دوزخ وبہشت کا معاینہ مشاہدہ کرتا ہون۔ اور جب آپ سے جدا ہوتا ہون اور اہل وعیال سے مخالطت کرتا ہون تو حال دوسرا ہوجاتا ہے اور بہت باتین جو یاد ہوتی ہین بھول جاتا ہون دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو سردار صدیقون کے ہین کیا فرماتے ہین اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

تیسری صحیح ترمذی جلد دوم صفحہ ۸۴

عن عثمان النہدی عن حنظلۃ الاسدی کان من کتاب النبی

عثمان نہدی سے روایت ہے کہ وہ حنظلہ اسدی سے روایت کرتا ہے جو کاتب وحی آنحضرتؐ کا تھا

اتہ مر بابی بکرؓ وھو یبکی فقال	ایک مرتبہ وہ روتا ہوا ابوبکر کے پاس سے گذرا۔ ابوبکر
مالك یا حنظلۃ قال نافق حنظلۃ	نے پوچھا حنظلہ کیون روتے ہو کیا ہوا ہے اُس نے
یا ابا بکرؓ نکون عند رسول اللہ	کہا اے ابوبکر حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ جب ہم رسول خداؐ
یذکرنا بالنار والجنۃ	کے پاس ہوتے ہین اور آپ جنت و نار کو یاد دلاتے
کان رأی عین فاذا رجعنا عافسنا	ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھون سے
الازواج والصغیر ونسینا	دیکھ رہے ہین مگر جب وہان سے اپنے اہل و
کثیرا قال فوا للہ انا	عیال مین آتے ہین تو اکثر باتین بھول جاتے
کذلك۔	ہین۔ ابوبکر نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو جب ہمین
	بھی ایسا ہی ہو گیا ہون۔

بھائیو! ان آیتون اور تفسیرون کو خوب بغور ملاحظہ فرماؤ کہ ان سے اصحاب مہاجرین کا مدینہ مین آکر دولت و مال پانا بوجہ تعیش ذکر خدا سے غافل اور سخت دل ہو جانا۔ رسول اللہؐ کی ہدایت و نصیحت بھول جانا اور فرد اصحاب مین سب سے اول سابق الاسلام، افضل الصحابہ، افضل المہاجرین۔ اور سب صدیقون کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا نام خصوصیت سے بتانا۔ اور خود حضرت صدیق کا وعظ و ہدایت بھول جانے اور آیات الٰہی سے دل سخت ہو جانے کا اعتراف کرنا تمہارے ہی محدثین کرام اور مفسرین عظام کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے یا اس مین کچھ فرق ہے خوب غور کر کے دیکھو کہین یہ دشمنون کے فقرے تو نہون۔

فارجع البصر ھل تری من فطور ثم ارجع	(ایکبار دیکھنے سے نہ دیکھائی دے) تو دوبارہ نظر کر (اور پھر دیکھ)
البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسئا	کہ تجھ کو (کسیجگہ) کوئی ڈھار دکھائی دیتی ہے پھر بار بار نظر کر (نتیجہ
وھو حسیر ۃ پ ۲۹ س الملك۔ ع	یہی ہوگا کہ) تیری نظر کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف الٹی لوٹ آئیگی"

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر جن کو آپ سب صدیقون کا سردار بتلاتے ہین جنکا سب سے پہلے ایمان لانا اور رسالت و نبوت کی تصدیق کرنا بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہین۔ جن کو کل امت سے اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل اور یار غار محرم اسرار خفی و جلی و عالم رموز قرآنی اور واقف حقائق ربانی سمجھتے ہین جنکو یہ شرف حاصل ہو کہ ؎

در ہنر ہم رکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ از و　　ہمہ اسرار دین شنیدہ از و

جنکے ایمان و معرفت کا یہ حال ہے تو کیا اسی ایمان پر بڑے شدّ و مد سے اصحاب کی تعریفون کے پل باندھے جاتے ہین کہ انھون نے کفر و شرک مٹا کر توحید پھیلائی۔ انھین سے گمراہون نے ہدایت پائی۔ انھین کیواسطے سے ہم کو قرآن پہونچا۔ انھین کے ذریعے سے رسول اللہ کے احکام ہم کو حاصل ہوئے۔ انھین کے وسیلہ سے وحی کا آنا۔ جبرئیلؑ کا نازل ہونا۔ اور پیغمبر خدا کا ملکوتی صفات سے متصف ہونا ثابت ہوا۔ انھین نے معرفت الٰہی کی راہین ہم کو بتائین یہ وہ مہر ماہ فلک اسلام ہین کہ ؎

پایہ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

والے اپنی بصارت پر کہ ہر ذرہ سے آہ　　جلوہ گر ہے آفتاب اوج تاب بینائی نہین

غرض ہمارے بھائی اپنی عقیدتمندی سے جیسا چاہین انکی شان بڑھائین اور کتنا ہی اُن کو آسمان پر چڑھائین مگر ان روایتون اور تفسیرون سے کسی طرح انکار نہین کر سکتے اور ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو حسب آیہ شریفہ

ولما یدخل الایمان فی قلوبکم　　ایمان کی ہوا بھی نہین لگی۔ اور معرفت الٰہی سے جو ایمان کی جان ہے کورے تھے۔

ال و اولاد فتنہ ہے

دنیا کی رغبت اور آل اولاد کی الفت کے آگے ان کے نزدیک خدا و رسول کی محبت و معرفت کوئی چیز ہی نہ تھی۔ حالانکہ یہی تعلقات خدا و رسول کی یاد سے غافل کرنے والے ہین۔ اور انھین کو خلاق عالم نے فتنہ فرمایا ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ — تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہین۔

اور جا بجا اپنے کلام پاک مین دنیا کی مذمت کی ہے اور ان مکروہات سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون (سورۂ منافقون)

اے ایمان لانے والو تمکو تمھارے مال۔ خدا کی یاد سے غافل نہ کرنے پائین اور نہ تمھاری اولاد اور جو ایسا کرینگے وہی نقصان اٹھانے والے ہین۔

چنانچہ اصحاب کبار ان مکروہات سے اجتناب کرتے رہے۔ از انجملہ ایک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہین جنکے بارہ مین شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی صفحہ (۱۵۳) مین یہ تحریر فرماتے ہین۔

حضرت ابوذرؓ ان جمع کرنیوالے کو حج از اسلام سمجھتے تھے

"حضرت ابوذر جن کا اسلام لانے والون مین چھٹا یا ساتوان نمبر تھا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور غیر متعین طریقہ سے جس طرح ان کے ذہن مین آتا تھا خدا کا نام لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کا حال سنا تو اپنے بھائی کو بھیجا کہ صحیح خبر لائین وہ مکہ مین آئے اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر قرآن مجید کی سورتین سنین۔ واپس جاکر ابوذر سے کہا کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا جس کو لوگ مرتد کہتے ہین وہ مکارم اخلاق سکھاتا ہے۔ اور جو کلام سناتا ہے وہ شعر نہین کوئی اور چیز ہے۔ تمھارا طریقہ اس سے بہت ملتا جلتا ہے ابوذر کو اس سے تسکین نہین ہوئی۔ خود مکہ مین آئے زبان مبارک سے آپ کا ارشاد سنا اور اسلام قبول کیا۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ رہے ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص زر و مال جمع کرتا ہے وہ مسلمان نہین۔ چنانچہ اس بنا پر حضرت عثمان نے اپنے زمانہ مین ان کو مدینہ سے دور بھیجدیا تھا۔

اب حضرت ابوبکر اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایمان کا تقابل کرو اور خود ہی انصاف کرو آیہ کریمہ

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و — لیکن خدا نے تو تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے

زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر — اور اسکو تمہارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے اور کفر و

والفسوق والعصیان اولئک ھم — بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے یہی

الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ — لوگ خدا کے فضل و احسان سے راہ ہدایت پر ہین

علیم حکیم ۝ (پ ۲۶ س حجرات ع ۱)

کا مصداق کون ہے۔ اور آیۂ شریفہ

افرأیت من اتخذ الھہ ھواہ و — بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے

اضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ — اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اسکی

وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن — حالت سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی مین چھوڑ دیا ہے اور

یھدیہ من بعد اللہ افلا — اسکے کان اور دل پر علامت مقرر کر دی ہے اور اسکی

تذکرون ۝

(پ ۲۵ س الجاثیہ ع ۴) — آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اسکی ہدایت کون کر سکتا ہے کیا تم لوگ اتنا بھی غور نہین کر سکتے۔

کا اطلاق کس پر ہوتا ہے۔

قبلۂ دنیا و دین جناب امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین۔

اقوال جناب امیرؑ دنیا کی مذمت مین

الایا ساکن القصر المعلی — ستدفن عن قریب فی التراب

اے عمارتہائے عالی و قصر ہائے بلند کے رہنے والے — آگاہ ہو کہ تو عنقریب پیوند خاک ہو جائے گا

لک ملک ینادی کل یوم — لدوا للموت وابنوا للخراب

خدا کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز جانب خداوند عالم سے اہل زمین کو — ندا دیتا رہتا ہے کہ اے غافلو تم مرنیکے لئے پیدا ہوئے ہو مٹنے کیلئے تعمیر کرو

الا انما الدنیا کمنزل راکب — الا ہر عشیا وھو فی الصبح راحل

دنیا مثل ایک سرا کے ہے کہ مسافر آکر اسمین شب بھر رہا — اور صبحکو اُسے سفر کیا۔ پھر سفر بھی کیسا کہ جہان سے کوئی نہ پھرا

مضی الدھر والایام والذنب حاصل — وانت بما تھوی من الحق غافل

افسوس زمانہ زندگی کا خرچ ہوا اور تو نے بجز گناہ کے کچھ توشہ آخرت حاصل نہ کیا — ابھی تک تیری غفلت کا حال یہ ہے کہ ہوا و ہوس نفسانی مین گرفتار ہے اور اپنے خالق سے بالکل غافل ہے

سرورك فی الدنیا غرور وحسرة — وعیشك فی الدنیا محال وباطل

نہین جانتا کہ تیرا دنیا مین خوشی کرنا دنیا سے فریب کھانا ہے آخر کار ہوا حسرت کے کچھ حاصل نہ ہوگا — اے طالب راحت تیرا ہمیشہ دنیا مین زندگانی کرنا امر محال و خیال باطل ہے

تزود من الدنیا فانك راحل — وبادر فان الموت لاشك نازل

اے غافل خواب غفلت سے بیدار ہو اور کچھ توشہ زاد آخرت بہم پہنچا اسلئے کہ عنقریب تو دنیا سے کوچ کرنے والا ہے — تحصیل زاد راہ مین جلدی کر کہ موت تیری کمینگاہ مین ہے اور اکید ضرور آنیوالی ہے

اس مفہوم کو جناب مفتی محمد عباس صاحب علے اللہ مقامہ نے نظم فرمایا ہے جس کے بعض اشعار یہ ہین ؎

اے مسافر زاد راہے ہم بگیر — خستہ حالی پارۂ مرہم بگیر

وا بکن از خواب نوشین چشمکے — خفتہ بسیار نشین اندکے

بگذر از دنیا تامل خوب نیست — خواب راحت بر سر پل خوب نیست

داعی حق چون رسد بودن کجا — مہلت کفہا بھم سودن کجا

این سفر شام و عراق و روم نیست — این سفر را منزلے معلوم نیست

این نہ شرق و غرب و شمال است و جنوب — این نہ راہ بر و بحر و جبال

غیر ازین راہے دگر داری پیش — سنگلاخ پر خطر داری پیش

کاروان بگذشت و کس برجا نماند — غلغل و شور جرس برپا نماند

کس ز تنگی لحد آگاہ نیست — راہ تاریک و خضر ہمراہ نیست

رودم وصنعا با قوافل میروی — وزجہان تنہا و غافل میروی

مثل مرقد خانۂ تاریک نیست — کاندرآنجا ہیچ کس نزدیک نیست

زود برگردند قوم وخویش تو — کس نخواہد ماند آنجا پیش تو

از برائے عمر سامان میکنی — خانہ را بہر چراغان میکنی

می روی تنہا در ایوان لحد — کو چراغی در شبستانِ لحد

در مزارت قالم وسنجاب نیست — خواب چون آید کہ فرش خواب نیست

مونست جز کار خوب وزشت نیست — بالشت در قبر تو خشت نیست

بارے از فکر مآلِ خود بنال — بیکسی بیکس بحالِ خود بنال

جناب امیرؑ کی معرفت

اب جناب امیر المومنین امام المتقین امام المشارق والمغارب صاحب المفاخر والمناقب حجۃ اللہ ولی اللہ ید اللہ عین اللہ لسان اللہ وجہ اللہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اور یقین کا بھی کچھ حال سن لیجئے۔ جو راس الرئیس جمیع اہل مناصب ومناقب مخزن کل مکارم ومحامد اور معدن جملہ فضائل وفواضل ہیں جنکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلعت انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور خدائے ذوالجلال والاکرام نے تاج اوتوا العلم عطا فرمایا

اور حسب آیۂ کریمہ

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام

اپنے فضل وکرم سے آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو اُس کا سینہ کھول دیتا ہے۔

کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کیلئے کھولدیا ہو وہ پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے (یا کوئی اور)

فویل للقسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ ؕ	پس افسوس ان لوگون پر ہے جن کے دل
اولئک فی ضلالٍ مبین	یاد خدا سے سخت ہوگئے ہین۔ وہی تو کھلی گمراہی
(پ ۲۳ س الزمر ع ۳)	مین ہین۔

اپنے ولی کی شان مین نازل فرمائی جیسا کہ تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کا حصۂ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان مین ہے

اوّل	قیل نزلت الایۃ فی حمزۃ وعلی	روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور
	رضی اللہ عنہما تفسیر کبیر	حمزہ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔
دوم	در اسباب نزول آوردہ کہ این آیت در	شان نزول اس آیت کا یہ بیان کیا ہے
	شان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وحمزہؓ است	کہ یہ آیت علیؑ اور حمزہؓ کی شان مین ہے کہ اللہ تعالےٰ
	سبحانہ تعالیٰ دل ایشان را بہ نور معرفت روشن	نے ان کے دل نور معرفت سے منور کر دیے ہین
	گردانید (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۶)	

اور بنا بر قول باری تعالیٰ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء	یعنی (خدا) جسکو چاہتا ہے اپنے نور کیطرف راہ دکھاتا ہے

یہدی اللہ لنورہ

اور ان کے دل کی آنکھین کھول دیتا ہے الہامات ربانی اسکے گوش جان مین پہونچتے ہین۔ وہ ہر چیز کو نور خدا سے دیکھتا ہے اور جبکہ چراغ ایمان دل مین روشن ہوجاتا ہے تو اسکا نور تمام روزنون سے ساطع ہوتا ہے اور کبھی زائل نہین ہوتا۔ چنانچہ اپنی ہدایت کا اظہار ان پاک الفاظ مین فرماتا ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور و	بیشک تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور اور
کتاب مبین ہ یھدی بہ اللہ من اتبع	ایسی واضح کتاب آئی ہے جس کے ذریعہ سے
رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من	خدا ہدایت کرتا ہے اُن کی جو خدا کی رضامندی کے پیرو ہین

الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم

سلامتی کی راہون کی جانب اور انھین اپنے حکم سے جہالت کی تاریکی سے نکالکر ایمان و علم کی روشنی مین لاتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے

کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ تصنیف ابو نعیم اصفہانی مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ شریفہ

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ نورھم یسعٰی بین ایدیھم و بایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیئ قدیر ۃ

اسدن اللہ اپنے نبیؐ۔ اور ان لوگون کو جو انکے ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا بلکہ انکا نور اُن کے آگے اور اُنکے داہنی طرف پھیل رہا ہوگا اور یہ لوگ دعا کرتے ہونگے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمین بخشدے بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

سے جناب امیر علیہ السلام مراد ہین۔

تفسیر سیوطی مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ کریمہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ

نور جسوقت دل مین اتر آتا ہے تو اسکے لئے دل مین جگہ ہو جاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اسکے دل مین نور آگیا ہے۔ فرمایا کہ ہان اس فریب دینے والے مقام سے برداشتہ رہنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اسکے لئے مستعد رہنا۔

جناب امیرؑ دنیا سے کراہت فرماتے رہے

جو کچھ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا وہی رسول ہمیشہ اسپر عمل فرماتے رہے۔ اپنے نفس کو اس کی خواہشات اور لذات دنیا سے باز رکھا۔ کبھی دنیا طلب اور اقبال و جاہ والون کے شعار و اطوار کو

جن پر آیہ شریفہ

فامّا من طغیٰ واٰثر الحیوٰۃ الدّنیا فان — تو جس نے سرکشی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت پر)

الجحیم ھی الماوی (پ۔س والنازعات ع) — مقدم رکھا تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اپنا نصب العین قرار نہ دیا مولوی روم فرماتے ہین ؎

از عمل آموز اخلاص عمل — شیر حق را دان منزّہ از دغل

بلکہ اپنے نفس کو مار کر ہر امر مین خدائے عزوجل کے تابع فرمان رہے اور آیۂ کریمہ

واما من خاف مقام ربّہ ونھی — اور جو اپنے پروردگار کی حضور مین

النفس عن الھوی فان الجنّۃ ھی — (جوابدہی کیلیے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو

الماوی — خواہشون سے روکتا رہا تو اسکا ٹھکانا بس بہشت ہے۔

کے مصداق ہوے

آیۂ کریمہ وتعیھا اذن واعیہ

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جناب امیر علیہ السلام کا سینہ کشادہ کر دیا تھا اسی طرح آپکے گوش مبارک کو بھی یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ جو کچھ آپ وعظ وہدایت کی باتین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتے تھے اُن کو کبھی بھولتے نہ تھے مفسرین کرام بیان ہے کہ آیۂ کریمہ

وتعیھا اذن واعیہ پ۲۹۔س الحاقۃ — اور اسے یاد رکھنے والے کان (سنکر) یاد رکھین

جناب امیرالمومنین علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے :-

سعید بن منصور۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیتہ نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مین نے خدا سے عرض کیا تھا کہ ایسے کان علیؑ کے بنادے کہ وہ یاد رکھے۔ اسوجہ سے حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ جو بات مین نے رسول اللہؐ سے سنی وہ کبھی نہین

بھولا۔ اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی۔ ابن مردویہ ابن عساکر ابن بخاری نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو اپنے سے قریب کرون اور تم کو تعلیم دون اور تم یاد رکھو اسپر یہ آیت "وتعیہا اذن واعیۃ نازل ہوئی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تم کو قریب کرون اور تعلیم دون تاکہ تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت مندرجہ بالا نازل ہوئی۔ اسوقت رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے"

اس بیان کے ثبوت مین ہم اُن تفسیرون کی نقول بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہین

پہلی واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم والواحدی وابن مردویہ وابن عساکر و ابن البخاری عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان اللہ امرنی ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق لک ان تعی فنزلت ھذہ الایۃ وتعیہا اذن واعیۃ

(تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶) صفحہ ۲۵۲

ابن جریر وغیرہ نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تمکو اپنے سے قریب کرون اور دور نہ کرون تم کو تعلیم دون تم کو اور تم یاد رکھو اور تمہارے لئے سزاوار ہے کہ تم یاد رکھو (پس یہ آیت نازل ہوئی)

دوسری عن مکحول عن علی قال رسول اللہ صلعم۔ سالت اللہ ان یجعل اذنک واعیۃ یا علی ففعل فکان یقول ما سمعت من رسول اللہ

مکحول جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے خدائے پاک سے یہ امر طلب کیا ہے کہ وہ سننے والا کان تمہارے کان کو بنا دے۔ پس خدا نے ایسا ہی کر دیا۔ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اس روز سے

صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی)

کوئی کلام مین نے حضرت صلعم سے ایسا نہین سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبید اللہ نسرتی مطبوعہ لاہور (صفحہ ۱۰۶)

تیسری عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک فتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیہا اذن واعیہ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابو نعیم فی ما نزل من القرآن فی علی وابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار (ایضاً صفحہ)

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوے سنا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ مین تمھین تعلیم کرون پس تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے اس کا کہ تم یاد رکھو پس یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یاد رکھنے والا کان۔

چوتھی در حدیث آمدہ کہ حضرت پیغمبرؐ مر علی را گفت من از خدائے درخواستم کہ گرداند اذن واعیہ گوش ترا اے علی۔ پس علی گفت بعد از ان ہیچ چیز فراموش نکردم (نظم)

گرچہ ناصح را بود صد دعویٰ پند را اذنی بباید واعیہ
گر نبودی گوشہای عیب جو وحی نا دیدے ز گردون یک بشر

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۲۲)

حدیث مین وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے خاص طور پر جناب علی مرتضیٰؑ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے خداوند عالم کے حضور مین درخواست کی ہے کہ وہ تمھارے کان کو گوش شنوا قرار دے جناب علی مرتضیٰؑ ارشاد فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد مبارک کے بعد مین نے کوئی بات سنی ہوئی فراموش نہین کی

اقوال دربارہ معرفت جناب امیرؑ

جناب مولائے کونین کے علم و معرفت اور یقین کے کل علمائے محدثین اہلسنت کبیر و صغیر معترف ہین چنانچہ چند اقوال اُن کے نقل کئے جاتے ہین ۔

پہلا قول کتاب وصال السعدین و دیگر کتب اہلسنت مین ہے :-

"غور کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ شاہ اولیاء امام اصفیاء ارشاد فرماتے ہین :-

لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا یقینا اگر پردہ کھولا جائے تو میرا یقین زیادہ نہو

مطلب یہ ہے کہ پردہ ہو یا نہ ہو میرا یقین یکسان ہے اگر پردہ درمیان ہو تو مین اُس پردہ مین ایسا دیکھتا ہون گویا پردہ نہین ہے"

دوسرا قول "بخاری شریف مین حضرت ابوجحیفہ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار معانی قرآنیہ کو سنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نہین یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فہم (اسرار حق صفحہ ۴۷)

تیسرا قول

عن ابن عباسؓ قد سأله الناس فقالوا!	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگون نے
ای رجل کان علیا قال کان ملاء جوفہ	پوچھا حضرت علی کیسے آدمی تھے ؟ کہا ان کا
حکما وعلما وباسا ونجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ	شکم علم و حکمت اور شجاعت اور بزرگی سے
صلعم اخرجہ احمد فی المناقب	بھرا ہوا تھا اور آنحضرت صلعم کے ساتھ
(دیکھو سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبداللہ صاحب تاجر کتب مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۱۰)	قرابت قریبہ رکھتے تھے ۔

چوتھا قول جناب امیر علیہ السلام کی معرفت الٰہی اور یقین کی نسبت عبدالحمید ابن ابی الحدید معتزلی کی یہ رائے ہے مین اس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اسی سے منسوب اور جمیع کمالات اسی تک منتہی ہوتے ہین وہ تمام مناصب کا رأس رئیس اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہے

کوئی اس سے میدان سبقت مین آگے نہ نکل سکا۔ جس نے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہے وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا وہ اسی کے سبب سے یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین اور تمام علوم سے مشکل خداشناسی اور معرفت الٰہی کا علم ہے۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ بربنا حدیث نبوی صلعم

لایعرف اللہ الا انا وعلیؑ۔ ولا یعرفنی الا اللہ وعلیؑ۔ ولا یعرف علیا الا اللہ وانا

یعنی خدا کو بجز میرے اور علیؑ کے کسی اور نے نہین پہچانا۔ اور مجھے سوائے خدا اور علیؑ کے کسی نے نہین پہچانا اور علیؑ کو بجز میرے اور خدا کے کسی نے نہ پہچانا۔

اسی کے سبب سے اسی کے کمال سے معرفت خدا کے اصول مستنبط کیے گئے خداشناسی کی راہین اسی کے بیان سے روشن ہوئین تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا اسلامی دنیا مین صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع کی جماعت مین کسی کے ارشاد اور تعلیم کیلئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے کہ حضرت علی کے ہین اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انھین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے۔

جناب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی تحصیل جناب سرور کائنات خلاصہ موجودات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی صحابہ کبار مین ہونیکی حیثیت سے علاوہ اہلبیت ابن عم اور خویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضیٰ کے تعلقات کو آنحضرت صلعم کی ذات ہمایون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا ان تعلقات سے قطع نظر کرکے امیرالمومنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون اور بانی اسلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت و خواہش اور شوق سے توجہ فرماتی رہی جو عموماً اہل اسلام سے قطعی دشوار ثابت ہوتا ہے۔

(از رسالہ اقوال علیؑ۔ مترجمہ منظومہ نہر السلسبیل راجہ سرکشن پرشاد صوفی مہاراجہ بہادر یمین السلطنت مشیر اعظم و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ)

جناب امیر مدینۃ العلم کے باب ہین

ہرچند کہ جس کی شان مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا مین شہر علم ہون اور علیؑ اس کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین۔ اسکا باب علم اتنا وسیع ہے کہ جسکا احصا نہین ہوسکتا مگر کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی کی دو چار عبارتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :—

پہلی

اخرج ابن المغازلی بسندہ عن ابی الصباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما صرت بین یدی ربی کلمنی وناجانی فما علمت شیئا الا علمتہ علیا فھو باب علمی (حدالسارق حصہ سوم صفحہ ۲۸)

ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب شب معراج خدائے پاک نے مجھ سے کلام کیا تو جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کیا تھا وہ سب مین نے علیؑ کو تعلیم کردیا وہ میرے علم کے باب ہین۔

دوسری

اخرج ابن المغازلی وموفق الخوارزمی بسندھما عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئل عن علم علیؑ فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علیؑ تسعۃ اجزاء والناس جزأ واحدا وھو اعلم بالعشر الباقی (ایضاً ۲۹)

ابن مغازلی و موفق خوارزمی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حکمت کی تقسیم دس حصون پر ہے جس مین سے نو حصہ علیؑ کے ہین اور باقی ایک حصہ مین سب شریک ہین۔ مگر علی اُسمین بھی سب سے اعلم ہین۔

تیسرے

موفق بن احمد بسندہ عن سلیمان الاعمش عن ابیہ عن علی قال واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما

موفق بن احمد نے بسند اپنے سلیمان اعمش سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے قسم خدا کی جو آیہ نازل ہوا اسکو مین جانتا ہون

نزلت واین نزلت وعلی من انزلت و — کس بارے مین کہان کسپر نازل ہوا خدا نے مجسکو

ان ربی وھب لی لسانا طلقا وقلبا عقولا — لسان گویا اور قلب عقول عنایت کیا ہے ۔

(ایضا)

چوتھی — موفق بن احمد بسندہ عن ابی — موفق بن احمد روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ

الطفیل قال قال علی بن ابی طالب — نے فرمایا سوال کرو مجھ سے کتاب اللہ سے کہ اسکی

رضی اللہ عنہ سلونی عن کتاب اللہ — کوئی آیت ایسی نہین ہے کہ جسکو مین نہ جانتا ہون

فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل — کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل

نزلت ام بنہار ام فی سھل ام فی — ہوئی یا زمین ہموار پر ۔

جبل (ایضاً)

پانچوین — وفی الدر المنظوم اعلم ان — درمنظوم مین ہے جان تو کہ جتنے اسرار کتب

جمیع اسرار الکتب السماویۃ فی القرآن و — سماویہ مین تھے وہ سب قرآن مین ہین اور جو قرآن

جمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ وجمیع ما فی الفاتحۃ فی — مین ہے وہ سب سورہ فاتحہ مین ہے اور جو کچھ سورہ فاتحہ

البسملۃ وجمیع ما فی البسملۃ فی باء البسملۃ — مین ہے وہ سب بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بسم اللہ مین ہے

وجمیع ما فی الباء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی — وہ سب باء بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ باء بسم اللہ مین ہے وہ اس نقطہ مین ہے جو

تحت الباء قال الامام علی کرم اللہ وجھہ — باء کے نیچے ہے ۔ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین وہی

انا النقطۃ التی تحت الباء وقال یعنی — نقطہ ہون جو کہ باء کے نیچے ہے ۔ اور یہ بھی فرمایا

العلم نقطۃ کثرھا الجاھلون والالف وحدۃ — کہ علم ایک نقطہ ہے جس کو بڑھا دیا جاہلون نے اور

عرفھا الراسخون ۔ (ایضا ص۲۳) — الف وحدت ہے جسکو پہچانا راسخون نے

چھٹی — موفق بن احمد بسندہ عن سلمان — موفق بن احمد نے روایت کی ہے

رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال — کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اعلم امتی علی محمد بن علی الحکیم
الترمذی فی شرح الرسالۃ الموسومۃ
بالفتح المبین قال ابن عباس
رضی اللہ عنہما وھو امام المفسرین العلم
عشرۃ اجزاء لعلی تسعۃ اجزاء وللناس
العشر الباقی وھو اعلمھم بہ وقال
ایضا شرح لنا علی رضی اللہ عنہ نقطۃ
الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم
لیلۃ فما نفلق عمود الصبح وھو
بعد لم یفرغ فرأیت نفسی فی جنبہ
کالفوارۃ فی جنب البحر المتعنجر وقال
علی کرم اللہ وجھہ لو شئت لی
الوسادۃ وجلست علیھا لحکمت لاھل
التوراۃ بتوراتھم ولاھل الانجیل
بانجیلھم ولاھل القرآن بقرآنھم
ولھذا کانت الصحابۃ رضی اللہ عنھم
یرجعون الیہ فی احکام الکتاب و
یاخذون عنہ الفتاوی کما قال عمرؓ بن
الخطاب فی عدۃ مواطن۔ لولا علی لھلک عمرؓ

تمامی امت سے اعلم علی ہین۔ محمد بن حکیم ترمذی
نے شرح رسالہ فتح مبین مین روایت کی ہے
ابن عباس سے کہ علم کے دس حصون سے
نو حصہ علیؓ کو ملا ہے اور ایک حصہ مین سب شریک
ہین۔ مگر اس مین بھی وہ سب سے زیادہ عالم ہین
وہی کہتے ہین کہ حضرت علیؓ نے ایک شب نقطۂ
باء بسم اللہ کی شرح بیان کرنی شروع کی طلوع
صبح تک۔ حالانکہ ابھی آپ کا بیان تمام نہین
ہوا تھا مین نے اپنے نفس کو ان کے مقابلے مین
ایک فوارہ پایا۔ بمقابلہ سمندر کے اور حضرت علیؓ نے
فرمایا تھا کہ اگر فرش میرے لئے بچھایا جائے
اور اسپر مین بیٹھون تو اہل تورات کے لئے مطابق
تورات اور اہل انجیل کیلئے مطابق انجیل اور
اہل قرآن کے لئے مطابق قرآن فیصلہ کرون اسلیئے
تمامی اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے
احکام کتاب مین اور آپ سے فتوے حاصل کرتے
جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا:۔
"لولا علی لھلک عمر" یعنی اگر علیؓ نہ ہوتے
تو عمر ہلاکت مین پڑتا۔

(ایضاً ص۲۹)

اللہ جل شانہ مومنین کے خوف کا ذکر کئی جگہ اپنے کلام پاک مین اسطرح فرماتا ہے

(۱) انما المؤمنون الذین اذا ذکر — سچے ایماندار تو بس وہی لوگ ہین کہ جب اُنکے
اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم — سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل دہل جاتے ہین اور جب
اٰیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون — اُنکے سامنے اُسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور بھی
(پ ۹ ۔ س انفال ۔ ع ۱) — زیادہ کردیتی ہین اور وہ لوگ بس اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین۔

(۲) تقشعر منہ جلود الذین یخشون — جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اُنکے رونگٹے
ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم — قرآن سنکر کھڑے ہوجاتے ہین پھر اُنکے جسم اور اُنکے دل نرما جاتے ہین
الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی — (اور) خدا کی یاد کیطرف مائل ہوجاتے ہین۔ یہ تو خدا کی ہدایت
بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ — ہے جسکے ذریعہ سے جسکو وہ چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے اور
من ھاد۔ (پ ۲۳ ۔ س زمر ۔ ع ۲) — جس سے خدا تعالی توفیق ہدایت سلب کرے تو اسکا رہبر کوئی نہین ہوتا

یہ شان مخصوص اہلبیت اطہار علیہم السلام ہی کی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ

نماز مین جناب امیرؑ کی محویت

جناب امیرالمومنین علیہ السلام تن تنہا ایک باغ مین جاکر مشغول عبادت ہوے اور ذکر خدا کے ساتھ اسقدر گریان ونالان ہوئے کہ روتے روتے بیہوش ہوکر گر پڑے۔ اور ہاتھ پاؤن سرد ہوکر مثل چوب خشک کے اینٹھ گئے۔ ابودرداء نے اتفاقاً آواز سن لی اور حضرت کے پاس پہونچے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوے اور دوڑکر دولتسرائے جناب سیدہ علیہا السلام پر حاضر ہوے اور حضرت کی حالت بیان کرکے آپکے انتقال کی خبر دی۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے بلکہ ذکر خدا کے وقت اکثر یہ حالت ہوجاتی ہے"۔

غرض ؎

وہ زور وہ شوکت وہ سخاوت وہ شجاعت — وہ خلق وہ اعجاز وہ ہمت وہ کرامت

وہ خوف الٰہی وہ عبادت وہ عدالت وہ شکر وہ تسبیح وہ فاقہ وہ قناعت

الطاف یتیمون پہ ترحم عُرَبا پر

تھا خاتمہ ان سب کا شہِ عقدہ کشا پر

آپ وہ ولی خدا ہین کہ بسبب کثرت عبادت وخضوع وخشوع آیہ کریمہ

والذین یبیتون لربھم سجدًا بنے اور وہ لوگ کہ اپنے رب کے واسطے راتین سجدے اور

وقیامًا سورہ فرقان قیام مین کاٹ دیتے ہین۔

آپ کی شان مین نازل ہوئی۔ یہی حالات سب اہلبیت رسالت کے تھے چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام جب نماز کیلئے مسجد تشریف لیجاتے تو درمسجد پر مثل گنہگار کھڑے ہوکر عرض کرتے تھے۔

الٰہی عبدک ببابک فقیرک ببابک خداوندا تیرا بندہ تیرا فقیر تیرے دروازہ پر حاضر ہے

جب وضو فرماتے تھے تو خوف خدا سے رنگ چہرۂ مبارک کا زرد پڑجاتا تھا۔ جناب سید الساجدین علیہ السلام کا لقب کثرت عبادت سے عابد بابکہ سجاد ہوا۔ مرقوم ہے کہ شیطان نے بطور آزمائش آپکی نماز باطل کرنے کی غرض سے سانپ بنکر پردۂ شب مین بحالت قیام آپکے پاؤن کا انگوٹھا منہ مین لیکر دبایا اور کاٹنا شروع کیا مگر آپ ایسے محو تھے کہ مطلق خبر نہوئی ہاتف غیبی نے آواز دی انت زین العابدین تو عبادکی زینت ہے بضعۃ الرسول جناب فاطمۃ الزہراؑ کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جسوقت وہ معصومہ محراب عبادت مین کھڑی ہوتی تھین تو بند بند کانپتا تھا۔ غرض علم وحکمت اور حقیقت ومعرفت آل رسول صلعم ہی پر ختم تھی۔ ان خاصان خدا سے معرفت الٰہی کا انکشاف عہد طفولیت ہی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ جلیل القدر ابن حجر کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بچپنے کا ایک ایسا واقعہ تحریر فرماتے ہین جس سے ان جناب کے بہت سے صفات پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے :—

ومناقبہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ یعنی جناب حسن عسکریؑ کے فضائل ومناقب بہت

ففی درر الاصداف وقع للبهلول معه اتہ رأہ وھو صبی یبکی والصبیان یلعبون فظر ات تحسر علی ما بایدیھم فقال لہ اشتری لك ما تلعب بہ فقال یا قلیل العقل ما اللعب خلقنا فقال لہ فلماذا خلقنا فقال للعلم والعبادۃ فقال لہ من این لك ذلك فقال من قولہ تعالی افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ثم سالہ ان یعظہ فوعظہ ببابیات ثم خر الحسن رضی اللہ عنہ مغشیا علیہ فلما افاق قال لہ ما نزل بك وانت صغیر

کثرت سے ہین۔ کتاب درر الاصداف مین ہے ایک دفعہ بہلول کا گذر حضرت امام حسن عسکری کے پاس ہوا۔ آپ اسوقت بالکل بچے تھے اور ہان رہے تھے اور آپکے ساتھی دوسرے لڑکے کھیل مین مشغول تھے بہلول کو خیال ہوا کہ دوسرے بچون کے کھلونے دیکھکر آپ رو رہے ہین پس آپکی خدمت مین عرض کی کہ فرمایئے تو مین آپ کیلئے بھی کھلونے خرید لاؤن اسپر حضرت نے فرمایا اے کم عقل شخص تو نہین جانتا کہ ہم لوگ کھیلنے کیلئے نہین پیدا ہوے ہین بہلول نے یہ سنکر دریافت کیا تو پھر کس لیے پیدا ہوے ہین آپ نے فرمایا کہ علم حاصل کرنے اور عبادت خدا بجالانیکے لئے ہم لوگون کی خلقت ہوئی ہے بہلول نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا اور کس دلیل سے آپ یہ فرماتے ہین جواب دیا کہ خداوند عالم کے اس قول پر افحسبتم انما خلقنا کم عبثا کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری درگاہ مین (مرکر) نہین حاضر ہوگے اس جواب سے بہلول نے یہ سمجھکر کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہین بلکہ ہادی خلق ہے لہذا کچھ علوم و ارشاد کا استفادہ کرنا چاہیے حضرت کی خدمت مین عرض کی کہ کچھ وعظ فرمایئے حضرت نے اس خواہش کو پورا کیا اور چند شعار وعظ و پند سے بھرے ہوے بیان فرمائے جسکے بعد خود غش کھاکر زمین پر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو بہلول نے عرض کیا کہ وعظ فرماتے ہوے آپ کو کیا ہو گیا تھا جو غش کھاکر گر گئے خوف خدا کا اثر تو ہو نہین سکتا اسلیے کہ ابھی آپ بالکل

لاذنب لك فقال اليك عنى — بچے ہین گناہ کا نام تک نہین جانتے حضرت نے فرمایا بہلول

یا بہلول انی رأیت والدتی — تم میرے دل کا حال کیا جانو۔ مین نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا

توقد النار بالحطب — ہے کہ چولھا جلاتین تو بڑی بڑی لکڑیون سے ہین لیکن وہ بڑی

الکبار فلا تقد الا بالصغار — لکڑیان بغیر چھوٹی لکڑیون کے روشن نہین ہوتین اسیطرح مین ڈرتا ہون

وانی اخشی ان اکون من صغار — کہ جہنم کے بڑے ایندھن کو روشن کرنیکے لئے جو چھوٹی چیزین

حطب جہنم — ایندھن بنینگی انمین میرا شمار نہو

حضرت کی عہد طفولیت کا ایک دوسرا دلچسپ واقعہ یہ ملتا ہے جو کتاب خرائج مین مذکور ہے۔

روی عن محمد بن عبداللہ — یعنی محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہین کہ ابو محمد حضرت

وقع ابو محمد علیہ السلام وھو — امام حسن عسکری علیہ السلام جب بچہ تھے تو دفعۃً کنوئین مین گر گئے

صغیر فی بئر الماء وابو الحسن — آپکے پدر عالیقدر امام علی نقی علیہ السلام اُس وقت نماز

علیہ السلام فی الصلوۃ والنسوان — مین مشغول تھے خواتین چیخنے لگین لیکن حضرت نے نماز

یصرخن فلما سلم قال لا باس — قطع نہین کی جب سلام سے فارغ ہو گئے خواتین سے

فراده وقد ارتفع الماء الی — فرمایا ڈرو نہین کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ اسکے بعد لوگون

راس البئر وابو محمد علیہ السلام — نے حضرت امام حسن عسکری کی طرف کنوئین مین نظر کی تو دیکھا کہ

علی راس الماء یلعب بالماء — قدرت خدا سے کنوئین کا پانی بہ ترتک بلند ہو گیا اور حضرت پانی مین کھیل رہے ہین

بھائیو دیکھو ع

"جہاز اُمتِ عاصی کے لنگر ایسے ہوتے ہین

معرفت الٰہی اسکا نام ہے طاعت و عبادت یہ ہے خالق ذوالجلال سے خائف ہونیکے معنی یہ ہین

خضوع و خشوع اسکو کہتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھکر خدا کی معرفت کسکو ہو سکتی ہے

اسپر فرماتے تھے کہ

ما عرفتك حق معرفتك — اے خدا جو حق تجھے پہچاننے کا ہے ویسا ہمین نے نہین پہچانا

علاوہ ادائے فرائض نبوت و رسالت عبادت مین اسقدر مشقت فرماتے تھے کہ رات رات بھر نماز پڑھتے تھے حتی کہ قیام و قعود سے پاؤن ورم کر گئے۔ اپنے حبیب کی یہ مشقت دیکھکر خدائے پاک نے ارشاد فرمایا

طٰہٰ ما انزلنا علیك القران لتشقی — اے رسول ہمنے تیر قرآن اسلیے نازل نہین کیا کہ تم اتنی تکلیف اٹھاؤ

اللھم صل علی محمد و آل محمد

غرض اسلامی دنیا پر جو درجہ اور مرتبہ آل رسول کا ہے وہ کسی اور کا نہین ہے اور یہ خدا کی دین ہے" واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اب اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات پر بھی نظر کرو جنکے عشق مین تم نے خدا و رسول کی شہادتون کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ ذرا ان کے اعمال کو وصی رسول کے ایمان و عقائد اور حقیقت و معرفت سے تقابل کرو جنکی نماز کا بفحوائے شعر ؎

اگر بود پیش تو تن در نماز — بدل بود اندیشہاے دراز

وگر بود پیش تو سر در سجود — تو خود نیک دانی کہ در سر چہ بود

یہ حال تھا کہ نیت کے ساتھ ہی دل مین تو غیر ملک و مال کی تدبیرین سوچتے تھے زبان پر تو الحمد للہ ہے اور دل مین جزیہ کی آمدنی کا حساب۔ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق مین حضرت عمرؓ کے زہد و تقوے اور نماز روزے کے جو صفات تحریر فرمائے ہین ان کو ملاحظہ کرو جس سے جناب خلافت مآب کے خضوع و خشوع اور معرفت الٰہی پر خوب روشنی پڑتی ہے اسکی نقل یہ ہے:-

کوئی ضروری کام آپڑتا اور وقت کی تاخیر کا خوف نہوتا تو حضرت عمر پہلے اس کو انجام دیتے۔ ایک دفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر ان کی طرف بڑھا وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے سے فارغ ہو کر

تب نماز پڑھو بعض اوقات جہاد وغیرہ کے اہتمام مین اسقدر مصروف رہتے کہ نازمین بھی وہی خیال بنا رہتا تھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ مین نماز پڑھتا ہوتا ہون اور فوجین تیار کرتا ہون۔ ایک روایت ہے کہ مین نے نازمین بحرین کے جزیہ کا حساب کیا۔ بعض اوقات جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے کسی سے مخاطب ہوجاتے۔ (دیکھو حصہ دوم ص۲۲۳)

ایکدفعہ رمضان مین بدلی کی وجہ سے آفتاب کے ڈوب جانے کا دھوکا ہوا حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمود ہوگیا۔ لوگ متردد ہوے حضرت عمر نے فرمایا معاملہ چندان اہم نہین ہم اپنی طرف سے کوشش کرچکے ص۲۹۷

کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے خیال سے جی بہلاتے تھے۔ ایکدفعہ حضرت عبداللہ بن عباس سے رات بھر اشعار پڑھوایا کئے۔ ایکدفعہ رات کو گشت کررہے تھے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی اُدھر متوجہ ہوے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج مین حضرت عثمانؓ وغیرہ ساتھ تھے عبداللہ بن زبیر اپنے ہمجولیون کے ساتھ چہل کرتے اور حنظل کے دانے اُچھالتے چلتے تھے حضرت عمرؓ صرف اسقدر فرماتے تھے دیکھو اونٹ بھڑکنے نہ پائین۔ لوگون نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی نہ ظاہر کی تو رباح نے گانا شروع کیا حضرت عمر بھی سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج مین ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگون نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ اسکو منع نہین کرتے فرمایا کہ گانا شتر سوارون کا زادراہ ہے۔

خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایکدفعہ سفر مین مین حضرت عمر کے ساتھ تھا لوگون نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خود اپنے اشعار گاتین چنانچہ مین نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا ص۳۳۳ (جب زخمی ہوئے) لوگون کو خیال تھا کہ زخم چندان کاری نہین ہے غالباً شفا ہوجائے۔ چنانچہ طبیب بلایا گیا اسنے نبیذ (مسکرات سے ہے) اور دودھ پلایا (حصہ اول)

عبادت مین جناب امیرؑ اور حضرت عمرؓ کا تقابل

بھائیو! تعصب کو چھوڑو اور جو کچھ تمھاری ہی کتابون سے ہم نے تمھارے اصحاب ممدوحین اور جناب امیر علیہ السلام کے ایمان و عمل صالح کے حالات تمھارے سامنے پیش کئے ہین اور آیات الٰہی، اور تمھارے ہی مفسرین کرام کی تفاسیر نقل کی ہین ان کو چشم انصاف سے دیکھو اور برائے خدا انصاف کرو کہ آیۂ وافی ہدایہ

انما یومن بایٰتنا الذین — ہماری آیتون پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہین

اذا ذکروا بھا خروا سجدًا وسبحوا — جب انکو وہ (آیتین) یاد دلائی جاتی ہین (تو) سجدے مین

بحمد ربھم وھم لا یستکبرون — گر پڑتے ہین اور اپنے پروردگار کی (حمد و ثنا) کے ساتھ

تتجافی جنوبھم عن المضاجع — تقدیس و تسبیح کرنے لگتے ہین اور وہ کسیطرح تکبر نہین کرتے

یدعون ربھم خوفا وطمعًا — (رات کے وقت) ان کے پہلو بستر ون سے آشنا نہین ہوتے اور

ومما رزقنھم ینفقون — (عذاب) خوف کے اور (رحمت کی) امید سے اپنے پروردگار سے دعا مین

پ ۲۱ ع ۲ — مانگتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے تو اسمین سے راہ خدا مین

خرچ کرتے ہین۔

کس عابد و زاہد کے حال پر شہادت دیتی ہے اور آیۂ کریمہ

ولا تطع من اغفلنا قلبہ — اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے

عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان — اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیچھے

امرہ فرطًا (پ ۱۵ + س کہف ع ۷) — پڑا ہے اور اسکی دنیاداری حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کن کے حسب حال ہے۔ وہ کون عاشق رب العلا ہے جسکے نور معرفت کی تصدیق آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام — کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے

فھو علی نور من ربہ۔ — اور وہ اپنے پروردگار کیطرف سے نور (ہدایت) پر ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

سے ہوتی ہے۔ اور وہ کون ہے جنکے وعظ و ہدایت بھولجانے۔ ذکر خدا سے دل سخت ہوجانے پر یہ نص جلی

فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ	پس افسوس ان لوگون پر ہے جنکے دل یاد خدا کرنے
اولئک فی ضلال مبین ۰	سے سخت ہوگئے ہین وہی تو کھلی گمراہی مین ہین

شاہد ہے۔ وہ کون خدا کا ولی ہے جو آیہ کریمہ

افمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح	جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو
صدرہ للاسلام	اُسکا سینہ کھولدیتا ہے۔ اسلام کیلیے

کا مصداق ہے۔ اور وہ لوگ کون ہین جنپر آیہ شریفہ

ومن یرد ان یضلہ یجعل	اور جنکی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اُس سے توفیق ہدایت سلب
صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی	کرے تو اُسکے سینہ کو تنگ گھٹس کردیتا ہے گویا کہ وہ آسمان
السماء۔	پر چڑھا چلا جاتا ہے۔

صادق آتی ہے۔ کیا خدائے پاک کے کلام پر ایمان لانے کے یہی معنی ہین کہ وہ تو یہ فرمائے۔

ھل یستوی الذین یعلمون	کیا برابر ہین وہ لوگ جو جانتے ہین۔ اور
والذین لا یعلمون	جو لوگ کہ نہین جانتے۔

اور تم لاعلم کو عالم پر افضل ٹھہراؤ۔ المختصر ان تمام روایتون۔ آیتون اور تفسیرون سے ثابت ہے کہ وہ سب روایتین جو حضرت ابوبکر رضہ کے صدق ایمان اور عالم قرآن و حدیث ہونیکے بارے مین بڑے طمطراق سے مشہور کی جاتی ہین وہ محض بے اصل ہین اسلئے کہ حضرت کا ذکر خدا سے سخت دل ہونا۔ اور خضوع و خشوع نہونا بخوبی ظاہر ہے اور خضوع و خشوع تجلی الٰہی سے ہوتا ہے اور تجلی اکمل الایمان ہونے پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر انسان کی معرفت اور علم مین زیادتی ہوگی اسیقدر اُسکا ایمان کامل اور یقین محکم ہوگا۔ جناب امیر المومنین و امام المتقین ارشاد فرماتے ہین:۔

سبحانك عجبًا من عرفك كيف — اے خدا تو پاک ہے اور اُس سے مین تعجب کرتا ہون

لایخافك — کہ جسنے تجھکو پہچانا اور تجھ سے نہین ڈرتا۔

پس جن تفسیرون اور روایتون سے خود حضرت ابوبکر کا اپنے نقص ایمان پر اعتراف کرنا روشن ہو تو اِن شہادتون کی تکذیب سے نہ صرف اپنے ہی مفسرین و مجتہدین کی تکذیب ہے بلکہ خود حضرت صدیق کی صدیقیت پر داغ لگانا ہے۔

حواریان حضرت عیسیٰؑ و اصحاب نبیؐ

تیسری مثال ان اصحاب کی مثال حواریان حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام سے خوب ملتی ہے کہ جب اِن جناب کو سولی پر لیگئے تو آپ کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیئے۔ یہی حال ہو بہو اصحاب خاص کا تھا کہ جب غزوۂ احد مین جناب سرور کائنات فخر موجودات مشرکین و کفار کے حربون سے مجروح ہو کر ایک غار مین گر گئے تو یہ رفقا اور جان نثار اپنے ایمان کو خیرباد کر کے اپنے پیغمبر کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گئے۔ چنانچہ اُن کے فرار پر علمار مورخین اہلسنت کے اقوال تیسری آیت کے جواب مین نقل کی جائین گی۔ اس جگہ صرف شمس العلما شبلی نعمانی کا بیان نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :—

حضرت امیر حمزہؓ اور حضرت علیؑ اور ابو دجانہؓ دشمن کی فوج مین گھس گئے ان کی صفین الٹ دین فتح کے بعد لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے خالد نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا کفار نے رسول اللہ صلعم پر پتھرون اور تیرون کی بوچھار کی یہان تک کہ دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی مبارک پر زخم آیا رخسارون مین مغفر کی کڑیان چبھ گئین آپ ایک گڑھے مین گر گئے جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انھون نے مدینہ سے ادھر دم نہین لیا کچھ لوگ تو جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد جینا بیکار ہے بعضون نے سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

حضرت عمر اس تیسرے گروہ مین تھے علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر و طلحہ اور چند مہاجرین و انصار کو دیکھا کہ مایوس ہوکر بیٹھ رہے تو پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی انھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری، مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے"

(الفاروق حصہ اول صفحہ ۱۲۵)

جناب شبلی صاحب نے جس صفائی سے اسناد کے ساتھ حضرت عمر رض کا فرار قلمبند کیا ہے اسکو ملاحظہ کرو اور یہ بھی جان لو کہ مجاہد کا بجز صبر و شہادت دوسرا فرض ہی نہین ہے۔ فرار تو فرار خدائے پاک نے تو کفار سے مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیرنے کی بھی ممانعت کی ہے اور اس کی سزا "ماواہ جھنم وبئس المصیر" قرار دی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ باوجودیکہ حضرت عمر رض اپنے نزدیک یہ سمجھ چکے تھے کہ رسول اللہ نے شہادت پائی مگر حیف ہے کہ اسپر بھی جس شمع کے پروانہ تھے اسکے گل ہوجانے کا اور جس چاند کے چکور تھے اسکے غروب ہوجانے کا انکو ذرا بھی غم نہ ہوا۔ اور نہ حضرت انس کے غیرت آمیز کلام سے رگ فاروقی کچھ جوش مین آئی۔ حضرت انس نے تو جنکی تعریف ہم نے جہاد اور ایمان کے بارے مین اپنے سچے بھائیون سے کبھی نہ سنی اپنی جان اپنے محبوب پر نثار کرکے اپنے پروردگار سے

وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ — اور راہ خدا مین اپنے مالون اور اپنی جانون سے

اولئک ھم الصادقون ۰ — جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہین۔

کی سند حاصل کی۔ مگر حضرت عمر و دیگر مہاجرین و انصار جو ہمیشہ لن ترانیان کیا کرتے تھے۔ اور رات دن جہاد کے لئے اپنے سر کفن اور جان نثاری اس شد و مد سے جتایا کرتے تھے ؎

بگفتند یا سید المرسلین — قدم پیش بگذار و ما را ببین
کہ با دشمن دین چہا می کنیم — چہ سان در پیت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان — بباریم شمشیر بر دشمنان
کہ با جان و دل باہمین عہد دست — بدست تو روز یکہ دادیم ہست
سر و مال و فرزند و خویش و تبار — ہمان روز کردیم بر تو نثار

مگر جب سر فدا کرنے اور جان نثار کرنے کا وقت آیا تو پھر ؎

دگر کس نہ بذران دلیران بجا — رسول خدا ماند و شیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند — علی ماند و یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عیسر و چہ زید و ولید — شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بہ طول — نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسولؐ

اپنے محبوب کو دشمنون کی تلوارون مین تنہا چھوڑ کر ایک ٹیلے پر بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے اب کوئی نظر انصاف سے ان حضرات کے اقوال و افعال پر نظر کرے کہ کہتے کیا تھے۔ اور کرتے کیا تھے کون جہاد مین ثابت قدم رہا۔ اور فراری کون ہوا۔ اور وقت امتحان حسب آیۂ کریمہ

ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلو اخبارکم ؀

اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائینگے تاکہ تم لوگون مین جو جہاد کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو دیکھ لین۔ اور تمہارے حالات جانچ لین

کون پورا نکلا۔

جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین اِن حضرات کے جہاد کی بہت کچھ ثنار وصفت کی ہے لہذا جناب میرن صاحب قبلہ اعلے اللہ مقامہ نے اصحاب ممدوحین کی یہی گفتار ورفتار حرکات وسکنات اور اقوال وافعال کتب اہلسنت مین ملاحظہ فرماکر جناب شاہ صاحب کو یہ جواب دیا ہے کہ

"سیرت شیخین دلالت برخبث سیرت انہا دارد کہ درو قت کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت می نمودند ودر فکر اضرار آنحضرت بری آمدند وبروقت از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب چشم انصاف سے اِس جواب کو جناب شبلی صاحب کی تحریر کے ساتھ ملاحظہ فرمائین کہ جناب اعلے اللہ مقامہ نے جو جواب دیا وہ من کل الوجوہ اصحاب کے حسب حال ہے یا نہین اور جناب شمس العلمار نے جس صراحت اور وضاحت سے باظہار نام حضرت عمر ودیگر مہاجرین وانصار کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑکر میدان جنگ سے ایک ٹیلہ پر بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھنے کی جو حالت تحریر فرمائی ہے اُس سے ہمارے سنّی بھائیون کا بڑے طمطراق سے یہ فرمانا کہ

"ہرگاہیکہ آنجناب بہجرت وجہاد مامور شد اصحاب وے درمقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند وچہ غصہا کہ نہ چشیدند"

باطل ثابت ہوا کہ نہین باانیہمہ ان حالات پر وہ تمام آیات فضیلت جو خاص مجاہدین کی شان مین نازل ہوئی ہین اُن حضرات کے حق مین بتانا خدا پر بہتان ہے یا نہین عزیزو اجاؤ حق سے نہ پھرو خدائے عزوجل کے اس کلام پاک کو

لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرأیتہ — اگر یہ قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ہیبت خدا

خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ — سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔

بازیچۂ طفلان نہ بناؤ

حافظا مئے خور ورندی کن وخوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

قولہ تعالیٰ :-

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۝

اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو اور حق کو جان بوجھکر نہ چھپاؤ ۔

چوتھی مثال حضرت عمر کا یہود کے جلسون مین شریک ہونا اور آنحضرت ؐ کا برہم ہونا

چوتھی مثال | کتب اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضہ کا رجحان طبع اہل یہود کی طرف بہت تھا ۔ آپ یہود کی محفلون اور جلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرتے تھے ۔ اور یہودی بھی آپ کو اسوجہ سے عزیز رکھتے تھے ۔ توریت کی تلاوت بہت ذوق وشوق سے فرماتے تھے ۔ ایک دن اسکو لیکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور پڑھ کر سنانے لگے جو جو آپ پڑھتے تھے آنحضرت صلعم کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہوتا جاتا تھا ۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین متعدد روایتین لکھی ہین از انجملہ دو ایک اسجگہ نقل کی جاتی ہین ملاحظہ فرمائین وہ یہ ہین :-

قال فطلقت انا فانتسخت کتابا من اهل الکتاب ثم جئت به فی اديم فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ما هذا فی یدك یا عمر قلت یا رسول الله کتاب نسخته لنزداد به علما الی علمنا فغضب رسول الله حتی احمرت وجنتاه ثم نودی بالصلوة جامعة فقالت الانصار غضب نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی احدقوا بمنبر رسول الله فقال ایها الناس انی اعطیت جوامع الکلم وخواتیمه واختصر لی الکلام اختصارا

حضرت عمر کہتے ہین کہ مین کتاب یہود لکھوا کر حضرت کے پاس لایا آپنے پوچھا اے عمر یہ کیا ہے مین نے کہا یہ کتاب ہے جسے مین نے لکھوایا ہے کہ میرا علم بڑھے حضرت اس کلام کو سنکر اسقدر غصہ ہوئے کہ دونون رخسار مبارک آپکے سرخ ہوگئے اور ندا دیگئی الصلوٰۃ جامعۃ کی کہ سب جمع ہون جب انصار نے یہ سنا تو کہا حضرت کو غصہ آیا ہے سب ہتھیار لگا کر چلو جب وہ آئے تو سب نے گرد منبر حلقہ باندھ لیا حضرت نے فرمایا ایہا الناس مجھکو جوامع کلم وخواتیم کلم عطا کیا گیا ہے اور اختصار کیا گیا ہے میرے لیے کلام کا

لقد اتيتكم ببيضاء نقية فلا تتهوكوا — اور مین دین پاک صاف لایا ہون کہ تم لوگ حیران

ولا يغرّنكم المتهوكون قال عمر — و گمراہ نہ ہو اور ایسے لوگ تم کو گمراہ نہ کرین جو خود

فقمت وقلت رضيت بالله ربّا — متحیر ہین عمر نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین راضی ہوا

وبالاسلام دينا وبك رسولا ثم نزل — خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور

رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ — آپ کی رسالت پر اسکے بعد حضرت منبر پر سے

(صفحہ ۱۹) — اُتر آئے۔

اور یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف کی ہے جسپر اہلسنت کے مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن جابر ان عمر بن الخطاب اتى — جابر سے مروی ہے کہ حضرت عمر ایک نسخہ

رسول الله ﷺ بنسخة من التورات فقال — توریت لیکر حضرت رسول اللہ کی خدمت مین آئے

يا رسول الله ﷺ هذه نسخة من التورات — اور کہا کہ یا حضرت یہ نسخہ توریت کا ہے پس حضرت

فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول الله — خاموش رہے اور عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا

يتغير فقال ابو بكر ثكلتك الثواكل — اور رسول اللہ کا چہرۂ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا حضرت

ما ترى ما بوجه رسول الله فنظر — ابوبکر نے کہا تو مرجاتا کہ تیری ماں بہین تیرے غم مین

عمر الى وجه رسول الله ﷺ فقال اعوذ — رونے کو بیٹھین تو نہین دیکھتا کہ چہرۂ رسول ﷺ کی

بالله من غضب الله وغضب رسوله — کیا حالت ہے عمر نے رسول اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھکر

الله ﷺ رضينا بالله ربّا وبالاسلام — کہا کہ مین غضب خدا اور ناراضی رسول سے پناہ مانگتا ہون

دينا وبمحمد ﷺ نبيّا۔ فقال — اور مین راضی ہوا خدا سے اور دین اسلام سے نبوت محمد سے

رسول الله والذى نفس محمد — یہ سنکر فرمایا آنحضرت ﷺ نے قسم بخدا جسکے قبضۂ قدرت مین

بيده لو بدا لكم موسى — محمد ﷺ کی جان ہے اگر موسی (علیہ السلام) ظاہر ہون

واتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل

اور تم اُن کی اطاعت کرو اور مجھے چھوڑ دو تو گمراہی اختیار کرو گے سیدھے راستے سے۔

مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین صہ ۳۷۵

غرض ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو مذہب یہود کی جانب دل سے رغبت تھی حالانکہ خدائے پاک اہل اسلام کو ان سے میل جول کو بھی منع فرماتا ہے بلکہ میل جول کرنے والون کو بھی انھین مین سے بتاتا ہے۔

یاایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظلمین ۰

اے مسلمانو یہود اور نصارا کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہین اور تم مین سے جو کوئی انکو دوست بنائیگا تو بیشک وہ بھی انھین مین کا ایک ہے خدا ایسے ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔

لیکن ان حضرات نے احکام خدا اور رسول پر یہ عمل کیا کہ بعد رحلت سرور کائنات سرداران یہود کو داخل دربار اور مقرب بارگاہ کیا اور کتاب خدا کی ترتیب و جمع اُنکے حوالے کی جیسا کہ زید بن ثابت کے بارے مین حضرات ثلثہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب صوف فرماتے ہین:۔

"فاش شدن اخبار بنی اسرائیل در روایت آن از اہل کتاب و آن اول بیگانہ است کہ باعلوم دینیہ مختلط شد"

شمس العلماء شبلی نعمانی بھی ان روایتون کی تصدیق کرتے ہین کہ

مسند دارمی مین روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر توریت کا نسخہ آنحضرتؐ کے پاس لیگئے اور اسکو پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے جاتے تھے اور حضرت کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہ امر صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ یہودیون کے ہان جسدن توریت کا درس ہوتا تھا حضرت عمر اکثر شریک ہوتے تھے

ان کا خود بیان ہے کہ یہودیون کے درس کے دن اُن کے وہان جایا کرتا تھا۔ یہودی کہا کرتے تھے
کہ تمھارے ہم مذہبون مین ہم تم کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو

(دیکھو الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۹)

مثل بنی اسرائیل اصحاب کا آنحضرتؐ سے سوالات کرنا

پانچوین مثال اہل یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیڈھنگے سوالات کیا کرتے تھے۔ جو اکثر کفر کی حد تک پہونچتے تھے اور یہ سوالات وہی لوگ کرتے تھے جو ناقص الایمان تھے یہی صورت اُن اصحاب رسول صلعم کی تھی جن کا ایمان ناقص تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلعم سے فضول سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ خود اصحاب کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے :۔

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم	(مسلمانو) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانہ مین
کما سئل موسیٰ من قبل ط و	موسیٰ سے (بیہودہ درخواستین) اور سوالات کئے گئے تھے
من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل	(ویسے ہی) تم بھی اپنے رسولؐ سے (بیہودہ درخواستین اور)
سواء السّبیل	سوالات کرو اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے
(پ ۱ + س بقر + ع ۱۳)	تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمۂ قرآن مجید مین یہ تحریر فرماتے ہین :۔

یہودی حضرت موسیٰؑ سے بیہودہ درخواستین بھی کیا کرتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ ہمین خدا کو لا دکھاؤ
کبھی کہتے تھے کہ ہم من وسلویٰ نہین کھاتے۔ کبھی کہتے کہ دوسری قومین بتون کو پوجتی ہین ہمارے
لئے بھی ایک بت بنا دو۔ اسی طرح بعض باتین مسلمانون سے بھی منقول ہین مثلاً ذات انواط ایک
درخت تھا جس مین مشرکین چلّے باندھا کرتے تھے بعض مسلمانون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی
کہ ایسا ہی کوئی تھان ہم مسلمانون کا بنا دیجئے (صفحہ ۲۲)

مثل امم انبیاء ماسلف اصحاب کی سرتابی

چھٹی مثال امم سابقہ نے اپنے پیغمبرون حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت ذکریاؑ۔ حضرت یحییٰ علیہم السلام سے تکبر اور

انحراف اسوجہ سے کیا کہ جو احکام انبیا علیہم السلام منجانب خداوند متعال ابلاغ فرماتے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی تھی اسپر امتون نے اپنے پیغمبرون کو ایذائین اور تکلیفین دین کسی کی تکذیب کی اور کسی کو قتل کیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم	تو کیا (تم اسقدر شوخ ہوگئے ہو کہ جب تمھارے پاس
استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون	کوئی رسول تمھاری خواہشون کے خلاف کوئی حکم لیکر آیا
(پ ۱ ؛ س بقر ؛ ع ۱۱)	تم اکڑ بیٹھے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو لگے قتل کرنے

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین:۔

ایا ہرگاہیکہ از نزد ما آمد بشما فرستادہ بہ انچہ	یعنی جب ہمارا بھیجا ہوا پیغمبر تمھارے پاس ایسی
دوست ندارد نفسہاے شما آن را و سخن او بر وفق ہوا	ہدایتون کے ساتھ پہونچا جسکو تمھارے دل قبول نہین
و مدعا رشما نہ باشد قسمتی کردید و گروہی را نہا دید	کرتے تو تم نے تکبر کیا اور ان کی عظمت نہین کی کسی کو
پس گروہے را از ایشان بدروغ داشتید چون محمدؐ و	جھٹلایا مثل محمدؐ اور عیسیٰؑ کے اور کسیکو زکریاؑ و یحییٰؑ کیطرح
عیسیٰؑ و گروہے را بکشتید چون زکریاؑ و یحییٰؑ	قتل کیا

(قرآن مجید مع تفسیر حسینی مطبوعہ مطبع رحمانی صـ ۱۶)

یہی حالت ان اصحاب رسول مقبول صلعم کی تھی جو منافق تھے کہ جب آنحضرت ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف ارشاد فرماتے تو اصحاب فوراً بگڑ جاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بدگمانیان خدا و رسول کی طرف کرنے لگتے تھے۔ حضرت صلعم کے سامنے تو آپکے حکم پر رضامندی کا اظہار کرتے تھے مگر جب اپنے گروہ مین جاکر بیٹھتے تو حضرت کے خلاف شورے و مشورے اور سرگوشیان کرتے تھے۔ اُن کی سازشون اور نفاق و شقاق سے خداوند تعالیٰ اپنے حبیب صلعم کو وحی سے آگاہ فرمادیا کرتا تھا۔

ویقولون طاعۃ	اور (اُنکی حالت یہ ہے کہ) وہ منہ سے تو اطاعت کا اقرار

فاذا برزوا من عندك بيت طائفة منهم غير الذی تقول واللہ یکتب مایبیتون فاعرض عنهم وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا

کرتے ہین اور جب تمھارے پاس سے باہر چلے جاتے ہین تو جو کچھ تم کہدیتے ہو اُسکے برخلاف اُنمین سے ایک گروہ راتون کو مشورہ کرتا ہے اور جو کچھ کہ وہ راتون کو مشورہ کرتے ہین اسکو اللہ لکھتا جاتا ہے تو (اب) تم اُنسے درگذر دانی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کارساز ہونے کیلئے اللہ کافی ہے

(پ ۵ ۔ س نساء ۔ ع ۱۱)

چند اصحاب کا رسول کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا

صاحب تفسیر حسینی نے آیہ شریفہ "افکلما جاءکم رسول" کی جو تفسیر لکھی ہے اسمین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صریح یہ لکھا ہے کہ "پس گروہے از ایشان بدرغ داشتند چون محمدؐ" حالانکہ اصحاب رسولؐ نے صرف آنحضرت صلعم کی تکذیب ہی نہین بلکہ آپ کو ہلاک کرنے پر مستعد و آمادہ ہوگئے تھے۔ جیساکہ کتب اہلسنت مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو بارہ اصحاب شب کے وقت اثنار راہ مین بمقام عقبہ ڈھاٹے باندھکر ایک گھاٹی کے دامن مین چھپ کر کھڑے ہوگئے دشمنون کی اس سازش اور ارادے سے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو وحی سے آگاہ فرمایا جب سواری مبارک دامن کوہ پر پہونچی تو یہ لوگ آپ کو نظر آئے۔

حضرت حذیفہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے آپنے اُن سے فرمایا کہ اِن لوگون کو یہان سے نکالدو۔ اور شناخت کرلو کہ یہ کون کون ہین۔ حضرت حذیفہ اُن لوگون کی طرف چلے۔ وہ لوگ گھاٹی سے نکلے حضرت حذیفہ نے اُن کے منہ پر چابک مارے اور وہ سب کے سب فرار ہوگئے۔ اسطرح سے اللہ جل شانہ نے آپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا اور اُن کی سازش کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی۔

یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم قل استهزؤا ان اللہ مخرج ما تحذرون ۝ (پ۔ س توبہ۔ ع)

منافقین اس بات سے ڈرتے ہین کہ (کہین ایسا نہو) ان مسلمانون پر (رسول کی معرفت) کوئی سورہ نازل ہوجائے جو ان کو جو کچھ ان منافقین کے دل مین ہے بتادے (اے رسول) تم کہدو (اچھا) تم مسخرہ بنلیجاؤ جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ضرور ظاہر کردیگا

تفاسیر وغیرہ امر مذکورہ بالا کے ثبوت مین

اِس واقعہ کا حال کتب سیر و حدیث و تفاسیر اہلسنت مین مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر معارج النبوۃ شواہد النبوۃ تفسیر جلالین تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر کبیر وغیرہ مین بتوضیح و تصریح درج ہے۔ ہم نے یہ حال تفصیل سے آیات محکمات جلد سوم احوال غدیر خم مین لکھا ہے اور اُن اصحاب کے نام بھی بتا دیے ہین جو اِس واقعہ مین شریک تھے۔ اس جگہ ہم اپنے بھائیون کے اطمینان خاطر کے لئے آیۂ کریمہ مندرجۂ بالا کی تفسیر تفسیر جلالین اور تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر جلالین مین ہے۔

وھموا بما لم ینالوا من الفتك	وہ کیا چیز تھی جسکا منافقین نے قصد کیا تھا اور وہ
بالنبی صلعم لیلۃ العقبۃ عند	پورا نہ ہوا اور نہ اُنکی مراد حاصل ہوئی وہ قصد نبی صلعم کے قتل
عودہ من تبوك وھم بضعۃ	کر ڈالنے کا تھا مقام عقبہ پر رات کیوقت جبکہ نبی صلعم تبوک
عشر رجلا فصرف عمار بن یاسر	سے واپس تشریف لا رہے تھے اور وہ لوگ جنھون نے ایسا بدارادہ
وجوہ الرواحل لما غشوہ فردوا	کیا تھا دس سے زیادہ تھے جن کے سواریون کے منھ پر حضرت عمار یاسر
صفحہ ۱۵۸	نے چابک مارے اور وہ لوگ حضرت کو غافل نہ پا کر لوٹ گئے۔

امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین:-

وقال الاصحاب عند رجوع	اصحاب کہتے ہین کہ جب رسولخدا صلعم تبوک سے واپس آ رہے تھے
الرسول علیہ الصلوۃ والسلام من	تو عقبہ پر بارہ آدمی کھڑے ہوے تھے کہ حضرت کو روکین اور اذیت
تبوك وقف علی العقبۃ اثنا عشر رجلا	پہونچائین۔ جبرئیلؑ نے اس حال سے آنحضرت صلعم کو خبر دی کہ
لیفتکوا بہ فاخبرہ جبرئیل وکانوا	وہ لوگ آپ سے چھپ کر کھڑے ہین کہ دکھائی نہین دیتے آپ
متلثمین فی لیلۃ مظلمۃ وامرہ ان یرسل	اُنکے پاس ایسے لوگون کو بھیجین جو اُن کی سواریون کے منھ پر
الیھم من یضرب وجوہ رواحلھم فامر	ماریں حضرت نے حذیفہ کو حکم دیا وہ گئے اور اُن کو مارا
حذیفۃ بذلك فضربھا حتی خلفھم	یہان تک کہ وہ لوگ بھاگ گئے۔ جب حذیفہ واپس آئے

jabir.abbas@yahoo.com

ثم قال من عرفت من القوم فقال فلم
اعرف منهم احدا فذكر النبی صلی الله
علیه وسلم اسماءهم وعدهم له و
قال ان جبرئیل اخبرنی بذلك
فقال حذیفة الا ابعث الیهم لیقتلوا
فقال ایه یا حذیفة ان تقول العرب قاتل
محمد باصحابه حتی اذا ظفر صار
یقتلهم

تفسیر کبیر جلد چہارم (صفحہ ۶۸۶)

تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچانا وہ کون کون لوگ تھے
حذیفہ نے عرض کیا کہ مین نے اُنمین سے کسی کو نہین پہچانا
پس حضرت نے اُن کی تعداد اور ایک ایک کا نام بتایا
اور فرمایا کہ جبرئیلؑ نے یہ نام مجھے بتائے ہین حذیفہ نے
کہا کہ آپ لوگون کو کیون نہین بھیجتے کہ اُنکو قتل کر ڈالین
حضرت نے فرمایا کہ مجھے اچھا معلوم نہین ہوتا کہ عرب کہینگے
کہ محمدؐ نے اپنے اصحاب کو لیکر جنگ کی اور جب ظفر پائی
تو خود اُن کو قتل کرنے لگے۔

جناب امام صاحب ممدوح نے اِس تفسیر کی جو توضیح کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے جس کی نقل یہ ہے

قال الحسن اجتمع اثنا عشر رجلا
من المنافقین علی امر من النفاق فاخبر
جبرئیل الرسول علیه الصلوٰة والسلام
باسمائهم فقال علیه الصلوٰة والسلام ان اناسا
اجتمعوا علی کیت وکیت فلیقوموا و
لیعترفوا ولیستغفروا لهم حتی اشفع لهم فلم
یقوموا فقال علیه الصلوٰة والسلام بعد ذلك
قم یا فلان ویا فلان حتی اتی علیهم ثم
قالوا نعترف ونستغفر فقال الان اذا کنت
فی اول الامر اطیب نفسا بالشفاعة

جس کا بیان یہ ہے کہ وقت مراجعت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بارہ اشخاص اصحاب منافقین سے جمع
ہوے اور خندق کھودی جبرئیلؑ نے آنحضرت صلعم کو
اِس حال سے مطلع کیا اور اِن لوگون کے نام بتائے۔
آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اِس فعل کیلئے جمع
ہوے تھے وہ توبہ و استغفار کرین تاکہ مین انکی شفاعت
کرون لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ تب آنحضرت نے ہر ایک کا
نام لیکر ارشاد فرمایا کہ فلان فلان شخص اُٹھے تب وہ
اشخاص سامنے آئے اور اعتراف کرکے استغفار چاہا حضرت نے
ارشاد فرمایا اب کیا کہتے ہو اِس سے پہلے مین نے بخوشی شفاعت کرنا

واللہ کان اسرع فی الاجابۃ ثم اخرجوا عنی	اور خداوند عالم جلد قبول فرماتا ہے پھر فرمایا کہ میرے پاس
اخرجوا عنی فلم یزل یقول حتی خرجوا	سے نکل جاؤ نکل جاؤ حضرت کے بار بار فرمانے سے
بالکلیۃ۔ (صفحہ ایضا)	وہ لوگ چلے گئے۔

اِن تفسیرون سے ثابت ہوا کہ اصحاب اقدام قتل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم ہین اور یہ اصحاب اُن اصحاب سے تھے۔ جو سفر و حضر اور خلوت و جلوت مین حاضر رہتے تھے۔

مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیت کی تمنا

ساتوین مثال بعد حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے جہاد کی تمنا اور خواہش ظاہر کی۔ اور جب اُنکی خواہش کے بموجب اُن پر جہاد واجب کیا گیا تو بجز معدودے چند سبھون نے لڑنے سے منھ پھیر لیا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل	(اے رسول) کیا تم نے موسی کے بعد بنی اسرائیل کے
من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث	سردارون (کی حالت) پر نظر نہین کی جب انھون نے اپنے
لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال	نبی (شمویل) سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجئے
ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال	تاکہ ہم راہ خدا مین جہاد کرین (پیغمبر نے) فرمایا کہین ایسا
الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل	تو نہو کہ جب تم پر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو کہنے لگے جبکہ
فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا	ہم اپنے گھرون اور اپنے بال بچون سے نکالے جا چکے تو (پھر)
وابنائنا فلما کتب علیھم القتال	ہمین کونسا عذر باقی ہے کہ ہم خدا کی راہ مین جہاد نہ کرین
تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم	پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو انمین سے چند آدمیون کے سوا
بالظلمین ۝	سب کے سب نے لڑنے سے منھ پھیرا اور خدا تو ظالمون کو خوب
پ ۲ ع ۱۰ س بقر	جانتا ہے۔

یہی حالت بعینہ جناب رسول مقبول کی اصحاب کی تھی کہ جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا کرتے تھے

مگر جب آیتین نازل ہوئین اور جہاد واجب کیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیتین اُن کو سُنائین تو ان کو سنکر پیغمبر خدا کو اِس طرح دیکھتے تھے جیسے کہ وہ دیکھتا ہے جس پر غشی موت کی طاری ہوتی ہو اللہ جل شانہ ان لوگون کی اس حالت سے اپنے حبیب صلعم کو اس طرح آگاہ فرماتا ہے۔

ویقول الذین امنوا لولا نزلت	اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کہتے ہین کہ (جہاد
سورۃ فاذا انزلت سورۃ محکمۃ و	کے بارے مین) کوئی سورت کیون نہین نازل کیگئی پھر جسوقت
ذکر فیھا القتال رأیت الذین فی قلوبھم	صاف صاف سورت اتاری گئی اور اُسمین لڑائی کا ذکر کیا گیا تو
مرض ینظرون الیک نظر المغشی	تم نے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہے دیکھ لیا کہ وہ تمہاری
علیہ من الموت فاولی لھم	طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھتا ہی جسپر موت کی غشی

(پ ۲۶ + س ۔ محمد + ع ۲) طاری ہو انھین کے لیئے خرابی ہے۔

چنانچہ جنگ بدر جس کو دیگر غزوات پر خاص امتیازات حاصل ہین کہ خداوند کریم نے خاص سورۂ انفال مین اس غزوہ کے حالات مفصّل بیان فرمائے ہین۔ اور باوجودیکہ یہ پہلا غزوہ تھا۔ مگر بہت سے اصحاب نے شرکت سے اِس طرح جی چرایا گویا وہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خدائے عزّوجل فرماتا ہے۔

وان فریقا من المومنین لکارھون ۵	درانحالیکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس کو پسند نہین
یجادلونک فی الحق بعد ما تبیّن	کرتا تھا یہ لوگ حق کے ظاہر ہونیکے بعد تجھ سے جھگڑا کرتے
کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون	تھے گویا کہ (وہ لوگ) موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہین
(پ ۹ ۔ س انفال ع ۱)	اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔

جناب شبلی صاحب نعمانی نے اِس غزوہ کا حال سیرۃ النبی مین مفصّل لکھا ہے جسکے بعض جملہ یہ ہین

یہ بھی مسلم ہے کہ صحابہ مین کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو شرکت سے ہچکچاتے تھے جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے۔ ڈر کے مارے بہت صحابہ کا دل بیٹھا جاتا ہے اور ان کو نظر آتا ہو کہ کوئی موت کے منہ مین لئے جاتا ہو۔ ص ۲۵۱ و ۲۵۲

ہمنے آیات بینات کی دوسری آیت کی بحث مین اصحاب کا جہاد سے جی چرانا اور معرکہ سے فرار کرنا اسی جلد مین آگے بیان کیا ہے جس طرح غزوۂ بدر پر جانے سے جی چرا گئے اسی طرح غزوۂ تبوک پر بھی جانے سے حیلے حوالہ کرکے بیٹھ رہے تھے جسپر اللہ جل شانہ نے اُن پر سخت عتاب فرمایا۔

یاایھا الذین اٰمنوا مالکم	مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا
اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ	ہے کہ راہ خدا مین (لڑنے کیلیے) نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہوے جاتے ہو
اثاقلتم الی الارض ط ارضیتم	کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو (اگر
بالحیوٰۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع	یہ بات ہی تو (یہ تمھاری سخت غلط فہمی ہے کیونکہ) آخرت کے
الحیوٰۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل	(فائدون کے) مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے فائدے محض بے حقیقت
الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل	ہین اگر تم (بلائے جانے پر بھی) راہ خدا مین لڑنے کیلیے نہ نکلوگے
قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا واللہ	تو تم کو بڑی دردناک سزا دیگا اور تمھارے بدلے دوسرے لوگ (رسول کی مدد کو)
علی کل شئ قدیر ۝	لا موجود کریگا اور تم اسکا کچھ بھی نہین بگاڑ سکوگے اور اللہ ہر چیز
پ ۱۰ س توبہ ع	پر قادر ہے۔

صاحب تفسیر حسینی نے جو تفسیر اس آیت کی کی ہے اسکو ملاحظہ فرمائین۔

نقل است کہ در سال نہم از ہجرت کہ حضرت رسالت پناہ عازم غزوۂ تبوک شدہ ہوا در غایت حرارت بود اہل مدینہ بسبب خشک سالی مقل الحال میگذارنیدند چون فرمان رسید کہ اصحاب کمر جہاد بر میان اجتہاد بستہ عنان عزیمت بدان صوب معطوف سازند ایشان بسبب بعد مسافت و

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے نوین سال غزوۂ تبوک کا عزم فرمایا۔ اس وقت شدت کی گرمی تھی اہل مدینہ خشک سالی کیوجہ سے تنگ حال تھے جب یہ حکم ہوا کہ اصحاب جہاد کے لئے مستعد ہین اُس طرف چلین اُنھون نے بسبب فاصلۂ دور و دراز ، او ر

کثرت اعداد قلت زاد و گرمی ہوا بکراہت طبعی — کثرت دشمنان قلت زاد راہ اور موسم گرما اِس سفر

در رفتن تکاسل می ورزیدند آیت آمد یا ایھا الذین — سے تساہل اور کراہت کی اسپر آیت "یا ایھا

امنوا مالکم الخ" (جلد اول صفحہ ۲۵۵) — الذین امنوا الخ" نازل ہوئی

آیات بینات مین اس آیت کا جو شان نزول تحریر فرمایا ہے اُس کی بھی نقل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے

جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن

مدینہ مین قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اِس لئے کہ گرمی کے دن

تھے۔ اور سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کے فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ

نے واسطے ترغیب جہاد کے ان آیتون کو نازل کیا۔ (آیات بینات صفحہ ۳۴)

اِس عبارت مین "ترغیب" کا لفظ اصحاب کی عیب پوشی کی خاطر لکھا ہے حالانکہ اللہ جل شانہ نے تو

ان آیتون مین بہت تہدید اور تخویف کی ہے (اسی طرح دیگر آیات مین بھی ہے)

قل ان کان اٰباءکم وابناءکم — (اے رسول) تم کہدو کہ اگر تمھارے باپ (دادا) اور

واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم — تمھارے بیٹے (پوتے) اور تمھارے بھائی بند اور بیبیان اور تمھارا

واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون — کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کر لیا ہے اور وہ تجارت

کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم — جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے تھے اور وہ مکانات جو تم کو

من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ — پسند آگئے ہین (یہ سب چیزین) اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور راہ خدا

فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ — مین جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہین تو (جس حالت مین ہو)

لایھدی القوم الفاسقین ۝ — رہو یہان تک کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کردے اور اللہ نافرمان

(پ ۱۰ سورہ توبہ ع ۱۶) — لوگون کی راہبری نہین فرماتا۔

آٹھوین مثال حب بنی اسرائیل کی درخواست کی بنا پر جو ایک بادشاہ مقرر کرنے کی بابت حضرت شموئیل نے

اصحاب کی عدول حکمی اسامہ کی سرداری سے

دعا کی تو خدا نے ایک برتن روغن سے بھرا ہوا اور ایک عصا نازل فرمایا اور وحی بھیجی کہ ان لوگون مین سے جسکے آنے پر روغن جوش کھانے لگے اور عصا اُسکے قد کے برابر ہو جائے اُسی کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرو۔ یہ سنکر بہت سے لوگ بن ٹھنکر آئے مگر کچھ نہ ہوا۔ جب طالوت آئے تو روغن بھی جوش کھانے لگا اور عصا بھی اُنکے قد کے برابر ہو گیا۔ یہ دیکھکر حضرت شموئیل نے اُن کو بادشاہ بنایا بنی اسرائیل قدیم عادت کے موافق لگے اعتراض کرنے اور اپنے نبی سے بحث کرنے لگے کیونکہ اُنکی خواہش یہ تھی کہ جسکے پاس خزانہ مال اور تزک احتشام ہو اُسی کو بادشاہ ہونا چاہیئے۔ اور حضرت شموئیل کا جواب شرع کے قاعدے پر مبنی تھا کہ سلطنت کا کام ظاہری تزک سے نہین چلتا اِسکے لئے علم اور حکمت کے خزانہ کی ضرورت ہے اور اسی کا لحاظ خداوند عالم نے بھی ہمیشہ ہر نبی یا خلیفہ کے مقرر کرنے مین رکھا ہے۔ (دیکھو تفسیر حسینی وغیرہ)

اِس قصہ کا بھی ذکر قرآن مجید مین ہے :—

وقال لهم نبيهم ان الله	اور اُن کے نبی نے اُنسے کہا کہ بیشک خدا نے (تمہاری
قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى يكون	درخواست کے مطابق) طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا (تب)
له الملك علينا ونحن احق بالملك منه	کہنے لگے اُنکی حکومت ہم پر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے
ولم يوت سعة من المال قال ان الله	حقدار اُس سے زیادہ تو ہم ہین کیونکہ اسے تو مال (کے اعتبار)
اصطفاه عليكم وزاده بسطة فى العلم	سے بھی فارغ البالی (تک نصیب نہین (نبی نے) کہا خدا نے
والجسم والله يوتى ملكه	(تو اسے پر فضیلت) دی ہے اور مال مین نہ سہی مگر علم اور جسم
من يشاء والله واسع عليم	کا پھیلاؤ اسی کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے اور خدا اپنا ملک
(پ ۲ ۔ س بقر ع ۳)	جسے چاہے دے۔ اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے

یہ مثال اصحاب ثلثہ اور دیگر اصحاب منافقین پر پوری صادق آتی ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے دو چار دن قبل جنگ روم کے لئے لشکر تیار کیا تو امیر لشکر اسامہ بن زید کو

مقرر فرمایا اور علم فوج جس کو آپنے باوجود تکلیف مرض خود دست مبارک سے تیار کیا تھا اُسامہ کو عطا فرمایا۔ اور روانگی کا حکم دیا۔ اور حسب روایات مندرجہ کتب اہلسنت اکابر مہاجرین وانصار سے یعنی حضرت ابوبکر رضہ حضرت عمر بن خطاب رضہ حضرت عثمان رضہ بن عفان سعد بن ابی وقاص ابوعبیدہ جرّاح سعید بن زید اور سلمہ بن اسلم وغیرہ وغیرہ کو اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور اُسامہ حضرت سے رخصت ہوکر روانہ ہوگئے اور ایک موضع مین مقام کیا کہ کل لوگ وہان جمع ہوجائین تو آگے بڑھین مگر یہ حضرات باوجود حکم مکرر مکرر اُسامہ کے ہمراہ نہ گئے اور رسول خدا صلعم کے اس حکم پر طعن کی کہ ایک غلام کو ہم پر سردار کیا۔

اصحاب کی یہ باتین حضرت کے سمع اقدس تک پہونچین تو باوجود شدت مرض آپ مسجد مین تشریف لائے اور بالائے منبر بعد حمد وثنا حق تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین وانصار یہ کیا باتین ہین جو تم مین سے بعضون نے اُسامہ کی سرداری کے باب مین میری نسبت کہین اور اسیطرح اُسکے باپ کی امارت کے بارے مین بھی تم لوگ طعن وطنز کرچکے ہو حالانکہ وہ سزاوار امارت تھا اور اِسی طرح اسامہ بھی ہے۔ اور اُسامہ بن زید کو مین تم سب لوگون سے زیادہ دوست رکھتا ہون۔ اگرچہ یہ بیان ہمارا مطابق کتب اہلسنت ہے مگر اصل عبارت بھی روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۱۴۵) سے اس جگہ نقل کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

روز دوشنبہ بست وشتم ماہ صفر سنہ مذکور حضرت امر فرمود مردم را ساختن لشکر کند جہت حرب روم وروز دیگر اُسامہ بن زید حارثہ را طلبید وفرمود ترا امیر این لشکر میگردانم۔ وروز چہارشنبہ بست ونہم ماہ مذکور آنحضرت صلعم را شدت مرض طاری شد وروز دیگر باوجود حرارت مرض بدست مبارک لوائے برائے وے عقد فرمود وگفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر اللہ۔

پس اُسامہ لوا را گرفت وبیرون رفت وبریدہ بن الحصیب را داد تا در آن لشکر صاحب لوا راوہ

باشد و در حرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق، و عمر فاروق و عثمان ذی النورین و سعد بن ابی قاص و ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتند تا آنکہ در آن لشکر ہمراہ اسامہ باشند انصورت بر بعضے مردم دشوار نمود بر سبیل طعن گفتند این غلام را پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بر مہاجرین اولین امیر میگرداند مقالہ این جمع بہ سمع شریف حضرت سید بسیار غضب رفت و با وجود تمی وصداع از خانہ بیرون آمد و سر مبارک را عصابہ بربستہ بود بر منبر برآمد و حمد و ثنائے حق تعالی تقدیم رسانید بعد ازان فرمود اے گروہ مردم این چہ مقالہ است کہ از بعضے از شما بمن رسیدہ در باب امیر گردانیدن من اسامہ را اگر امروز طعن در امارت وے می نمایند پس البتہ طعن کردہ آید در امارت پدرش از ین قبل یعنے در غزوہ موتہ بخدا سوگند او سزاوار امارت بود و پسر وے نیز بعد از وے سزاوار امارت است و زید از احب مردم بود بمن و اسامہ از جملہ دوست ترین مردم ست بمن بعد از وے

(اسی طرح یہ حال "مدارج النبوۃ" و "معارج النبوۃ" وغیرہ کتب مین ہے)

الحاصل یہ وہ مثالین ہین جو بہت واضح ہین اور جن کی تطبیق و تصدیق آیات قرآنی سے بھی جو ہم اوپر نقل کر آئے ہین بخوبی ہوتی ہے۔ اگر تعصب چھوڑ کر سرکشان بنی اسرائیل کے ایمان و اعمال سے ان حضرات کے ایمان و اعمال کا تقابل کرو تو دونون کو ایک ہی قالب مین ڈھلا ہوا پاؤ گے۔ آخر ان حضرات کے ایمان کا یہ رنگ دیکھکر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

تتبعن سنن من قبلکم شبرا	یعنی تم ضرور پیروی کروگے ان لوگون کے طریقون کی آن لوگون کی جو تم سے
بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر	پہلے تھی بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہانتک اگر وہ
ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود	کسی سمار کے سوراخ مین داخل ہوئے ہونگے تو تم بھی انکی پیروی کروگے کسینے عرض
والنصاری قال فمن متفق علیہ	کیا یا رسول اللہ آپکی مراد پہلے لوگون سے یہود و نصاری ہے فرمایا انکی سوا اور کون مراد ہو سکتا ہے

مشکوۃ المصابیح ص ۴۵۸

بھائیو! اگر کتب سماوی اور کلام آلہی کی ایسی ایسی جلی شہادتون کے بعد بھی اچھے اور بُرے مومن ومنافق مین امتیاز نہ کرو۔ اور اپنے ہی مفسرین عظام ومحدثین کرام کی ایسی ایسی صاف صریح تفاسیر و اقوال پر قائل نہو تو ہم بجز اس دعا کے کہ خدا تمھین توفیق ہدایت دے اور کس طرح سے سمجھائین ؎

یارب وہ سمجھتے ہین نہ سمجھینگے مری بات ۔۔۔ دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

بیشک جو فرقہ شیعہ ہو یا سنی حق کھل جانیکے بعد بھی تعصب اور اپنی ہوا و ہوس کو دخل دے کر سخن حق تسلیم کرنیسے منھ پھیرے اور آیات آلہی واحادیث نبوی کو پہیلی سمجھے تو ضرور خدا اُس سے سمجھے گا اور جن امور مین باہم اختلاف ہے انکا خود فیصلہ فرمائے گا۔

قل اللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ ۔۔۔ پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ

فیما کانوا فیہ یختلفون ۔۔۔ کریگا جنمین انکو اختلاف ہی۔

قال

دوسری شہادت انجیل کی

قولہ انجیل سے احتجاج کی فضیلت کی مثال

متی کی انجیل باب ۱۳ کے درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لیکر اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے۔ پھر جب اُگتا ہے تو سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اِسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اِس مثین گوئی کو اِس آیت سے ملانا چاہیئے جو ابھی مذکور ہوئی کہ

مثلهم فی الانجیل کزرع اخرج شطأه فازره فاستغلظ فاستوی علی سوقه یعجب الزراع۔

یعنی خداوند تعالی فرماتا ہے کہ پیغمبر کے یارونکی مثال انجیل مین اسطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ اسمین اول پتی نکلتی ہے پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے۔

پس اِس آیت کے مضمون کی اُس عبارت سے انجیل کی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کیسی تصدیق ہوتی ہے اور اس سے بشہادت قرآن وبشہادت انجیل صحابہ کی فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور درحقیقت یہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق ہے اِسلئے کہ وہ اوّل تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھ گئے اور ایک بڑا لشکر ان کا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھکر کفار تعجب کرتے تھے اور اِنکی قوت کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے تھے۔

پس جو کوئی ان کی بزرگی کا قائل اور اُن کی فضیلت کا معتقد نہ ہو وہ درحقیقت قرآن اور انجیل اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

اقول

کفار اصحاب مومنین سے جلتے تھے

اسلام لانیوالون کی کثرت اوران کا بڑالشکر ہوجانے سے اصحاب ثلثہ کی فضلت کو کیا علاقہ اگر وہ جماعت جو اول اول تھوڑی تھی رفتہ رفتہ بڑھ گئی تو اس سے انکی فضیلت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے حالانکہ نص قرآن

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ۔

تم مین سے بعض دنیا چاہتے ہین اور بعض آخرت کے طالب ہین۔

اور مصداق شعر

ولیکن نہ جملہ زراہِ یقین
یکے بھرِ دنیا یکے بھرِ دین

ان کثرت والون مین مومن بھی تھے اور منافق بھی بلکہ اس جماعت اور اس لشکر مین تھوڑے ہی ایسے تھے جو بہ نیت جہاد گھرون سے نکلے اور اپنے ایمان کا ثبوت دیا اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج ایسی تھی کہ جہاد کا نام سنتے ہی ان پر موت کی غشی طاری ہوتی تھی جس کا اظہار خدائے پاک نے آیہ متذکرہ بالا ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ الخ مین فرمایا ہے۔

ہان غنیمت لوٹنے کے لئے مجاہدین کے گروہ مین شریک ہوجاتے تھے۔ اور ایسی طمّاع اور حریص تھے کہ بقول شبلی صاحب

"کفار کے ایمان لانے پر رنج ہوتا تھا کہ ان کا مال ہاتھ سے نکل گیا"

پس ایسی جماعت والون کے حق مین خدائے پاک نے

وانہ لحب الخیر لشدید

اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ جل شانہٗ آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہٗ مین اُن اصحاب رسول ؐ کے حالات و صفات بیان فرماتا ہے جو صدق دل سے ایمان لائے تھے جنھون نے بعد قبول کرنے ایمان کے اسمین شبہہ نہین کیا جنھون نے ہر امر مین خدا و رسول ؐ کی اطاعت و پیروی کی جب میدان کارزار مین گئے تو محض خدا کے لئے مشرکین و کفار پر وہ شدت و صلابت کی کہ یا تو خود مقتل مین شہید ہو گئے یا فتح کے ساتھ پھرے وہی مجاہدین تھے جن کی ثنا و صفت اللہ جل شانہ اِس طرح کرتا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنونسے انکی جانین اور انکے مال اس
انفسہم واموالہم بان لہم	وعدے پر خرید لئے کہ ان کے بدلے ان کو جنت دیگا
الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ	یہ لوگ جان و مال کی پروا نہ کرکے اللہ کے رستے مین
فیقتلون و یقتلون وعدًا	لڑتے ہین اور لڑتے ہین تو دشمنون کو مارتے اور آپ بھی
علیہ حقا فی التورٰاۃ والانجیل	مارے جاتے ہین یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا
والقراٰن ومن اوفی بعہدہٖ من	اُسنے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اور یہ وعدہ تورات اور
اللہ فاستبشروا ببیعکم	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہوا موجود ہے اور خدا سے
الذی بایعتم بہٖ ط وذلک ھو	بڑھکر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے تو مسلمانو
الفوز العظیم ؕ	اپنے اس سودے کی جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہی خوشیان
(پ ۱۱ ۔ سورہ توبہ)	مناؤ اور یہ معاملہ جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے آمین
ع ۱۳	تمھاری بڑی کامیابی ہے۔

انھین غازیون کی شجاعت و صلابت کی دہشت سے کفار و مشرکین کے دم نکلتے تھے انھین کو دیکھکر جلتے تھے جو ان کے خون کے پیاسے تھے۔ کیا کسی کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ مشرکین و کفار اُن سے ڈرتے ہون جنکی پست ہمتی اور بزدلی کا ثبوت اُس روایت سے بخوبی ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے بارے مین

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی نے تحریر فرمائی ہے۔

یعنی ایک شخص کا نام عروہ تھا وہ کفار و مشرکین کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کے بارے مین سفیر مقرر ہوا تھا اسنے اثنار گفتگو مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب رسولؐ کی شجاعت و ہمت پر ایک سخت طعن کی تھی اس کو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین تحریر فرماتے مین :-

"محمدؐ فرض کرو کہ تم نے قریش کا استیصال کردیا تو کیا اس کی اور بھی کوئی مثال ایسی ہے کہ کسی نے اپنے قوم کو خود برباد کردیا ہو۔

اس کے سوا اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکرؓ کو اس بدگمانی پر اسقدر غصہ آیا کہ گالی دے کر کہا کہ "کیا ہم محمدؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے"

(دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۲۱)

شاید حضرت صدیق اکبرؓ کو احد سے فرار ہونا یاد نہین رہا جس کا خود ان الفاظ مین اعتراف کیا ہے :-

لما صرف الناس یوم احد عن رسول اللہؐ کنت اول من جاء النبیؐ

یعنی اُحد کے دن سب لوگ جناب رسول اللہؐ کو چھوڑ کر چلدئے تھے مگر ہم ان اشخاص مین تھے جو پلٹ کر پہلے آئے تھے

(دیکھو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۴۳۱)

ان حضرات کے "اشداء علی الکفار" کے مصداق ہونے اور اُنپر "امنوا وعملوا الصلحت" کے منطبق ہونے سے آیات محکمات کی ایک جلد تو پوری ہوچکی۔ اب یہ دوسری شروع ہوئی ہے

اس مین بھی بہت کچھ احوال پیش کیے جائینگے۔

غرض جو کوئی اصحاب منافقین کے نفاق کا فراریون کے فرار کا سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمانداروں کے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کا ایمان سے پھر جانے کا اقرار نہ کرے وہ صدہا آیات قرآنی مثل آیۂ کریمہ

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا	ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی کرنے لگے
کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم	اللہ اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اُن کو ہدایت کی
سبیلا ۱۶	راہ ملے گی۔

اور توریت و انجیل کی شہادتون کا جو اُن کے نقص ایمان پر شاہد ہین معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن شریف اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

قولہ
آیہ کریمہ محمد رسول اللہ الخ
سے کون لوگ مراد ہین

اے صاحبو! اگر صحابہ رسول کے ایمان واسلام کے تم قائل نہین ہو تو مہربانی کرکے ذرا ارشاد فرماؤ کہ "والذین معہ" سے کیا مراد ہے یعنی وہ کون لوگ حضرت کے ساتھ تھے جن کی صفت اللہ جل شانہ اِس آیت مین فرماتا ہے اور "اشداء علی الکفار" کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کفار پر سختیان کرتے تھے۔ اگر صحابہ کبار سوائے چار چھ کے سب کے سب منافق اور کافر تھے (ونعوذ باللہ من ذلک) تو وہ کون لوگ تھے جنکے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے شخص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آتے تھے کیا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ چار چھ شخصون کو دیکھکر کفار جلتے ہون اور معدودے چند کے ایمان لانے پر تعجب کرتے ہون اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہو گئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو اللہ جل شانہ "فاستغلظ فاستوی علی سوقہ" کیون فرماتا اور اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو کِنکو دیکھکر کفار کو غصہ آتا۔ پس جب تک کوئی صحابہ کی فضیلت اور اُنکی کثرت کو تصدیق نکرلے وہ اِن آیتون کو بھی تصدیق نہین کرسکتا۔

اے یارو! خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرکے ماننا کہ ہم کو نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ جو لوگ ایسی آیتون کو تصدیق کرتے ہین اور جو مثال انجیل مین مذکور ہے اُسکو پیغمبر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کرام کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور ایسی آیتون اور پیشینگوئیون کو صرف چار چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ سے عداوت رکھکر "لیغیظ بھم الکفار" کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے۔

اقول اول

اصحاب مومنین مراد ہین

امامیہ اصحاب مومنین کے ایمان و اسلام کو تہ دل سے قبول کرتے ہین اور ان کی منزلت و فضیلت کے معتقد ہین۔ جیسا کہ جا بجا اپنا یہ اعتقاد ظاہر کر چکے ہین

سلام اُنپہ جو اس کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین

خدا اُن سے راضی رسولؐ اُنسے خوش — علیؑ اُنسے راضی بتولؑ اُنسے خوش

کل آیات جو صحابہ کے فضائل مین ہین اُن کے حق مین تسلیم کرتے ہین بلا شبہہ وہ اُن جمیع صفات مذکورۂ قرآنیہ سے متصف تھے ایمان مین کامل تھے کثرت سجود سے پیشانیون پر نشان تھے کفار و مشرکین پر ایسے شدید تھے جن کی شہادت خود کفار دے چکے ہین۔ مجاہد ایسے تھے کہ معرکۂ جہاد سے قدم سرکانا اور پیٹھ پھیرنا جانتے ہی نہ تھے۔ از انجملہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شدت و صلابت کا حال مورخین نے یہ لکھا ہے کہ

> جب غزوہ مُوتہ مین حضرت زید شہید ہو گئے تو اِسکے بعد جعفرؑ بن ابی طالبؑ نے علم اپنے ہاتھ مین لیا وہ بھی زخمون سے چور ہو کر گر پڑے۔ اِن کے جسم پر تقریباً سو زخم تھے اور سب سامنے کے حصہ پر تھے پشت کی طرف ایک بھی نہ تھا۔ دیکھو تاریخ الامۃ مطبوعہ ملیہ علیگڈھ صفحہ ۱۳۶

اِس روایت کی جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی اِن الفاظ مین تصدیق فرماتے ہین۔

"غرض یہ مختصر گروہ آگے بڑھا اور ایک لاکھ فوج پر حملہ آور ہوا۔ حضرت زید برچھیان کھا کر شہید ہوے اُن کے بعد حضرت جعفرؑ نے علم ہاتھ مین لیا گھوڑے سے اُتر کر پہلے خود اپنے گھوڑے کے پاؤن پر تلوار ماری کہ اُسکے کوچین کٹ گئین پھر اس بے جگری سے لڑے کہ تلوارون سے چور چور ہو کر گر پڑے حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ مین نے اُنکی لاش دیکھی تھی تلوارون اور برچھیون کے نوے زخم تھے۔ لیکن سب کے سب سامنے

کیجانب تھے پشت نے یہ داغ نہین اٹھایا۔ (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول ص۳۷۱)

سبحان اللہ آیہ وافی ہدایہ "محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الی اخرہ" کی تفسیر کیا خوب آیات الٰہی کے مطابق کی ہے۔ کہ جو مجاہد اس شوق سے خالصًا لوجہ اللہ کفار کا مقابلہ کرین کہ نوکے زخم سے ایک بھی پشت پر نہ لین اور اپنے پروردگار کے اس حکم

یاایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم الذین	اے ایماندارو! جب تم کفار سے میدان جنگ
کفروا زحفًا فلا تولوھم الادبار	مین مقابل ہو تو (خبردار) اُن کی طرف پیٹھ
(پ۹ + س انفال + ع ۲)	نہ پھیرنا۔

پر پورا عمل کرین۔ وہ تو آیہ مذکورہ بالا کی فضیلت سے خارج کر دیئے جائین۔ اور جو مہاجرین و انصار نہ صرف پشت پھیر کر۔ بلکہ فرار ہو کر

ومن یولھم یومئذ دبرہ	اُس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کترائے یا کسی
الا متحرفًا لقتال او متحیزا الی	جماعت کے پاس جاکر موقع پائے اور جو شخص بھی اسدن
فئۃ فقد باء بغضب من اللہ و	ان کفار کیطرف اپنی پیٹھ پھیریگا وہ یقینی خدا کے غضب مین
ماواہ جھنم وبئس المصیر	آگیا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور وہ (کیا)
(ایضًا)	برا ٹھکانا۔

کے مصداق ہون وہ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اور سبھی کچھ ٹھہرائے جائین۔ عاشقان صحابہ جوش محبت مین آیہ شریفہ

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا	اور باطل کو حق کے پیرائے مین مت ظاہر کرو۔ اور حق کو
الحق وانتم تعلمون (سورہ بقرہ ع ۴)	جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔

کو پس پشت ڈالکر خدا کی آیتون کو جو اس نے اپنے خالص و مخلص مجاہدین کی تعریف مین نازل فرمائی ہین

اپنے اصحاب ممدوحین کی شان مین بتائین اور اس طریق سے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

فاعتبروا یا اولی الابصار ط

غرض فوج اور لشکر خدا کے سردار جناب امیر المومنین امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے جنکی ہمت و شجاعت کا مخالفین و معاندین بھی لوہا مانے ہوئے ہین یہ خلق خدا پر جلی ہے کہ ؎

علی کی تیغ چمکی بارہا اعدا کے لشکر مین — جمل اُحد بدر مین صفین مین خندق مین خیبر مین
دم پیکار تیغ شاہ مردان پیر جاتی تھی — زرہ مین چار آئنہ مین دستانہ مین مکتر مین

کفار و مشرکین اسد اللہ ہی کی شدت و صلابت سے مثل مار سیاہ زہر کھاتے رہے جس نے لوجہ اللہ بڑے بڑے سپل تنون سرکشون اور آتش مزاجون کو ذوالفقار کے پانی سے ٹھنڈا کیا ہے ؎

کیون عمرو کو تھا اپنے تن و توش پہ کیا ناز — مرحب کو یہ دعوے تھا کہ مجھ سا نہین جانباز
تھا ناریون مین عنتر مردود بھی ممتاز — تینون تھے شقی بندہ حرص و ہوس و آز

ایک ایک کا سر تن سے اُتارا ہے علیؑ نے
تڑپے بھی نہین یون انھین مارا ہے علیؑ نے

اُسی شیر خدا سیف اللہ ہی کی ہیبت اور دہشت سے سیاہ رو جلے مرتے تھے جس کی شجاعت کے ڈنکے آجتک بج رہے ہین ؎

رعب پانے ہوے ہین ساکن افلاک ابتک — ڈر سے ہل جاتے ہین اکثر طبق خاک ابتک
خوف سے کانپتے ہین دشمن ناپاک ابتک — اُٹھگئے آپ مگر خلق مین ہے دھاک ابتک

پہلوان اپنے مقامون پہ اکڑ لیتے ہین
جب سنا نام علیؑ کان پکڑ لیتے ہین

ضرغام آلہی نے اپنے مالک کے اِس حکم

وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ (سورہ حج) خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنیکا ہے۔

پر عمل کرکے دین خدا کے پھیلانے مین جو سختیان کفّار و مشرکین پر کین اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کڑیان جھیلین وہ مثل آفتاب جہانتاب روشن ہین۔ اللہ اکبر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگی کفر سے پاک — حسام خوف سے تھے مشرکون کے دل صد چاک
علیؑ کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک — اذان جو دی تو ہوے شاد سیّد لولاکؐ

حرم مین جس طرف آواز اُن کی جاتی تھی
صدائے کلمۂ طیّب اُدھر سے آتی تھی

شجاعت شہ مردان نہان جہا نمین نہین — بہادر ایسا تہ آسمان جہان مین نہین
علیؑ سا کوئی رفیع المکان جہا نمین نہین — قوی کوئی۔ کوئی ایسا جوان جہا نمین نہین

جلو مین نصرت و اقبال ساتھ چلتے تھے
علیؑ کی تیغ سے اعدا کے دم نکلتے تھے

حیدر کرّار غیور فرّار اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام ایسے اشداء علی الکفّار ہین جنکی بہادری و دلیری پر ملائکہ مقربین نے تحسین و آفرین کی ہے ؎

امینِ سرِّ آلہی، معینِ ختمِ رسل — شگفتہ گلشن عدل و نہیب و داد کا گل
شجاع وہ کہ ہی غزوون کا جنکے دہر مین غل — کہ جنسے کفر کے جلتے چراغ کر دیے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

ہرگاہیکہ شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضے بدفع مشرکان مشغول گشت رسول اللہ فرمود اے علی می شنوی

مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان میگوید

"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

شاہ ذوالفقار حیدر کرار قاتل المشرکین یعسوب الدین علی مرتضے علیہ السلام جو وقت معرکہ کارزار مین لشکر خدا کی صف بندی فرماتے تھے۔ اس صف کی نسبت خداوند متعال یہ شہادت دیتا ہی :—

حیدر صفدر کی شجاعت پر آیت کا نزول

ان اللہ یحب الذین	بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہی جو
یقاتلون فی سبیلہ صفًّا کانھم	اسکی راہ مین اسطرح صف باندھ کر لڑتے ہین گویا وہ
بنیان مرصوص۔	سیسہ پلائی ہوئی دیوارین۔

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس جماعت کی تعریف مین یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ علی ابن ابیطالب حمزہ عبیدہ اور مقداد ابن اسود ہین۔ (دیکھو تفسیر عمدۃ البیان مولفہ مولوی اعجاز علی صاحب)

شیر خدا غزوۂ خندق مین جب عمرو ابن عبدود کے مقابل ہوئے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ	پورا ایمان پورے کفر کے مقابلہ کو نکلا ہے۔
(ابج المطالب)	

جب حیدر کرار نے اس دشمن خدا کو قتل کر دیا تو یہ مژدہ سنکر آپ نے اسلام کی فتح پر سجدۂ شکر کیا اور ولی خدا کی منزلت و عظمت مین یہ ارشاد فرمایا

لمبارزۃ علی بن ابی طالب	علی کے خندق کے دن جو جنگ کی وہ
یوم الخندق افضل من اعمال امتی	افضل ہے تمام امت کے ان اعمال سے جو
الی یوم القیمۃ (روضۃ الاحباب ابج النبوۃ)	تا روز حشر کرینگے۔

اور دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین :—

قتل علی لعمرو بن عبدود — یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن و

افضل من عبادۃ الثقلین (ابرج المطالب) — انس کی عبادت سے افضل ہے

اِس حدیث کو میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے اِس حسن سے نظم کیا ہے ؎

خندق کی وغا عمر سیہ کار کی وہ دھوم — تھرّاتا تھا تلوار سے جسکی عرب و روم

رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم — جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم

اِک وار مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا

خندق کے اُدھر لاش سر نخل اِدھر تھا

جسوقت ظفریاب ہوے حیدر کرّار — ایک ہاتھ مین سر عمر کا تھا ایک مین تلوار

فرمایا محمدؐ نے باعلان و بتکرار — افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

سر سجدہ مین تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے

جبریل امین چومتے تھے ہاتھ علیؑ کے

جس جماعت کے سپہ سالار شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ تھے اُسی جماعت سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اُس جماعت سے جسکے سپہ سالار حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ تھے جو بقول شبلی صاحب

"جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے خود ان کی نسبت یہی شکایت کی"

جس جماعت نے آئینہ اسلام کو جلا دی اِسی سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جس سے آئینہ اسلام کو زنگ لگا۔ اِس جماعت کو دیکھکر کیا تعجب کرتے جو ان کے ہمرنگ تھے۔ چنانچہ جماعت منافقین کے ایمان و اسلام کا رنگ اس روایت سے بخوبی روشن ہوتا ہے۔

اصحاب منافقین کے بارے مین روایت

قال عبداللہ بن الزبیر ذھبت معہ ابی الی بارموک — عبداللہ بن زبیر کہتے ہین کہ ہم جنگ یرموک مین

وانا صبیّ لا اقاتل فلمّا قتل الناس	اپنے باپ کے ساتھ تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو کچھ لوگون
بصرت الی ناس لا یقاتلون فرکبت	کو ٹیلہ پر دیکھا کہ وہ لوگ جنگ نہین کرتے۔ وہان جو
ذھبت الیھم واذا ابوسفیان بن	ہم پہونچے تو دیکھا کہ ابوسفیان ہین اور کچھ اور لوگ
حرب ومشیخۃ من قریش من مھاجرۃ	بزرگان قریش سے ہین چونکہ ہم کمسن تھے اسلیے
الفتح فرأونی حدثا فلم یتعرضونی	کسی نے ہماری پروانہ کی اور بے پردہ باتین کرنیلگے
فجعلوا واللہ اذا جالت المسلمون و	دیکھا کہ جب روم والے مسلمانون پر حملہ کرتے تھے تو
رکبتھم الروم یقولون ایہ بنی اصفر	وہ خوش ہوتے تھے اور اُنکی تعریف کرتے۔ اور جب
فاذا جالت الروم ورکبتھم المسلمون	مسلمان اُنپر حملہ کرتے اور رومیون کی شکست ہوتی
قالوا ایہ بنی اصفر فلما ھزم اللہ	تو کہتے تھے ہاے ہاے روم والے۔ جب لڑائی فتح
الروم اخبرت ابی فضحک فقال	ہوئی اور اس خبر کو ہم نے رنپر سے کہا تو ہنسے اور کہا
قاتلھم اللہ ابوالاضغنا لنحن خیر	خدا غارت کرے کینہ ان کے دل سے نہین جاتے
لھم من الروم	از کلام شعبان ۳۳	حالانکہ ہم انکے لئے روم والون سے بہتر ہین۔

افسوس کہ یہی ابوسفیان صاحب دربار خلافت مین معزز وممتاز کیے گئے۔ اور مشیر مہام خلافت ہوے اور اُن کے فرزند ارجمند امیر معاویہ صاحب عہدہ ہاے جلیلہ سے سرفراز ہوئے۔ عہدے کیسے حضرت عثمان رض نے تو پوری سلطنت ہی ان کے ہاتھ مین دیدی۔

حضرت حذیفہ رض کے بیان پر آیت کا نزول

شیعون کا مخصوص چار چھہ اصحاب کو اچھا سمجھنا اسلیئے اہلسنت کو خوش نہین آتا کہ وہ خدا و رسول کے نزدیک دیگر اصحاب مین ممتاز تھے۔ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ تا وفات کسی موقع محل پر بھی ان کے ایمان مین لغزش نہین ہوئی۔ گو دشمنون نے بہت کچھ بہکایا مگر اپنے ایمان سے نہ پھرے اور نہ کبھی اسلام اور ہادی اسلام کی رسالت اور نبوت مین شبہہ کیا اور نہ کبھی اپنے سمیت سے مخالفت و حجت کی ان کے صدق ایمان پر

خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

ودّ کثیر من اھل الکتاب	اہل کتاب مین سے بہت سون کی خواہش ہے کہ
لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا	ایمان لانیکے بعد تم کو مرتد بنا کر کافر کر لین (صرف)
حسدًا من عند انفسھم من بعد	حسد کیوجہ سے جو انکے دلون مین ہے۔ اس بات کی کہ
ما تبین لھم الحق فاعفوا حتی	حق انپر کھل چکا ہے پس تم معاف کرو اور در گذر رو
یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل	یہان تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کر دے بیشک
شی قدیر۔	اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جنگ احد کے بعد یہودیون نے حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تمھارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہوتی اب بھی ہمارا کہا مانو ہمارے دین مین چلے آؤ حضرت عمار نے جواب دیا کہ مین عہد کر چکا ہون کہ زندگی بھر کفر اختیار نہ کرون گا اور حذیفہ نے کہا مین خدا کو رب اور اسلام کو دین اور قرآن کو کتاب اور کعبہ کو قبلہ اور مومنین کو برادر پسندیدہ قرار دیچکا ہون یہ خبر حضرت رسول اللہ صلعم کو ملی تو آپنے حضرت عمار و حذیفہ کی تعریف کی اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر حسینی نے اس آیت کو حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی شان مین بتایا ہے۔

دوست میدارند بسیارے از اہل توریت چون فنحاص بن عازورا کہ دانشمند ایشان بود امثال او از احبار آنکہ باز گردانند مر شمارا مراد حذیفہ یمان و عمار یاسر ست کہ فنحاص بن عازر در یاران او مر ایشان را دعوت بہ یہودیت میکردند۔ حق سبحانہ و تعالیٰ گفت کہ یہود می خواہند کہ بگردانند شمارا۔ (مجلد اول صفحہ ۱۸)

لہ دیکھو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۶۶۔

آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا

پس شیعون کا چار چھہ کو زیادہ اچھا سمجھنا قابل اعتراض نہین ہے۔ ہان اہلسنت کا باوجود اس دعوے کے کہ "جمیع صحابہ عدول اند" ہزارون اور لاکھون اصحاب مین صرف دس ہی اصحاب کو کامل الایمان سمجھنا اور عشرۂ مبشرہ کی سند دینا اور آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کو مخصوص اصحاب کی شان مین بتانا البتہ موجب تعجب و باعث حیرت ہے۔ چنانچہ جو تقسیم اس آیت کی علماء اہلسنت نے کی ہے وہ البتہ قابل مضحکہ ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفاء مین فرماتے ہین۔

عن ابن عباس" محمد	ان الفاظ مین ہر ایک اصحاب کی فضیلت
رسول اللہ والذین معہ ابوبکر	خاص کی طرف اشارہ ہے یعنی والذین معہ
اشداء علی الکفار عمر رحماء	ابوبکر صدیق کی تعریف مین ہے جو آنحضرت کے ساتھ
بینھم عثمان تراھم رکعًا	سفر مین رہتے تھے اور اشداء علی الکفار فاروق کی
سجدًا علی یبتغون فضلا	صفت مین ہے اور جو مشرکین اور منافقین پر شدت سے
من اللہ ورضوانا طلحۃ والزبیر	سخت تھے اور رحماء بینھم سے عثمان کی مدح ہے
سیماھم فی وجوھھم من اثر	اور تراھم رکعا سجدًا علی مرتضیٰ کی شان مین ہے
السجود عبد الرحمن بن عوف	اور یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا طلحہ، زبیر کی شان
وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدۃ	مین ہے اور سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود سے
بن الجراح (۲۳۸) مقصد اول	عبد الرحمن سعد اور ابو عبیدہ مراد ہین۔

اس تفسیر سے جناب شاہ صاحب کے تبحر علم و فضل کی شان خوب ظاہر ہوتی ہے جسپر ایک طفل مکتب بھی معترض ہو سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ توصاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ محمدؐ تو خدا کے رسول ہین اور کچھ لوگ جو ان کی صحبت مین ہین ایسے ہین جو کفار پر سخت ہین ایک دوسرے پر رحیم و مہربان ہین۔ ایسے راکعین اور ساجدین ہین کہ ان کے چہرون سے سجدون کے آثار نمایان ہین وہ خدا کے فضل کے

خواستگار رہتے ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جنکی تعریف توریت وانجیل مین ہے۔ اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام صفات اُن اصحاب مین ہونے چاہئین جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔ مگر یہ تفسیر سراسر آیات الٰہی کے خلاف ہے! وجودیکہ خود اللہ جل شانہ نے "وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت" فرماکر مومنین کی تصریح کردی۔ پھر بھی اُس سے اعراض کرکے اصحاب کی خاطر یہ تفسیر کی گئی۔ یہی نہین بلکہ جو ان اصحاب کا مخالف ہو اُسکو کافر بتایا ہے۔ جیسا کہ تفسیر حسینی مین ہے جسکی نقل یہ ہے :-

امام قشیری رحمہ اللہ فرمودہ کہ این آیت درشان اصحاب است۔ پس ہرکہ برایشان خشم گیرد وایشان را دشمن دارد در دخل کفار خواہد بود۔ و در تفسیر عجائب آوردہ کہ مراد از عمل صالح (وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت) اینجا دوستی صحابہ است (جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

قطع نظر اسکے یہ تقسیم صحابہ ثلثہ کے اعمال وافعال سے بھی مطابقت نہین رکھتی۔ کیونکہ ان کے حالات اسکے برعکس ہین۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر کو محض غار مین حضرت صلعم کے ہمراہ ہونے پر والذین معہٗ بتایا ہے حالانکہ نہ تو اس آیت مین معیت غار کا کچھ ذکر ہے اور نہ وہ معیت قابل تحسین و آفرین ثابت ہوئی، بلکہ جو رفاقت یار غار نے کی تھی وہ باعث افشار راز ہوئی کہ جب دشمن حضرت صلعم کا پتہ لگاتے ہوئے در غار تک آگئے۔ اور ان کے سردار نے کہا کہ محمدؐ اسی جگہ ہین یہان سے آگے کہین نہین گئے۔ تو یہ سخن سنکر حضرت ابوبکرؓ چلا چلا کر فرمانے لگے یا رسول اللہ دشمن سر پر آگئے۔ اگر ہم کو دیکھ لینگے تو مار ڈالینگے کبھی زور زور سے رونے لگتے۔ جسکو علمار اہلسنت سانپ کے کاٹنے کا سبب بتاتے ہین۔

ہر چند آنحضرت صلعم تسلی فرماتے ہین مگر آپکا اضطراب کسیطرح دور نہین ہوتا یہ حال ساتوین آیت کے جواب مین ہم لکھین گے جو قابل ملاحظہ ہوگا۔ انشاء اللہ

حضرت عمر کے اشداء علی الکفار ہونے کا کچھ ذکر اوپر ہوچکا ہے باقی آگے آئیگا۔ اب رہے حضرت عثمان رضؓ آپ کے حالات اور اصحاب رسول ؐ سے تعلقات اور مودت ومحبت رحماء بینہم کے سراسر

خلاف ہین۔ آپکی بدسلوکیان اصحاب کبار پر اظہر من الشمس ہین کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کرادیا۔ اور حضرت عمار یاسر کو اسقدر مارا کہ وہ خریب عارضۂ فتق مین مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن مسعود بھی انھین کی زدوکوب سے ہلاک ہوے۔

حالانکہ جمہور علماء اہلسنت کے نزدیک بھی یہ لوگ عاشقان خدا و رسولؐ سے تھے۔ اِن بدسلوکیون کے مستحق صرف اس بنا پر ٹھہرائے گئے کہ انھون نے اپنے رسول کی وصیت کے موافق حدیث ثقلین پر عمل کیا تھا۔ اسیطرح حضرت طلحہ و زبیر وغیرہ وہ ذات بابرکات ہین جنکی دشمنی اور عداوت پر حوأن کو وصی رسولؐ سے تھی کتب سیر و تواریخ اہلسنت شاہد ہین کہ جنگ صفین و جمل انھین حضرات کی سازشون کے نتائج تھے۔ اور خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

والفتنة اکبر من القتل — فساد برپا کرنا خون ریزی سے بڑھ کر ہے

افسوس کہ علمائے اہلسنت اِن کو صرف اسوجہ سے کہ انھون نے وصی رسولؐ سے عداوت و بغاوت کی خدا کی طرف سے یبتغون فضلا من اللہ رضوانا کا پروانہ دیتے ہین۔

الحاصل کیا کسی کے خیال و قیاس مین آسکتا ہے۔ کہ کفار و مشرکین حضرت ابوبکرؓ کو ابن الدغنہ کی سفارش پر اور حضرت عمرؓ کو ان کے مامون ابوجہل کی حمایت پر امن دین اور پھر انھین کی شدت و صلابت سے جلتے بھی ہون۔ اور اصحاب منافقین کے اِسلام لانے پر تعجب و حیرت کرتے ہون۔

اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہوگئے

بھائیو! خیال کرو کہ جو لوگ آنحضرت کے ساتھ تھے اگر حسب اعتقاد تمھارے سب کے سب اسلام مین سچے اور ایمان مین پکے تھے تو اللہ جل شانہ

وان تتولوا کما تولیتم من قبل — اور اگر تم روگردان ہوجیسے کہ پہلے روگردان
یعذبکم عذابا الیما (سورہ فتح) — ہوے تھے تو تم کو خدا عذاب کریگا بعذاب دردناک

کن لوگون کی نسبت فرماتا ہے اگر ہزارون اور لاکھون آدمی جو اسلام لاچکے تھے کلہم اجمعین تادم مرگ اپنے

ایمان پر قائم رہے تھے تو اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ۔ بہانہ مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہو گئے

کن سچے اسلام اور پکے ایمان والون سے ہے۔ اور بروز حساب کن لوگون سے یہ فرمائے گا :۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ ۔ جس دن کچھ چہرے نورانی ہون گے اور کچھ

فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم ۔ منہ کالے۔ پھر جن لوگون کے منہ کالے ہون گے

بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم ۔ (انسے کہا جائیگا) کہ تم ایمان لانیکے بعد منکر ہو گئے تھے

تکفرون ۔ (پ ۴ ۔ س آل عمران ع ۱۱) ۔ اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) بدلے عذاب بھی چکھو

پس جب تک کوئی جماعت کی جماعت۔ جوق کی جوق۔ فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ کے ایمان سے پھر جانے پر یقین نہ لائے اور منافقین و مرتدین کی کثرت اور انکی نفاق و شقاق کی تصدیق نہ کرے وہ ان صدہا آیتون کی جو ان کے کفر و ارتداد پر شاہد ہین۔ عموماً اور سورۂ منافقون کی خصوصاً ہرگز ہرگز تصدیق نہین کرسکتا۔

اب صاحبان بصیرت غور فرمائین کہ اللہ جل شانہ جن اصحاب رسول کے نقص ایمان اور حرص و ہوا کا ذکر کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے کرے جنکی حب دنیا پر

بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا ۔ لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو

ارشاد فرمائے۔ جن کے حق مین

اولئک الذین طبع اللہ علی ۔ یہی وہ لوگ ہین جنکے دلون پر خدا نے مہر لگادی

قلوبھم واتبعوا اھوائھم ۔ ہے اور یہی اپنی خواہشون کے پیرو ہو گئے ہین۔

فرمائے۔ جنکے خوف اور دہشت پر جو وقت جنگ انپر طاری ہوتی تھی۔ آیہ کریمہ

فاذا جاء الخوف رایتھم ینظرون ۔ اور جب کہ کوئی (موقع) خوف کا آپڑا (اے رسول) تو تم دیکھتے ہو کہ

الیک تدر واعینہم کالذی یغشی	تمہاری طرف دیکھتے ہین اور اُن کی آنکھین اس طرح
علیہ من الموت	گھومتی ہین کہ جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے

شاہد ہو۔ جو اصحاب اپنے پیغمبر کو تلوارون مین چھوڑ کر فرار ہو جائین اور خود پیغمبر خدا صلعم ان لوگون کو باین القاب۔ یا اصحاب بیعۃ الرضوان۔ یا اصحاب بدر فرما کر پکارین اور اصحاب منھ پھیر کر بھی نہ دیکھین، جس کی

تصدیق آیہ شریفہ

اذ تصعدون ولا تلوون علی	اسوقت کو یاد کرو جب تم (بدحواس) بھاگے
احد والرسول یدعوکم فی	جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو
اخراکم ہ سورہ آل عمران	بلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے

سے ہوتی ہو۔ اور کفار و مشرکین سے ربط و ضبط رکھنے پر آیہ کریمہ

تسرون الیھم بالمودۃ تم ان کو خفیہ دوست رکھتے ہو۔

گواہ ہو۔ افسوس کہ علماء اہلسنت ایسے آیات جلی سے اعراض کرکے آیہ کریمہ "محمد رسول اللہ" کا مصداق انھین لوگون کو ٹھہرائین اور جو لوگ

آیہ محمد رسول اللہ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی	خدا کی راہ مین اپنے جانون اور اموال سے
سبیل اللہ	جہاد کرو۔

کے صفات سے کرے ہون وہی غازی اور مجاہد کہلائے جائین۔ اور انھین کو خدائے پاک کی طرف سے لقد رضی اللہ عنھم بتائین۔

خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرنا ہم کو سخت تعجب آتا ہے اور نہایت ہی حیرت ہوتی ہے کہ جو محدثین و مفسرین ان آیات پاک کی جو ان باپ کی تعظیم و تکریم کی نسبت ہین تصدیق کرتے ہین اور پھر بھی اپنے صدیقون کو اپنے باپ کے قتل کرنیکے قصد پر اشداء علی الکفار اور عالم قرآن ٹھہراتے ہین۔

افسوس ہے کہ جو مفسرین آیہ شریفہ "المربان للذین امنوا" الخ کی یہ تفسیرین کرین :-

عن ابی بکران هذه الایة قرءت	ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اہل یمامہ کے
بین یدیه وعنده قوم من اهل الیمامة	سامنے پڑھی گئی تو وہ لوگ بہت روئے ابوبکر نے انکا رونا
فبکوا بکاءً شدیدًا فنظر الیهم	دیکھکر فرمایا کہ ایسے ہی ہم تھے کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتا تھا
فقال هکذا کنا حتی قست القلوب	لیکن رفتہ رفتہ قساوت آگئی۔

اور باوجود اسکے کہ خود حضرت ابوبکرؓ کا قول نقل کرین کہ وہ حنظلہ سے فرماتے ہین -

" اے بھائی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے "

اسی طرح حضرت عمرؓ خود اپنی زبان سے صلح حدیبیہ کے باب مین یہ فرمائین کہ :-

"رسالت مین جیسا شبہہ مجھے آج ہوا ایسا کبھی نہین ہوا "

اور سورہ انا فتحنا لک فتحًا مبینًا سنکر بقول جناب شبلی صاحب پیغمبر خدا صلعم سے طنزًا کہین کہ " کیا یہی فتح ہے "، اسپر بھی آیہ وافی ہدایہ

کیف یهدی الله قومًا کفروا بعد	خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان
ایمانهم وشهدوا ان الرسول حقّ و	لانے کے بعد کافر ہو گئے حالانکہ وہ گواہی دے چکے
جاءهم البیّنات والله لا یهدی	تھے کہ رسولؐ برحق ہین اور اُن کے پاس کھلی
القوم الظّالمین ۰	نشانیان آچکی تھین اور اللہ ظالم لوگون کو
(پ ۳ - س آل عمران ع ۹)	توفیق ہدایت نہین دیتا۔

کو پس پشت ڈال کر انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اُن کے حقیقی حالات سے چشم پوشی کر کے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتے تھے۔ حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے۔ شب و روز خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہتے تھے۔ ایمان مین کامل اور دل اُنکے معرفت الٰہی سے

روشن و منور تھے۔ علم قرآن و حدیث سے اُنکے سینہ معمور تھے۔ انھون نے بت خانون کو مسمار کرکے بت پرستون کو خدا پرست بنا دیا تھا۔ انکی رائے بموجب وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی۔ انھین کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت اور قوت ہوئی غرض ؎

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل　　آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

خدا ان کو توفیق ہدایت دے جو آل رسولؐ سے منحرف ہوکر۔ اور مخالفین آل نبی ؐ سے مودت اور عقیدت رکھ کر

یاایھا الذین امنوا لا تتولوا قوما　　اے ایمان والو نہ دوستی کرو اُن لوگون سے جنپر

غضب اللہ علیہم　　خدا نے غضب کیا ہے

کی تہدید اور تخویف سے ذرا بھی نہین ڈرتے اور جو مثالین کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے اور قرآن مجید کی آیتین وصی رسول کے فضائل اور اکمل الایمان ہونے پر شاہد ہین ان کو تسلیم کرنے کے بعد بھی نفس رسولؐ کی سابق الاسلامی و افضلیت سے انکار اور اعراض کرکے اپنے آپ کو صریح منکر کتب سماوی اور کلام الٰہی کا ٹھہراتے ہین۔ کاش اب بھی سوچین اور سمجھین۔ اور امامیہ اثنا عشریہ کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے

اگر اہل سنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین

بجائے بفحوائے آیۂ شریفہ

ویاقوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و　　اے میری قوم تجھے کیا ہوا ہے کہ مین تو تم کو نجات

تدعونني الی النار　　کیطرف بلاتا ہون اور تم مجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہو۔

امامیہ کی ہدایت اور نصیحت قبول کرین۔ اور اس جماعت سے جسپر

ویفسدون فی الارض اولئک　　اور دنیا مین فتنہ و فساد پھیلاتے ہین اور آخرکار

ھم الخاسرون ٥　　وہی نامراد اور ناکام رہینگے۔

کا اطلاق ہوتا ہے جس جماعت کی بدولت اوراق مصحف ایمان پارہ پارہ ہوے۔ اور اہلبیت نبوی ؐ کا

یہ حشر ہوا ؎

آل نبی ؑ کو قتل کیا گھر جلا دیا　　مٹی مین خاندان رسالت ملا دیا

نکل کر زمرہ مومنین مین جو بفضلہ صراط مستقیم پر ہین جنکو اللہ تبارک و تعالی نے اولئک ھم المھتدون سے ممتاز فرمایا ہے۔ شامل ہو جائین اور دامن شاہ ولایت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب علیہ السلام کا پکڑین جو امام منصوص من اللہ اور مفترض الطاعۃ ہین۔ جیسا کہ آپ ہی کے پیشوایان کبار سے امام شافعی ؒ عقیدۃً ارشاد فرماتے ہین ؎

ینابیع المودۃ صفحہ ۸۶

علی حب حبہ	و قسیم النار والجنۃ	و وصی المصطفی حقا	امام الانس والجنۃ
علی کی محبت سر ہے	دوزخ اور بہشت کے قاسم ہین	از روے حق محمد مصطفے صلعم کے وصی	اور جن و انس کے امام ہین

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اللہ! اللہ! جناب امیر المومنین ؑ کی مودت اور ولایت کا مسئلہ کیسا مہتم بالشان ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی کامل نہین ہوتا۔ اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

وقفوھم انھم مسئولون ۝　　(اہل محشر کی نسبت حکم ہوگا) کہ انھین ٹھہراؤ تو ان سے

(پ ۲۳ ۔ س والصف ۔ ع ۲)　　کچھ پوچھنا ہے۔

بروز حشر جناب امیر کی ولایت کا سوال کیا جائے گا

ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین اس آیت کے تحت مین یہ لکھتے ہین کہ

دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل محشر سے علی بن ابیطالب ؑ کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔

اور امام واحدی وغیرہ بھی تفسیر مین اس آیۂ کریمہ کی یہی روایت کرتے ہین :۔

عن ابی سعید و ابن عباس	ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی وقفوھم	روایت ہے اس آیۂ کریمہ کے متعلق کہ ٹھہراؤ انکو

انهم مسئولون یوم القیمۃ عن ولایۃ علیؑ

(اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ وابوبکر بن مردویہ والدیلمی فردوس الاخبار)

بتحقیق انسے پوچھنا ہے قیامت کے دن علیؑ کی ولایت کے

(از سوانح عمری امیر المومنین مولفہ مولوی عبید اللہ صاحب امرتسری صفحہ ۵۰)

بغیر مودت جناب امیرؑ بنت حرام ہے

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ تمام اعمال حسنہ بغیر مودت علیؑ ابن ابیطالب بیکار اور اکارت ہین۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلعم لو ان عبدا عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومد فی عمرہ حتی یحج الف حجۃ علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا۔

(اخرجہ الدیلمی ایضا صفحہ ۵۲۱)

جناب امیرؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جسقدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم مین قیام فرما کر کی ہے اور احد کے پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے پھر اسکی عمر اسقدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علیؑ تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکے گا اور نہ اُس مین داخل ہو سکیگا۔

اِس حدیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے
اور زر بقدر کوہِ احد راہِ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اسنے ہون کئے
بیحرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے

حبِ علیؑ کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

هذا بیان للناس وهدیً و — یہ کل آدمیون اور پرہیزگارون کیلیے ہدایت

موعظۃ للمتقین — ونصیحت ہے۔

المختصر ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی مودت اور عقیدت مین صلاح کونین و فلاح دارین ہی اور حبت آل رسول ہی کی اطاعت اور مودت کا صلہ ہے

غلامان علی و احمد و زہرا کا حصہ — ارم مین خلد مین تسنیم مین طوبیٰ مین کوثر مین

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

ان اصحب الجنۃ الیوم فی شغل — بہشت کے رہنے والے آج (روز قیامت) ایک شغل ایک مشغلہ سے جی بہلا رہے ہین

فاکھون ہم وازواجہم فی ظلال علی — وہ اپنی بیبیون کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤن مین تکیے لگائے تختون پر

الارائک متکئون لہم فیہا فاکھۃ — (جنمین سے) بیٹھے ہوے ہین بہشت مین اُنکے لئے (تازہ) میوے تیار ہین

ولہم مایدعون سلام قولا من رب — اور جو وہ چاہین اُنکے لئے موجود ہو۔ مہربان پروردگار کیطرف سے

رحیم (سورہ یٰسین) — سلام کا پیغام آئیگا۔

اللہم صل علی محمد النبی وآلہ الطاہرین الذین اذہب اللہ عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا

شیعیان جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت مین بہت حدیثین کتب اہلسنت مین موجود ہین از انجملہ یہ ہی:-

حدیث شیعیان علی کی فضیلت مین

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدًا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوہہم حولی اشفع لہم ویکونون فی الجنۃ جیرانی

(اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی والملا فی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین ومحمد بن یوسف الگنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب وابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفا فی فضائل الاربعۃ الخلفا، وابن اسبوع الاندلسی فی الشفا وابو سعید عبدالملک بن محمد ابراہیم الخرکشی فی شرف النبوۃ۔ (ارجح المطالب ص۵۳۰)

جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی تم کل قیامت کو بہ نسبت تمام خلقت کے مجھسے زیادہ قریب اور حوض (کوثر) پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمھارے شیعہ نور کے منبرون پر نورانی چہرون سے میرے ارد گرد ہونگے مین اُنکی شفاعت کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہونگے۔

اقوال حافظ ابن حجر و شاہ صاحب شیعان علی سے مراد اہلسنت ہین

اِس حدیث کے علاوہ اور بہت سی حدیثین فضائل شیعہ گروہ کے بارے مین ہین اِن حدیثون کو اکابر علماے اہلسنت تسلیم کرتے ہین مگر لطف یہ ہے کہ ان کو فرقۂ اہلسنت کے حق مین بتاتے ہین چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ مین تحریر فرماتے ہین ۔

وشیعۃ اھل البیت ھم اھل السنۃ	یعنی اہلسنت والجماعت ہی شیعہ اہلبیت ہین کیونکہ
والجماعۃ لانھم الذین احبوھم	یہی لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کے موافق اہلبیت سے
کما امرھم اللہ ورسولہ ما غیرھم	محبت رکھتے ہین۔ اور اہلسنت کے سوا دوسرے لوگ
فاعداءھم فی الحقیقۃ	فی الحقیقت اہلبیت کے دشمن ہین (ایضاً)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سالہ مین جو بجواب فرقہ امامیہ ہے یہ تحریر فرماتے ہین :۔

"ما ایم شیعہ اولی واحادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند ما ایم نہ روافض" (ایضاً)

الحاصل خدا و رسولؐ تو سب طرح سے ہدایت اور نصیحت فرما چکے ہین ۔ مگر کون دیکھتا ہے اور کون سنتا ہے ؎

ہر گل تو ز گلرخے یاد ہمی کند دوے — گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

قولہ تعالیٰ

ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم	اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہے کہ اسکو اسکے پروردگار
اعرض عنھا (پ ۲۱۔ س السجدہ)	کی آیتون کے ذریعہ سے نصیحت کیجاے اور وہ منہ پھیرے

قال

قرآن مجید کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین

پہلی آیت

قولہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ اصحاب کی فضیلت مین

كنتم خير امة أخرجت للناس — (یعنی) تم بہترین امت ہو جن لئے گئے ہو آدمیون

تامرون بالمعروف وتنهون عن — کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو بری

المنكر وتومنون بالله ولو امن — باتون سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر۔ اور اگر ایمان

اهل الكتاب لكان خيرا لهم — لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا ان کے حق مین بعضے

منهم المومنون واكثرهم الفاسقون — انمین سے مومن ہین اور اکثر فاسق

اس آیت مین اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتون کو اور ان کی بزرگیون کو خود ان سے بیان فرماتا ہے اور ان سے مخاطب ہوکر ارشاد کرتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو اور تم کو مین نے اور مخلوق سے منتخب کرلیا ہے تاکہ لوگون کو ہدایت کرو۔ چنانچہ تم جس کام کے لئے مقرر ہوے ہو وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمھارے سپرد ہوئی اسکو ادا کر رہے ہو۔ تما" تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر" کہ لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو۔ اور بری باتون سے بچاتے ہو۔ جو شخص ذرا غور و انصاف سے دیکھے تو یہی ایک آیت عقائد شیعیان عبداللہ بن سبا کے بطلان پر کافی ہے کہ خداوند کریم کہ جبکہ اصحاب رسول کی نسبت فرمائے کہ وہ بہترین امت سے ہین۔ اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کیے گئے ہین اور انکے افعال حسنہ کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور باوجود اسکے حضرات شیعہ ان کو

بدترین امت سے جانین اور انکی بزرگی اور فضیلت سے انکار کرین۔

ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون اور ایسی صاف شہادتون پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہین کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔ اگر صحابۂ کبار بہترین امت سے نہین تھے تو خدا کا خطاب کنتم خیر امۃ (یعنی تم بہترین اُمت سے ہو) کس سے ہی؟ اور ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد "تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" (تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو اور بُرے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہی اگر وے سچے دِل سے ایمان نہین لائے تو خدا کی اِس تصدیق کے تومنون باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو۔ کیا معنی ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

اقول

یہ آیت و نیز دیگر اصحاب مومنین کے شان مین ہین

اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد کہ تم بہترامتیت سے ہو محض اصحاب مومنین مخلصین سے ہی اور یہ خطاب بھی تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو اور بری باتون سے بچاتے ہو انھین سے ہی۔ بیشک وہ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ خدائے پاک نے نہ صرف اسی ایک آیت سے بلکہ متعدد آیات سے اِن کے امنوا وعملوا الصّٰلحٰت کی تصدیق کی ہے ازانجملہ یہ ہین :-

والمؤمنون والمومنات بعضھم	ایمان والے مرد اور عورتین بعض اِن مین
اولیاء بعض یامرون بالمعروف	بعض کے کارساز ہین سکھلاتے ہین نیک بات
وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ	اور منع کرتے ہین بری بات سے اور قائم رکھتے ہین
ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ	نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور اللہ اور رسول کے
اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم	حکم پر چلتے ہین وہی لوگ حق پر ہین اور اللہ رحم
پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹	کریگا البتہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

دوسری

یومنون باللہ والیوم الاٰخر ویامرون	اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے اور
بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون	اچھے (کام کرنے) کو کہتے اور برے (کامون) سے منع
فی الخیرات ط واولئک من الصلحین ۵	کرتے اور نیک کامون مین دوڑ پڑتے ہین اور یہی
(پارہ ۴ سورہ ال عمران ع ۱۲)	لوگ نیک بندون مین (داخل ہین)

تیسری

التائبون العابدون	توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر
الحامدون السائحون الراکعون	کرنے والے و بے تعلق رہنے والے۔ رکوع
الساجدون الامرون	کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے

jabir.abbas@yahoo.com

بالمعروف والناهون عن المنكر	نیک بات کے اور منع کرنیوالے بری بات کے
والحافظون لحدود الله وبشر المومنين	اور بنانے والے حدین اللہ کی اور
(پارہ (۱۱) سورہ توبہ ع ۱۴)	خوشخبری سنانے والے مومنین کو۔

نیز مومن کے صفات کی تصریح اس آیہ وافی ہدایہ مین فرمادی ہے۔

ليس البران تولوا وجوهكم قبل	یہ کوئی نیکی نہین ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب
المشرق والمغرب ولكن البر من امن	کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی اُس کی ہے جو اللہ پر
بالله واليوم الاخر والملئكة والكتاب والنبيين واتى المال	اور قیامت کے دن پر اور فرشتون۔ اور کتاب اللہ
على حبه ذوى القربى واليتمى والمساكين وابن السبيل	پر ایمان لائے اور خدا کی محبت مین اپنا مال
والسائلين وفى الرقاب واقام الصلوة	رشتہ دارون کو یتیمون کو محتاجون کو اور
واتى الزكوة والموفون بعهدهم	مسافرون کو اور سوال کرنے والون کو۔ اور
اذا عاهدوا والصابرين فى البأساء	گردنین آزاد کرتے ہین وے۔ اور نماز پڑھے
والضراء وحين البأس ط اولئك	اور زکوٰۃ دے۔ اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کو
الذين صدقوا ط واولئك هم	پورا کرنے والے ہون۔ اور تندرستی اور بیماری اور
المتقون ۝	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے یہی
(پارہ (۲) سورہ بقر۔ ع ۱۶)	لوگ ہین جو علما سچے اور یہی متقی ہین۔

پس جو اصحاب ناقص الایمان تھے وہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ کے مصداق کیونکر ہوسکتے ہین جنکے نفاق وشقاق کے بارے مین متعدد آیات واحادیث کتب صحاح وغیرہ مین موجود ہین چنانچہ حدیث اصحابی جو اصح الکتب بعد کلام الباری۔ بخاری مین ہے۔ جسکے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہین۔ تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

حدیث اصحابی کہ اصحاب کو فرشتۂ عذاب جہنم کی طرف لے جائینگے

الا وانہ یجاء برجال من امتی — حضرت ابن عباس سے مروی ہے (رسول اللہ نے
فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول — فرمایا) آگاہ ہو بیشک میری امت سے کچھ لوگ لائے
یارب اصحابی فیقال انک — جائینگے۔ پھر ان کو جانب شمال پکڑ کر لیجائینگے تو
لاتدری ما احدثوا بعدک — مین کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہین پس خدا کی
فاقول کما قال العبد الصالح — طرف سے خطاب ہوگا کہ اے رسول تم کو ان باتون
وکنت علیہم شہیدا ما دمت — کی کیا خبر ہے جو تمہارے بعد ان لوگون نے احداث
فیہم فلما توفیتنی کنت — کی ہین۔ پس مین کہونگا جیسا عیسی نے کہا تھا کہ
انت الرقیب علیہم وانت علی کل — مین اپنی زندگی مین انپر داروغہ رہا اور بعد میرے
شئ شہید فیقال ان ہؤلا — تو ان کا نگران رہا اور تو ہر شی پر قادر ہے پس
لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم — خدا کی طرف سے خطاب ہوگا۔ اے رسول جب سے
منذ فارقتہم (تحفہ ص۲۴۳) — تم ان لوگون سے جدا ہوے یہ برابر مرتد ہوتے رہے۔

یہ حدیث مخصوص اُن اصحاب سے متعلق ہے۔ جو رات دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہتے تھے بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ خدا و رسول کی مخالفت اور احکام رسالت و نبوت مین شبہات و اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ علامہ عبد الکریم شہرستانی ملل و نحل مین تحریر فرماتے ہین۔

رسول اللہ کے حرکات پر اصحاب معترض ہوتے تھے

فہذا ما کان فی زمانہ علیہ السلام — جناب رسول خدا صلعم کے زمانہ مین حضرت
وہو علی شوکتہ وقوتہ وصحۃ بدنہ — کی شان و شوکت کی وجہ سے منافق لوگ بظاہر اسلام
والمنافقون یخادعون فیظہرون الاسلام — کا دعوے کرتے تھے چنانچہ اُن کا نفاق انکے افعال
ویبطنون النفاق وانما یظہر نفاقہم — سے ہر وقت ظاہر ہوتا تھا یعنی منافقین آنحضرت کے

فی کل وقت بالاعتراض علی حرکاته	حرکات وسکنات پر معترض ہوا کرتے تھے اور
وسکناته فصارت الاعتراضات کالبزور	یہ اعتراض مثل تخم روز بروز ترقی پذیر ہو کر
وظهر منها الشبهات کالزروع (ملل ونحل ص۱)	باعث اختلافات کثیرہ ومذاہب مختلفہ کے ہوئے

حدیث اصحابی کی تائید

اور حدیث اصحابی کی تائید اُن احادیث نبوی سے بخوبی ہوتی ہے جسمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احداث اور بدعات سے جو آپ کے بعد صحابہ سے سرزد ہونے والی تھین پیشین گوئی فرمائی تھی اگرچہ بعض احادیث آیات محکمات جلد اول مین درج کی گئی ہین تاہم کچھ اس موقع پر بھی پیش کرتے ہین ملاحظہ فرمائین :-

پہلی جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے جو خطبہ بمقام غدیر خم زبان مبارک سے فرمایا تھا جس کو سید شہاب الدین احمد نے جو علماء اکابر اہلسنت سے ہین اپنی کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل مین لکھا ہے جس کے بعض جملہ یہ ہین :-

فقال اتقوا الله ایها	اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو
الناس حق تقاته ولا تموتن الا	مگر یہ کہ حالت اسلام مین اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام
وانتم مسلمون واعلموا ان	چیزون پر احاطہ کیئے ہوے ہے اور قریب ہے کہ میرے
الله بکل شیء محیط وانه	بعد کچھ قومین ہونگی جو جھوٹی باتین میری طرف
سیکون من بعدی اقوام	منسوب کرینگی اور لوگ اُن کے جھوٹ کو قبول
یکذبون علی فیقبل	کر لینگے۔ حالانکہ معاذ اللہ جو مین خدا کی طرف
منهم ومعاذ الله ان	سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالون۔ اور
اقول علی الله الا الحق	سوائے امر راست کے اُس کے حکم کے خلاف کچھ اور
او انطق بامره الا الصدق	کہون۔ اور سوائے اُس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے

وما امرکم الا ما امرنی بہ ولا
ادعوکم الا الی اللہ وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون فقام
الیہ عبادۃ بن الصامت فقال و
متی ذاک یا رسول اللہ ومن ھؤلاء
عرفناھم لنحذرھم فقال اقوام
قد استعدوا لنا من یومھم وسیظھرون
لکم اذا بلغت النفس منّی ھھنا
واومأ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم
الی حلقہ فقال عبادۃ اذا کان ذلک
فالی من یا رسول اللہ فقال صلی اللہ
علیہ وبارک وسلم علیکم بالسمع والطاعۃ
للسابقین من عترتی والاخذین
من نبوتی فانّھم یصدونکم عن الغیّ
ویدعونکم الی الخیر وھم اھل الحق
ومعادن الصدق یحیون فیکم الکتاب
والسنۃ ویجتنبونکم الالحاد والبدعۃ
ویقمعون بالحق اھل الباطل لا یمیلون مع الجاھل
ایھا الناس ان اللہ خلقنی وخلق اھل بیتی من طینۃ

میں تمھین کوئی اور حکم دون اور بجز خدا کی طرف کے اور
کسی چیز کی طرف مین تم کو نہین بلاتا اور جو لوگ ظالم
ہین وہ بہت جلد معلوم کرینگے کہ ان کی جاے بازگشت
کیا ہے۔ پس عبادہ ابن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا
یارسول اللہ یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہین اُن کو
ہمین شناخت کرا دیجیے۔ تاکہ ہم اُس سے بچین۔
سرور عالم نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہین جو ابتدا ہی سے میرے
دشمن ہین اور جب میری جان (حلق مبارک کی طرف اشارہ)
کرکے) یہانتک پہونچے گی۔ اُسوقت ظاہر ہون گے
عبادہ نے کہا جب ایسا وقت آئے تو ہم کسکی طرف رجوع
کرین۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اُنکی پیروی کرنا جو میری
عترت مین سے سبقت کرنیوالے ہین میری پیغمبری کا
علم لینے والے ہین اور وہی تم کو یقینا گمراہی سے باز رکھینگے
اور نیکی کی طرف دعوت کرینگے اور یہی اہل حق اور
معدن صدق ہین۔ کتاب سنت کو تم لوگون مین زندہ
رکھینگے الحاد و بدعت سے تم کو بچائین گے اور حق کے
ذریعے اہل باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل
کیطرف میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو خدا نے مجھکو اور
میرے اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا۔ اور اُس سے

لم یخلق منہا غیرہا کنا اول من ابتداء
من خلقہ فلما خلقنا نور بنورنا
کل ظلمۃ واحیی بنا کل طینۃ

(۲۳۲ غدیر چاپ لکھنو جزء ثانی نصف آخر)

اور کسی کو پیدا نہین کیا۔ سب سے پہلے ہم وہ لوگ ہین کہ
جنکے سبب سے خلقت واقع ہوئی۔ اور جب خدا
ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے ہر تاریکی کو روشن
کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات بخشی۔

احادیث نسبت تعداد صحابہ

دوسری

عن عبادۃ سیلی امورکم من بعدی
رجال یعرفونکم ما تنکرون و
ینکرون علیکم ما تعرفون فلا طاعۃ لمن
عصی اللہ وعند ابی بکر بن ابی شیبۃ من
طریق ازہر بن عبد اللہ عن عبادۃ رفعہ
سیکون علیکم امراء یامرونکم بما لا تعرفون و
یفعلون ما تنکرون فلیس لاولئک علیہم طاعۃ

بہت قریب ہے کہ ایسے لوگ بعد ہمارے خلیفہ ہون
جو ان باتون کو تبسیح بتائین جس کو تم اچھا جانتے ہو
اور اچھا بتائین بری بات کو۔ پس نہین طاعت ہے
اسکی جو نافرمانی کرے خدا کی۔ اور عبادہ سے روایت ہے
کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قریب ہے تمپر ایسے امیر مقرر ہون جو
اچھے کو برا۔ اور برے کو اچھا بتائین۔ انکی طاعت تمپر
واجب نہین ہے۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۲۳)

تیسری

وعن اسامہ بن زید قال اشرف النبیؐ
علی اطم من اطام المدینۃ فقال ہل
ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری
الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر۔

صفحہ ۱۳۷ (ایضا)

یعنی حضرت نے ایک قلعہ سے جو مدینہ مین تھا نیچے
دیکھا۔ اور فرمایا کہ تم بھی دیکھتے ہو جو مین دیکھ رہا ہون
کہا نہین۔ حضرت نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہین کہ
فتنہ لوگون کے گھرون مین اس طرح گر رہے ہین
جس طرح آب باران

چوتھی

عن ابن عمر انہ سمع النبیؐ یقول لا ترجعوا
بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب
بعض (ایضاً صفحہ ۲۱۶)

ابن عمر راوی ہین کہ مین نے حضرت سے یہ
فرماتے سنا کہ ہمارے بعد ایسا نہو کہ تم لوگ پھر کفر
کی طرف پھر جاؤ کہ بعض بعض کو قتل کرین۔

پانچوین — اذا فتحت علیکم فارس والروم — جب فارس وروم تمپر فتح ہوگا تو کونسی قوم ہوجاؤگے

ای قوم انتم قیل نکون کما امر الله — کہا جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے اسکے مطابق عمل

قال اوغیر ذلك تنافسون ثم — کرینگے حضرت نے فرمایا اسکے خلاف عمل کروگے تنافس کروگے

تتحاسدون ثم تتدابرون ثم — پھر حسد کروگے پیچھے پھروگے پھر بغض کروگے۔ پھر

تتباغضون ثم تنطلقون فی مساکن — مہاجرین کے گھرون مین گھسکر ایک دوسرے کی

المهاجرین فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض — گردن پر سواری کروگے۔

مر۔ ۵۔ عن ابن عمر ص ۲۹ (ایضاً ص ۲۲۵)

چھٹی — عن علی قال قال رسول الله صلی — جناب سالتماب نے جناب امیر سے پوچھا کہ

الله علیه وسلم یا علی کیف انت اذا — یا علی تمہارا کیا حال ہوگا اسوقت کہ لوگ آخرت سے

زهد الناس فی الاخرة ورغبوا — منہ موڑینگے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے

فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما — میراث کو بالکل ہضم کرڈالینگے اور مال سے پوری

واحبوا المال حبا جما واتخذوا — محبت کرینگے دین خدا مین اپنا دخل دینگے اور

دین الله دخلا ومال الله دولا فقلت — مال خدا کو اپنی دولت بنالینگے۔ جناب امیر نے عرض کی

اترکهم وما اختاروا واختار الله ورسوله — یا حضرت مین چھوڑ دونگا ان لوگون کو جو کچھ وہ لوگ اختیار کرین گے

والدار الاخرة واصبر علی مصائب الدنیا — اور مین خدا ورسول کو اختیار کرونگا اور دار آخرت

وبلوائها حتی الحق بك انشاء الله — کو اور مصائب بلائے دنیا پر صبر کرونگا یہانتک کہ آپسے

قال صدقت اللهم افعل ذلك به — ملحق ہون انشاء اللہ حضرت نے فرمایا سچ کہا یا اللہ

(الثقفی فی الاربعین) — ایسا ہی کرنا (اس روایت کو حافظ ثقفی نے

(ص ۶۹ جلد ۶ کنز العمال ایضاً ص ۲۲۵) — اربعین مین روایت کیا ہے)

تاریخ اسلام اسپر شاہد ہے کہ بدعات و احداث جو اُنکے دلون مین نہان تھے وہ واقعہ غدیر خم کے وقت سے عیان ہونے لگے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم کے احکام سے سرتابی اور نافرمانی کا ظہور وقت مرض الموت آنحضرت صلعم سے ہی ہونے لگا تھا۔ جیسا کہ لشکر اسامہ سے عدول حکمی کی وصیت مین مزاحم ہوے حدیث ثقلین سے اعراض کرکے آل رسولؐ سے منحرف ہوگئے۔ رسول اللہ کی آنکھ بند ہوتے ہی جو رستم کے دروازے کھل گئے بنت رسول اللہؐ کے حقوق ضبط کئے۔ خانۂ زہرا کے جلانیکا قصد کیا امور شریعت مین خلاف احکام خدا و رسول اپنے قیاس کو دخل دیکر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا۔ مثل متعۃ النساء و متعۃ الحج وغیرہ وغیرہ قرآن جلا دیئے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی حدیثین مٹائی اور جلائی گئین۔ اِن کے مٹانے مین اسقدر جدّوکد کی گئی کہ بذریعہ فرمان اشاعت بند کی گئی۔ اگر کسی بندۂ خدا نے حدیث بیان کی تو اُسکو درّے لگائے گئے کسی کو قید کیا۔ سنت رسولؐ کی بجائے سیرت شیخین جاری ہوگئی۔ اگرچہ ہم اصحاب ثلاثہ کے حالات جو منافی ایمان ہین حسب اقوال علمائے اہلسنت بہت کچھ اس سے پہلے لکھ آئے ہین مگر اس جگہ بھی بعض وہ امور جو مخصوص شریعت سے متعلق ہین درج کرتے ہین جن سے اِن کے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بری بات سے

پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

ذکر قتل مالک بن نویرہ بعہد خلافت اوّل

ذکر قتل مالک بن نویرہ

کتب سیر و حدیث اہل سنت مین ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر بامارت خالد بن ولید۔ مالک بن نویرہ۔ اور اس کی قوم کے قتل کو بھیجا ان پر یہ الزام لگایا کہ مالک نے اپنی قوم کو زکوٰۃ دینے سے روکا۔ خالد مع لشکر جب وہان پہونچے تو مالک اور اس کی قوم کو پابند شریعت پایا مگر اسپر بھی خالد نے بہت بیدردی سے مالک اور اسکی قوم والون کو قتل کرادیا۔ اور ان کے سر دن کا چولھا بنا کر کھانا پکوایا۔ اور خالد نے زوجۂ مالک سے

جو حسینہ و جمیلہ تھی عقد کر لیا اور بلا لحاظ عدت ہم بستر ہوے۔ با این ہمہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد پر حد جاری نہ کی بلکہ مالک کے بھائی کو بیت المال سے دیت دلوا دی۔ حالانکہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اگرچہ صحابہ کبار نے جن مین حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ان دونون باتون پر حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے خالد سے فرمایا اگر ہم خلیفہ ہوتے تو ضرور قصاص لیتے۔"

جناب شاہ صاحب نے۔ بعد تسلیم صحت واقعہ حضرت ابوبکر اور خالد کو بچانے مین جو سعی اور کوشش کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے اسکا اقتباس یہ ہے :-

قول شاہ صاحب خالد کی تائید مین

بعد استماع خبر وحشت اثر وفات پیغمبر — پیغمبر صلعم کی وفات کی خبر سنکر مالک بن نویرہ نے

مالک بن نویرہ صد قاتیکہ از قوم خود گرفتہ بود — جو صد قات اپنی قوم سے لئے تھے انکو واپس

برآنہا رد نمود۔ وگفت بارے از موت این شخص — کر دیے اور کہا تم نے خلاصی پائی۔ اسپر خالد نے اسکے

خلاص شدید۔ خالد حکم فرمود کہ اورا بہ قتل رسانند — قتل کا حکم دیا جب یہ خبر مدینہ پہونچی تو خالد کے

چون این خبر بہ مدینہ منورہ رسید وازین حرکت — اس فعل پر ابو قتادہ انصاری بگڑے اور دار الخلافت

خالد ابو قتادہ انصاری برآشفتہ بدار الخلافتہ — مین آکر خالد کو خاطی بتایا اور عمر بن خطاب نے

آمد وخالد را تخطیہ نمود۔ وعمر بن خطاب اول — بھی پہلے مالک کے قتل کو بیجا سمجھا تھا مگر جب

وہلہ ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد چون — ابوبکر صدیقؓ نے خالد کو اپنے پاس بلا کر یہ حال

ابوبکر صدیقؓ خالد را بحضور خود طلبیدہ۔ ماجرا من — دریافت کیا تو پوری حقیقت معلوم ہونے پر خالد کو

وعن ظاہر شد در ہیچ کتاب معتبر نیست کہ خالد — بیخطا سمجھ کر اُس سے کچھ تعرض نہ کیا اور یہ بات کسی معتبر کتاب

ہمان شب با آن زن صحبت داشت واین زن — مین نہین ہے کہ اُس شب خالد زوجہ مالک سے ہم بستر ہوا

را مالک از مدتے مطلقہ ساختہ محبوس داشتہ بود بنا بر رسم جاہلیت — نیز ایک عرصہ سے مالک اُسکو طلاق دیچکا تھا اور بعد طلاق

وبرائے دفع ہمین رسم فاسد این آیہ نازل شدہ — دینے کے محبوس رکھا تھا اسی رسم کے دور کرنیکیلئے یہ آیت نازل ہوئی

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلاتعضلوهن (وقتیکہ طلاق بدہید زنان را پس رسند بعدت خود پس مانع نکنید ایشان را از عدت او منقضی شدہ بود نکاح او حلال گشت بہمین جہت خالد انتظار عدت دیگر نہ کشید (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۶۳)

(کہ جب تم اپنی عورتون کو طلاق دیچکو اور اپنی عدت پوری ہو چکی) تھی اس لئے نکاح خالد نے کیا وہ حلال ہوا اور اس نے دوسری عدت کا انتظار نہین کیا۔

سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود اما شبہہ ارتداد او بلا ریب در ذہن خالد جا گرفتہ بود جواب دیگر ابوبکر صدیق خلیفہ رسول ص بود نہ خلیفہ شیعہ وسنی او را بہ فرمائش و خواہش ایشان کار کردن نمیرسد بلکہ موافق سنت پیغمبر ابوبکر بیت مالک ہم از بیت المال دہانید اگر توقف ابوبکر در قصاص مالک قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در قصاص عثمان بطریق اولے قادح باشد بتیقن قصاص مالک بن نویرہ از خالد آن وقت بر ورثہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثہ مالک طلب قصاص میکردند و ہرگز طلب ورثہ او ثابت نہ شدہ (تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

اور ہم نے مانا کہ مالک مرتد نہین ہوا تھا مگر خالد کو اس کے مرتد ہونے کا شبہہ ضرور ہوا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوبکرؓ صدیق خلیفہ رسول تھے نہ خلیفہ شیعہ وسنی کہ حسب فرمائش اور خواہش انکے عمل کرتے بلکہ موافق سنت پیغمبرؐ عمل کیا اسپر بھی ابوبکر نے دیت مالک کی بیت المال سے دلادی اگر مالک کے قصاص مین توقف کرنے سے خلافت ابوبکر پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو اُنسے زیادہ حضرت امیرؑ مورد الزام ہوتے ہین جنھون نے عثمان کے قصاص مین توقف کیا تھا۔ اور خالد سے مالک کا قصاص لینا ابوبکر پر اس وقت واجب تھا کہ اگر ورثہ مالک طالب قصاص ہوتے۔ حالانکہ اس کے ورثا ہرگز طالب قصاص نہین ہوے

تردید قول

حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام کتب اہل سنت مثل تاریخ خمیس و استیعاب و تاریخ طبری و تاریخ کامل

وفیات الاعیان وکنز العمال وروضۃ الاحباب وروضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

عن ابن ابی عون وغیرہ ان
خالد بن الولید ادعی ان مالك
بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ
فانکر مالك ذلك وقال انا علی
الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشهد له
ابو قتادة وعبد الله بن عمر فقدمه
خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی
فضرب عنقه وقبض خالد امرأته
ام متمم فتزوجها فبلغ عمر بن
الخطاب قتله مالك بن نویرة
وتزوجه امرأته فقال لابی بکر
انه قد زنی فارجمه فقال ابو بکر
ما کنت لارجمه تاول فاخطاء
وقال انه قد قتل
مسلما فقتله قال
ما کنت لاقتله تاول
فاخطاء قال فاعزله

یعنی خالد نے دعوے کیا کہ مالک بن نویرہ
مرتد ہوگیا ہے اور یہ دعوے کسی ایسے کلام کی بنا پر
تھا جو خالد کے کانون تک پہونچا تھا پس مالک
نے اُسکا انکار کیا۔ اور کہا مین تو اِسلام پر
قائم ہون مین نے اپنے مذہب مین کوئی تغیر و
تبدّل نہین کیا ہے۔ ابو قتادہ وعبداللہ بن عمر
نے اسکے اسلام کی شہادت بھی دی۔ مگر خالد نے
نہ مانا ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا۔ اسنے مالک کا
سر قلم کر دیا اور خالد نے زوجۂ مالک ام متمم پر (اسیدن)
قبضہ کر لیا۔ واقعات کی اطلاع ہوتے ہی عمر بن خطاب
ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ خالد نے زنا کا ارتکاب
کیا ہے۔ لہذا اِسکو سنگسار کرا دو۔ ابوبکر نے کہا مین
ایسا نہین کر سکتا (اُسکا قصور ہی کیا ہے) اُسنے
ایک مسئلہ مین (مجتہدانہ) تاویل کی لیکن رائے
خطا کر گئی تب عمر نے کہا کہ خیر اُسنے ایک مسلمان کو
تو قتل کیا ہے پس اسکو معمول طریق سے قتل کرا دو ابوبکر
نے کہا مین یہ بھی نہ کرونگا کیونکہ اُسنے تاویل کی اور خطا ہوگئی

قال فاعزله قال ما کنت لاشیم سیفا سلہ اللہ علیھم ابدًا

کنز العمال کتاب الامارۃ والخلافۃ

پھر کیون قتل کرون۔ عمر نے کہا کہ اچھا یہی کرو کہ اُسکو معزول کر دو۔ ابوبکر نے کہا کہ مین ہرگز اُس تلوار کو میان مین نہ رکھون گا جس کو خدا نے کفار پر کھینچ رکھا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف مین ہے:۔

قال لما توفی رسول اللہ ﷺ و استخلف ابوبکر وکفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ فقال ابوبکر لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونہا الی رسول اللہ ﷺ لقاتلتھم علی منعھا

جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوے اور عرب مرتد ہوگئے تو عمر بن الخطاب نے ابوبکر سے کہا کیونکر ان لوگون سے مقاتلہ کروگے حالانکہ رسول اللہ فرماتے تھے مین مامور ہوا ہون کہ لوگون سے مقاتلہ کرون یہانتک کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کہین پس جس نے یہ کلمہ کہا تو اُسکے نفس نے اور مال نے مجھ سے پناہ لی اسکا مستحق وہی ہے حساب اسکا اللہ پر ہے۔ ابوبکر نے کہا ضرور جہاد کرونگا اُس شخص سے جو زکوٰۃ اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کریگا پس بتحقیق زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر مجھے منع کرینگے اس سے جو رسول اللہ کو دیا کرتے تھے تو مین ان کو زکوٰۃ نہ دینے پر قتل کرون گا۔

(از تشیید المطاعن صفحہ ۲۸)

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ "صلّ علیھم ان صلوٰتک سکن لھم" کی جو تفسیر کی ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو اِس زکوٰۃ کا استحقاق بھی نہ تھا۔

احتج مانعوا الزکوٰۃ فی زمان	زمانہ ابوبکر مین اس آیت سے یہ دلیل
ابی بکر الصدیق بھذہ الایۃ وقالوا	پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ؐ کو
اللہ تعالیٰ امر الرسول باخذ الصدقات	صدقات کے لئے یہ حکم دیا کہ اُن پر صلوٰۃ بھیجین
ثم امرہ ان یصلی علیھم وذکر ان	کہ صلوٰۃ موجب اُن کے نفوس سکون کا ہے پس گویا کہ
صلوتہ سکن لھم فکان وجوب الزکوٰۃ	زکوٰۃ کا وجوب سکون حاصل ہونے کی شرط ہے
مشروطا بحصول ذلک السکن ومعلوم	اور ظاہر ہے کہ سوائے رسول خدا کے ؐ اُن کا
ان غیر الرسول لا یقوم مقامہ فی حصول	قائم مقام اِس سکون کو حاصل نہین کر سکتا
ذلک السکن فوجب ان لا یدفع الزکوٰۃ	پس واجب ہے کہ سوائے رسول ؐ کے کسی کو زکوٰۃ
الی احد غیر الرسول۔	نہ دی جائے۔

اب اِن تمام روایتون کو جناب شاہ صاحب کے قول سے ملائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ اِن روایتون سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اور جناب شاہ صاحب کیا فرماتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب کا یہ قول

عمر بن الخطاب در وھلہ اوّل	پہلے عمر نے یہی سمجھا تھا کہ قتل بیجا ہوا مگر بعد ازان
ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد و من بعد	قائل ہوگئے کہ جو کچھ صدیق نے کیا عین صواب
معترف گردید کہ ہر چہ صدیق بعمل آورد عین	اور حق تھا جس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ
حق بود و دلیل واضح برین آنکہ عمر ابن الخطاب	باوصف اس کے عمر حد جاری کرنے اور قصاص
باوصف آن شدتیکہ در اجراے حدود و استیفاے	لینے مین بہت ہی سخت تھے لیکن اپنے
قصاص داشت در زمان خلافت خود ہرگز	زمانہ خلافت مین خالد سے نہ متعرض ہوے

تعرض احوال خالد نشد نہ حد د نہ قصاص گرفت — متعرض ہوے نہ حد جاری کی نہ قصاص لیا۔

ملل ونحل کی اِس عبارت کے خلاف ہے۔

الخلاف السابع فی قتال مانعی الزکوٰۃ فقال قوم لا نقاتلهم وقال قوم بل نقاتلهم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا رسول الله لقاتلتهم علیه ومضی بنفسه الی قتالهم ووافقه الصحابة باسرهم وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافته الی رد السبایا والاموال الیهم واطلاق المحبوسین منهم۔ ..... انتهی۔

ساتوان اختلاف مانع الزکوٰۃ کی لڑائی مین ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ہم ہرگز کافرون کی مثل اُنسے جنگ نہ کرینگے۔ اور دوسرون نے کہا کہ ہم جنگ کرینگے یہان تک کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو اُن زمینون سے کہ جو رسول اللہ کو اُنھون نے دی ہین منع کرینگے تو ضرور مین اس سے لڑائی کرونگا۔ اور لڑائی کا پس نفیس حکم دیا اور کل صحابہ نے اُن کی موافقت کی اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ مین قیدی اور اموال اُن کے طرف لوٹائے گئے

اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر اپنے عہد خلافت مین بھی اسبات پر قائم تھے کہ خالد نے مالک کو حالت اسلام مین قتل کیا۔ چنانچہ تاریخ خمیس دیار بکری جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ و استیعاب ابن عبد البر و فیات الاعیان ابن خلکان۔ تاریخ کبیر طبری۔ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی طبقات ابن سعد۔ کنز العمال جمع الجوامع اور کتب تواریخ وطبقات وغیرہ مین حضرت فاروق کا یہ قول خالد بن ولید کی نسبت ہے کہ

قتلت امرأ مسلماً ثم نزوت علی امرأته والله لارجمنك باحجارك

(اے خالد!) تونے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اور پھر اسکی زوجہ سے مرتکب فعل حرام کا ہوا واللہ مین تجھ کو سنگسار کرونگا۔

حضرت عمر رضؓ منجملہ دیگر مطاعن ایک طعن یہ بھی ہے کہ باوجود اُس امر کے ثبوت کی کہ خالد نے مالک کو بگناہ قتل کیا۔ مگر انھون نے اپنے عہد خلافت مین خالد سے قصاص نہ لیا۔ شاہ صاحب موصوف کے اِس قول کی بھی۔

قول شاہ صاحب کہ ورثار مالک بن نویرہ طالب قصاص شدند

قصاص مالک از خالد آنوقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثار مالک طلب قصاص می کردند و ہرگز طلب قصاص ورثار ثابت نہ شد۔

تردید روضۃ الاحباب کی اِس عبارت سے ہوتی ہے۔

تردید قول بالا

برادر مالک متمم بن نویرہ نیز بمدینہ آمد صورت واقعہ را بعرض صدیق رسانید و طلب خون برادر و التماس رد سبایا ہائے خویش کرد عمر خطاب متمم را امداد و اسعاد نمودہ با ابوبکر گفت کہ شمشیر خالد بر اہل اسلام کشیدہ شد صدیق فرمود تا دیت مالک را از بیت المال بدادند و سبایاے قوم مالک را تسلیم برادر وے کردند

(جلد دوم صفحہ ۲۸)

مالک کا بھائی متمم بن نویرہ آیا اور سب واقعہ حضرت ابوبکر سے بیان کیا اور اپنے بھائی کا خون بہا طلب کیا اور مال غنیمت و اپس مانگا حضرت عمر نے متمم کی درخواست کی حمایت اور اعانت کی اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ خالد کی تلوار مسلمانون پر چلی ہے صدیق نے فرمایا کہ بیت المال سے دیت دیدی جائے اور غنیمت جو مالک کے لوگون سے لے لیگئی ہے واپس دیدیجائے۔

حضرت شاہ صاحب کا یہ فرمانا۔

"در ہیچ کتب معتبرہ نیست کہ خالد ہمان شب آن زن صحبت داشت"

علامہ قوشجی کے اِس قول کے برعکس ہے

حیث قتل مالك بن نويره وهو مسلم طمعا فی التزويج بامرأته لجمالها ولذلك

یعنی جب مالک بن نویرہ کو قتل کیا حالانکہ وہ مسلمان تھا اور اسکے قتل کا یہ تھا کہ اس کی زوجہ حسینہ و جمیلہ تھی جس سے

تزوج بها من لیلته وضاجعها۔ جس سے مالک نے اسی شب عقد کیا اور ہم بستر ہوا۔

جناب شاہ صاحب کا حضرت ابوبکر کی جانبداری اور حمایت مین یہ ارشاد

اگر توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ کے قصاص لینے مین ابوبکر نے

نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیرؑ توقف کیا اور انکی خلافت پر الزام ہو تو حضرت امیرؑ کا

در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولیٰ قادح باشد توقف عثمان کے قصاص لینے مین نہایت درجہ قادح ہوگا

حضرت کی عقیدتمندی پر دلالت کرتا ہے اسلئے کہ وہ کون قاتل جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہ کون سی شہادت ثبوت جرم کی پیش ہوئی تھی جس کے لینے اور حکم قصاص صادر فرمانے مین ان جناب نے توقف فرمایا۔

اب ناظرین پر تمکین۔ مورخین۔ محدثین اہل سنت کی روایتون کو جو دربارۂ قتال اہل اسلام و قتل مالک بن نویرہ۔ ان لوگون نے بیان کی ہین ملاحظہ کرین کہ جناب شاہ صاحب خالد کے مالک کو بیگناہ قتل کرنے اور دیگر مقتولان اہل اسلام کے سرون کا چولھا بنانے اسپر دیگ رکھ کر کھانا پکانے۔ انکے اہل وعیال کو مثل کفار اسیر کرنے۔ اور زوجۂ مالک سے زنا کرنے وغیرہ وغیرہ خطاؤن کی کس شد و مد سے پردہ پوشی کر کے حضرت ابوبکرؓ کی حمایت کرتے ہین۔ اور باوجودیکہ خالد کے قصاص اور حد پر صحابہ کا اجماع تھا مگر حضرت صدیقؓ نے کچھ التفات نہ فرمایا۔ بلکہ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا کیا تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۸ مین تو یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو اس مضمون کے خط بھی لکھے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خط بنام خالد

(۱) فان اظهره الله عليهم انشاء الله تعالىٰ وامكنه منهم فليقتلهم بالسلاح وليحرقهم بالنار ص۱۴۵ ج ۲ خمیس

یعنی اگر خدا ان لوگون پر ایسی ظفر دے تو چاہیئے کہ سب کو قتل کر ڈالے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اور آگ سے جلا ڈالے۔

(۲) ان اظفرك الله باهل اليمامة

اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو

فایاك والابقاء علیهم اجهز علی جریحهم واطلب مدبرهم واحمل اسیرهم علی السیف وهوّل فیهم القتل واحرقهم بالنار وایاك ان تخالف امری والسلام علیك (ص ۲۰۹ ج ۲ تاریخ خمیس)

کسی کو زندہ نہ چھوڑو اور بھاگے ہوئے کا تعاقب کرو۔ زخمی کو ہلاک کرو قیدیون کو قتل کرو۔ اور سب کو آگ سے جلا ڈالو۔ خبردار میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

آخر ایسا ہی ہوا کہ خالد نے سب کو آگ سے جلوا دیا۔ جیسا کہ تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۱ مین ہے

وفی کتاب الزهری ثم لحقوا اصحاب طلیحة فقتلوا واسروا وصاح خالد لایطبخن رجل قدرا ولا یسخنن ماء الا اثفیة راس رجل وامر خالد بالحظائر ان تبنی ثم اوقد فیها النار ثم امر بالاسری فالقیت فیها والقی یومئذ حامیة بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وهو الذی کان رسول الله صلی الله علیه وسلم استعمله علی صدقات قومه

خالد نے حکم دیدیا تھا کہ جو شخص کھانا پکائے یا پانی گرم کرے تو اسکو چاہیئے کہ کسی آدمی کے سر کا چولھا بنائے اور خالد نے بڑے حظیرے بنوائے اُس مین آگ روشن کی پھر سب قیدیون کو انمین ڈالدیا حامیہ بن سبیع بن خشخاش اسدی جس کو رسول اللہ نے اپنی قوم کے صدقہ کو وصول کرنے پر حاکم بنایا تھا وہ بھی اس حظیرہ مین ڈال دیا گیا۔ (ص ۲۰۰ تاریخ خمیس ج ۲)

فجارۃ سلمی کو جلادینا

حضرت ابوبکرؓ نے فجارہ سلمی کو بھی اسوجہ سے کہ اُسنے آپ کی اطاعت نہین کی جلوا دیا۔ حالانکہ وہ بھی صحابی تھا کہ آواز بلند کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا جل گیا۔ جیسا کہ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہے۔

ثم سار حتی لحق بالفجاءة السلمی واسمه ایاس بن عبد الله بن عبد یالیل فاسره وانفذه الی ابی بکر فلما قدم به الیه اوقد له نارا وامر به فقذف فیها حتی احرق۔

یعنی جب فجار سلمی گرفتار کرکے لایا گیا تو ابوبکر نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے اور وہ اُس مین زندہ ڈلوا دیا گیا۔ یہان تک کہ جل گیا۔

کسی کا مسئلہ پوچھنا

یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ مین بھی ہے ۔

حضرت خلیفہ صاحب صوف کا مسائل فقہ مین یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو آپ دوسرون سے دریافت کرتے تھے ۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۶۶ مین ہے ۔

قال میمون بن مهران جاء اعرابی	میمون بن مہران راوی ہے کہ ایک اعرابی
الی ابی بکر رضی الله عنه فقال انی اصبت	ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے فلان فلان
من الصید کذا وکذا فسئل ابوبکر رضی الله	جانورون کا شکار کیا آپنے ابی بن کعب سے
عنه ابی بن کعب فقال الاعرابی اتیتك	پوچھا اس اعرابی نے کہا کہ مین تو آپ سے دریافت
اسئلك وانت تسئل غیرك	کرتا ہون اور آپ دوسرون سے پوچھتے ہین ۔

ایک ضعیفہ کا مسئلہ پوچھنا

ایک ضعیفہ نے جو کسی کی دادی تھی آپکے پاس آکر کہا کہ میری میراث دلادو مگر خلیفہ صاحب اس مسئلہ سے لاعلم تھے ۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲ مین ہے ۔

ان الجدة جاءت الی ابی بکر تلتمس	کسی کی دادی ابوبکر کے پاس آئی اور درخواست
ان تورث فقال ما اجد لك فی کتاب	کی کہ میری میراث دلادو ۔ آپنے فرمایا کتاب خدا
الله شیئا وما علمت ان رسول الله صلی	مین تو تیرے سوال کے بارے مین کوئی حکم
الله علیه وسلم ذکر لك شیئا ۲۰-۳۷	نہین ہے اور نہ رسول اللہ نے کچھ فرمایا ۔

یہ جواب سنکر وہ ضعیفہ دوسرون سے پوچھتی پھری آخر مغیرہ اور محمد بن سلمہ نے خلیفہ صاحب سے کہا کہ رسول اللہ نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے اسپر اسکو چھٹا حصہ دلادیا گیا یہ روایت وضاحت سے ازالۃ الخفا صفحہ ۳۱ - مقصد دوم مین بھی ہے اور وہ یہ ہے :-

عن الزهری قال جاءت الی ابی بکر	زہری کہتا ہے کہ ابوبکر کے پاس ایک دادی
جدّة امّ اب او امّ امّ فقالت	یا نانی نے آکر کہا کہ میرا پوتہ یا نواسہ مرگیا ہے

ان ابن ابنی اوابن ابنتی
توفی ویلغنی ان لی نصیبًا
فمالی۔ فقال ابوبکر ما سمعت
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم
قال فیھا شیئًا وساسئل
الناس فلمّا صلی الظھر فقال
ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی الجدّۃ شیئًا
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا
قال اعطاھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سدسا۔ قال ایعلم ذالک
احد غیرک فقال محمد بن مسلمۃ
صدق فاعطاھا ابوبکر السدس فجاءت
الی عمر مثلھا فقال ما ادری ما سمعت
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیھا شیئا وسأسئل الناس فحدثوہ
بحدیث المغیرۃ بن شعبۃ ومحمد
بن مسلمۃ فقال عمر ایتکما
خلت بہ فلھا السدس

اور مجھے خبر ملی ہے کہ اُسکے مال متروکہ مین میرا
حصہ ہے پس بتائیے میرا حصہ کس قدر ہے ابوبکر
نے کہا کہ مین نے نہین سنا کہ رسول اللہ صلعم نے
جدّہ کے بارے مین کچھ کہا ہو۔ عنقریب مین لوگون
سے پوچھون گا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو لوگون
سے پوچھا کہ تم لوگون مین سے کسی نے سنا ہے کہ
رسول اللہ نے جدّہ کے حصہ کے بارے مین کچھ
ارشاد فرمایا ہے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مین نے
سنا ہے ابوبکر نے پوچھا وہ کیا ہے۔ مغیرہ نے
کہا کہ رسول خدا نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا ہے
ابوبکر نے کہا سوا تمھارے کوئی دوسرا شخص بھی یہ جانتا
ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مغیرہ نے سچ کہا ہے۔
پس ابوبکر نے اس جدہ کو چھٹا حصہ دلوادیا پھر عمر
کے پاس اسی عورت کے مانند ایک عورت آئی عمر
نے کہا مین نہین جانتا مین نے رسول اللہ سے جدہ
کے بارہ مین کچھ نہین سنا عنقریب مین لوگون سے
پوچھونگا۔ تب عمر نے لوگون سے مغیرہ اور مسلمہ کی
حدیث بیان کی پس عمر نے اس عورت سے کہا کہ
تم دونون سے جو تنہا ہوگی اسکے واسطے چھٹا حصہ ہے

فان جمعتما فهو بینکما — پس اگر دونون موجود ہون گی تو وہی چھٹا حصہ

(ازالۃ الخفا صہ۳۱ مقصد دوم) — تم دونون مین تقسیم ہوگا۔

(چہارم) حضرت ابوبکر نے ایک سارق کی نسبت حکم صادر فرمایا کہ اسکے دہنے ہاتھ کی عوض بایان ہاتھ کاٹو امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ پہلے مرتبہ کے چوری مین بایان کاٹنا خلاف اجماع ہے

(پنجم) اللہ جل شانہ ایام حج مین زدوضرب وگالی گلوج اور لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتا ہے۔

الحج اشہر معلومات فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

(پ۲ سورۃ البقرۃ ع ۹)

حج کے مہینہ سب کو معلوم ہین (شوال ذیقعدہ ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینون مین اپنے اوپر لازم کرلے تو (احرام سے احرام) آخر تک نہ عورت کے پاس جاے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ جھگڑے۔

مگر صواعق محرقہ مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے زمانہ حج مین احرام باندھنے کے بعد اپنے غلام کو مارا یہ حال تفسیر درمنثور مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے

واخرج الحاکم وصححہ عن اسماء بنت ابی بکر قالت خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجاجا وکانت زاملتنا مع غلام ابی بکر فجلسنا ننتظر حتی تاتینا فاطلع الغلام یمشی ما معہ بعیرہ فقال ابوبکر این بعیرک۔ قال ضللنی اللیلۃ فقام

حاکم نے اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی ہے اسنے بیان کیا کہ ہم سب رسول اللہ کے ہمراہ حج کرنے کی غرض سے گئے۔ اور میرے باپ کا غلام بھی میرے ہم سفر تھا پس سب اطمینان سے بیٹھ گئے اور ادھر اُدھر دیکھتے تھے یہانتک کہ وہ ہمارے پاس آئے پس غلام پیدل آیا کہ اسکے ساتھ اُسکا اونٹ نہین تھا پس اُس سے حضرت ابوبکر نے دریافت کیا کہ اونٹ کیا ہوا۔ کہا آجکی شب کھو گیا یہ سنکر

ابوبکر یضربہ ویقول بعیر واحد — حضرت ابوبکر اُس کو مارنے لگے اور کہتے جاتے تھے

اضلك وانت رجل فما یزید رسول اللہ — کہ ایک اونٹ تجھ سے کھویا گیا حالانکہ تو مرد ہے

صلی اللہ علیہ وسلم علی ان تبسم وقال — پس رسول اللہ نے آواز سے کہا کہ اے لوگو ذرا دیکھو

انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع (جلد اول صفحہ ۴۲) — اس احرام باندھنے والیکو کہ کیا کر رہا ہے۔

حضرت ابوبکر دشنام دہی کے عادی تھے

حضرت افضل الصحابہ حسب عادتِ زمانہ جاہلیت گالی دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفا مین ہے

کانا ابوبکر سبابا — یعنی ابوبکر بڑی گالیان دینے والے تھے۔

نیز مدارج رکن چہارم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۹ مین ہے۔

صلح حدیبیہ کے وقت عروہ بن مسعود ثقفی نے جو زمرۂ کفار سے تھا۔ آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ لوگ قابل بھروسہ نہین ہین اور نہ ذی عزت ہین۔ ان سے امید نہ رکھئے کہ یہ کسی مشکل کے وقت آپکے کام آئینگے۔ حضرت ابوبکر کو یہ کلمہ ناگوار گذرا۔ اور اسکے بتون کو گالیان دینے لگے۔

یہ روایت شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبی جلد اوّل صفحہ ۳۳۱ مین لکھی ہے جس کے آخر الفاظ یہ ہین ملاحظہ ہو۔

عروہ نے کہا محمد اگر لڑائی کا رُخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اُڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکر کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ گالی دیکر کہا کیا ہم بھاگ جائینگے۔

اور عروج الاسلام جلد ۸ صہ ۳۹ مین ہے۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ انصار مین سے کسی ایسے شخص کو امیر لشکر مقرر کیجیے جو اسامہ سے عمر مین بڑا ہو۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر کہ بیٹھے ہوئے تھے اُچھل پڑے اور حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا۔ کہ۔ تیری ماں تجھے روئے۔

حالانکہ اللہ جل شانہ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم

پ سورۃ انعام رکوع ۱۳

اور یہہ (مشرکین) جنکی اللہ کے سوا (خدا سمجھکر) عبادت کرتے ہین انہین تم برا نہ کہو ورنہ یہہ لوگ بھی خدا کو بے سمجھے عداوت سے بُرا کہہ بیٹھین گے

حالات حضرت عمرؓ

حضرت عمر نے متعہ کو حرام کیا

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین بخلاف احکام خدا و رسولؐ اپنی رائے اور قیاس کو دخل دے کر امور شریعت مین تغیر و تبدل کیا۔ از آنجملہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد جناب رسول مقبول صلعم جاری تھے اُن کو محض اپنی رائے سے یہہ فرما کر۔

گو خدا اور رسول نے اجازت دی ہے مگر مین ان دونون کو منسوخ کرتا ہون

حرام ٹھہرا دیئے۔ حالانکہ متعۃ الحج حسب آیہ کریمہ۔

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج — جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے

اور متعۃ النسا بروے آیۂ شریفہ۔

فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ ط پ۵۔ سورۃ النسا ع — جن عورتون سے تم نے متعہ کیا تو اُنہین جو مہر معین کیا ہے دیدو۔

اقوال مفسرین اہلسنت

جائز تھے۔ اور تفاسیر اہلسنت مین مثل تفسیر کبیر۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر کشاف تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر طبری۔ صحیح مسلم یعنی شرح بخاری۔ و دیگر کتب ازالۃ الخفا وغیرہ مین بھی ہے کہ دونون مُتعہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے لیکر تا نصف عہد خلافت خلیفہ دوم جاری رہے۔ مگر پھر حضرت عمر نے دونون حرام ٹھہرا دیئے۔ اس بارہ مین کثرت سے روایتین۔ اور تفسیرین ہین۔

چنانچہ۔ از آنجملہ دو چار اقوال اس جگہ نقل کئے جاتے ہین۔

(۱) علامہ ابن القیم زاد المعادمین دربارۂ متعتہ الحج فرماتے ہین۔

ویدل علی ان ذلك رای محض لاینسب الی انه مرفوع الی النبی صلی الله علیه وسلم ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه لما نهی عنها قال له ابو موسیٰ الاشعری یا امیر المومنین ما احدثت فی شان النسك فقال ان ناخذ بکتاب ربنا فان الله یقول و اتموا الحج والعمرة وان ناخذ بسنة رسول الله فان رسول الله لم یحل حتی نحر فهذا اتفاق من ابی موسی وعمر علی ان منع الفسخ الی المتعة وارادة احرام بها ابتداء انما هو رای من عمر احدثه فی النسك ولیس عن رسول الله صلعم وان استدل له بما استدل به ابو موسی کان یفتی الناس بالفسخ فی خلافة ابی بکر کلها صدرا من خلافة عمر حتی فاوض عمر فی نهیه عن ذلك واتفقا علی انه رای احدثه عمر فی النسك ثم صح عنه الرجوع عنه

یعنی دلیل اسکی کہ یہہ محض رائے عمر تھی نہ یہہ کہ حضرت کی کوئی حدیث ہو جب عمر نے اسکی ممانعت کی تو ابو موسی اشعری نے کہا یہ تم نے کہان سے نئی بدعت نکالی ہے حج کے بارہ مین عمر نے کہا اگر کتاب چاہتے ہو تو واجح والعمرۃ ہے اگر سنت رسول چاہتے ہو حضرت اس وقت تک محل نہ ہوتے جبتک نحر نہ کر لیتے۔ پس ابو موسی و عمر کا اتفاق ہے کہ یہہ رائے عمر ہے جسکو انھون نے احداث کیا یا رسول اللہ کا حکم ایسا نہین ہے۔ اگرچہ استدلال مین کچھ ہی پیش کیا جاے یہی وجہ ہے کہ ابو موسیٰ اسی مطابق فتوی دیتے تھے۔ زمانہ ابو بکر مین اور ابتدائے خلافت عمر مین جب عمر نے اس پر اصرار کیا تو ابو موسیٰ نے بھی اُن کی رائے سے اتفاق کر لیا۔ جس سے معلوم ہوا یہہ عمر کی نئی ایجاد تھی یعنی ذاتی رائے۔

(۲) وکان ابن عباس یذهب الی ان الایة محکمة ورخص فی نکاح المتعة روی عن ابی نضرة قال سألت ابن عباس عن المتعة

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہہ آیت منسوخ نہین ہے اور متعہ کی اجازت دیتے تھے ابو نضرہ نے ابن عباس سے متعہ کے بارہ مین

فقال اما تقرء فی سورة النساء فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمی قیل لا اقرء هکذا قال ابن عباس هکذا انزل الله ثلث مرات

پوچھا تو انھون نے کہا کیا تم سورۂ نساء مین "فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّٰی" نہین پڑہتے۔ اس نے کہا ہم اس طرح نہین پڑہتے اس پر ابن عباس نے تین مرتبہ فرمایا کہ اسی طرح خدا نے نازل کیا ہے۔

(در تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۰۹)

تیسری۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۷ مین تحریر فرماتے ہین۔

واما عمران بن الحصین فانه قال نزلت اٰیة المتعة فی کتاب الله ولم ینزل بعدها اٰیة تنسخها وامرنا بها رسول الله صلی الله علیه وسلم وتمتعنا بها معه ومات ولم ینهنا عنه ثم قال رجل برایه ما شاء واما امیر المومنین علی ابن ابیطالب رضی الله عنه فالشیعة یروون عنه اباحة المتعة وروی محمد بن جریر الطبری فی تفسیره عن علی بن ابیطالب رضی الله عنه انه قال لولا ان عمر نهی الناس عن المتعة ما زنی الا شقی

عمران بن حصین کہتے تھے کہ آیہ متعہ نازل ہوا۔ کتاب اللہ مین اُس کے بعد کوئی آیہ ناسخ اُس کا نہین نازل ہوا رسول اللہ نے اُس کا حکم دیا اور آپ کے معیت مین ہم لوگون نے متعہ کیا اور حضرت نے وفات پائی۔ اور اُس سے منع نہ کیا۔ پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کیا اور امیر المومنین علی ابن ابیطالب سے شیعہ روایت کرتے ہین حضرت جواز متعہ کا حکم دیتے تھے اور محمد بن جریر طبری امام اہلسنت نے اپنی تفسیر مین حضرت علی ابن ابیطالب سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے اگر عمر متعہ سے منع نہ کرتے تو بجز شقی کے کوی زنا کا مرتکب نہ ہوتا۔

(چوتھی) امام موصوف پھر فرماتے ہین

الحجة الثالثة ما روی ان عمر رضی الله عنه

یعنی تیسری دلیل جواز متعہ کی یہہ ہے کہ حضرت عمر نے

قال علی المنبر متعتان کانتا محللتین فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا انهی عنهما

منبر پر کہا دو متعہ عہد رسول اللہ مین بحکم شریعت جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین یعنی

متعة الحج ومتعة النكاح وهذا منه تنصيص على

متعۃ الحج اور متعۃ النکاح اور یہہ کلام حضرت عمر

ان متعة النكاح كانت موجودة فی عهد رسول الله

نص ہے اسپر کہ دونون متعہ بحکم رسول جاری تھے

صلی الله علیه وسلم وقوله وانا انهی عنهما يدل على

اور عمر کا کہنا کہ ہم دونون کو منع کرتے ہین دلالت

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نسخ وانما عمر

کرتا ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

هو الذی نسخ واذا ثبت هذا فقوله هذا الكلام

منسوخ نہین کیا۔ بلکہ عمر نے منسوخ کیا تو جب یہہ

يدل على ان حل المتعة كان ثابتا فی عهد

ثابت ہوا کہ وہ عہد رسول اللہ مین جاری تھا تو وہ

الرسول صلی الله علیه وسلم وانه حليل لسائر

عمر کے کہنے سے کیسے منسوخ ہو سکتا ہے۔ یہی وہ

ما نسخ وانه ليس ان ناسخ الناسخ هو المرفوع اذا ثبت

دلیل ہے جس سے عمران بن حصین نے استدلال

هذا وجب ان لا يصير منسوخا ما كان ثابتا فی زمن الرسول

کیا۔ اور کہا کہ خدا نے قرآن مجید کے ایک آیہ مین اسکو

صلی الله علیه وسلم وما نسخه الرسول فيمتنع ان يصير منسوخا

جائز کیا۔ اور دوسرا آیہ ناسخ نازل نہین ہوا۔ اور

بناسخ عمر وهذا هو الحجة التی احتج بها عمران بن الحصين حيث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور منع نہین

قال ان الله تعالى انزل فی المتعة آيتين ونسخها بآية ثالثة ولم ينزل

کیا۔ اس کے بعد ایک شخص (عمر) نے اپنے دل سے

صلی الله علیه وسلم بالمتعة ولم ينه عنها ثم قال رجل برايه ما شاء يريد

جو چاہا کہا۔

ان عمر نهى عنها ایضا صفحہ ۲۰۰

قول امام فخر الدین رازی۔

(پانچوین) امام موصوف نے اسی پر قناعت نہین کی بلکہ حرام ٹھہرانے والے کی نسبت کفر کا لفظ لکھا ہے۔

الحجة الثانية روى عن عمر رضی الله عنه انه قال فی خطبته

یعنی جواز متعہ کی دوسری دلیل یہہ ہے کہ عمر نے

متعتان كانتا على عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم

مجمع صحابہ مین منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ

انا انهی عنهما واعاقب علیهما ذکر هذا الکلام فی
مجمع الصحابة ولم انکر علیه احد فالحال ههنا
لا یخلو اما ان یقال انهم کانوا عالمین بحرمة المتعة
فسکتوا او کانوا عالمین بانها مباحة ولکنهم
سکتوا علی سبیل المداهنة او ما عرفوا اباحتها
ولا حرمتها فسکتوا لکونهم متوقفین فی ذلک
والاول هو المطلوب (والثانی) یوجب
تکفیر عمر و تکفیر الصحابة لان من علم ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم حکم باباحة المتعة ثم قال
انها محرمة محظورة من غیر نسخ لها فهو کافر باللہ
ومن صدقه علیه مع علمه بکونه مخطئا کافر فکان
کافرا ایضا وهذا یقتضی تکفیر الامة وهو
علی ضد قوله کنتم خیر امة تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ ۲۸۶

میں جاری تھے اور ہم دونوں سے منع کرتے ہیں اس
کلام کو عمر نے مجمع صحابہ میں کہا تھا اور کسی نے انکار نہیں
کیا تو اب تین حال سے خالی نہیں ایک یہہ کہ وہ
سب جانتے تھے کہ متعہ حرام ہے اس وجہ سے سکوت
کیا اور یہی مطلوب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتے تھے
کہ یہہ جائز ہے اور مباح ہے مگر بہ سبیل سہل انگاری
سکوت کیا تو عمر کا اور ان صحابہ کا کفر لازم آتا ہے۔
جنھوں نے سکوت کیا۔ کیوں کہ جس کو معلوم ہوا کہ
رسول اللہ نے اس کو مباح کیا۔ اور پھر وہ کہے کہ
یہہ حرام ہے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق
کرے باوصفیکہ جانتا ہو کہ وہ خاطی ہے تو وہ
بھی کافر ہے۔ اس سے تمامی امت کی تکفیر لازم
آتی ہے اور یہہ خلاف آیہ کنتم خیر امة کے ہے۔

ان اقوال کے ساتھ آیۂ کریمہ۔

یاایها الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبات
ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب
المعتدین
(پ ۷ - س مائدہ ع ۲)

اے ایمان والو جو پاک چیزیں تمھارے لیے حلال
کی گئی ہیں اُن کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے
زیادہ نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے زیادہ بڑھ جانے
والوں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔

غرض باوجودیکہ علمائے مفسرین حضرت عمر کا احکام خدا و رسول میں دخل دینے اور متعۃ الحج و متعۃ النساء

حرام ٹھہرانے سے مقرہین مگر پھر بھی صحابہ کی محبت مین اسقدر راسخ الاعتقاد ہین کہ جو آیہ کریمہ۔

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی — جب خدا اور اُس کا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کردین
اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ — تو کسی مومن اور مومنہ کو اُس کے کسی معاملہ مین
من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ — کوئی اختیار نہین ہے۔ اور جو خدا اور اُس کے
فقد ضل ضلالا مبینا (پ۲۲۔ س احزاب) — رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے۔

کے مصداق ہون ان کو" خیر امۃ" بتا کر اونکی بدعتون سے چشم پوشی کرتے ہین۔

معالم التنزیل صفحہ ۵۵۲ مین روایت ہے۔

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر من — ابن عمر راوی ہین۔ حضرت نے فرمایا اے وہ لوگ
امن بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تفتنوا — جو زبان سے ایمان لائے ہین اور دل ایمان سے
المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع — خالی ہین مسلمانون کو فتنہ مین نہ ڈالو اور اُن کے
عورات المسلمین یتبع اللہ عورتہ فیفضحہ — راز فاش نہ کرو اگر کوئی ایسا کریگا تو خدا اُسکو رسوا
ولو فی جوف رحلہ — کریگا۔ اگرچہ وہ اپنے گھر مین ہو۔

تفسیر کبیر مین ہے کہ حضرت عمر نے افشاء راز کیا

لیکن حضرت عمر کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا جیسا کہ تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۶۰۹ مین ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الشجرۃ المبیتۃ — ابن عباسؓ راوی ہین کہ مراد شجرہ سے بنی امیہ ہین
یعنی الحکم بن ابی العاص قال ورای رسول اللہ — یعنی حکم بن ابی العاص اور ابن عباس کہتے ہین
صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ان ولد مروان — کہ رسالتمآبؐ نے خواب مین دیکھا بنی مروان آپکے
یتداولون منبرہ نقصہ ویاہ علی ابی بکر وعمر — منبر پر چڑھتے ہین۔ اس خواب کو آپ نے حضرت
وقد خلا فی بلیۃ معہما فلما تفرقوا سمع — ابوبکر وعمر سے تخلیہ مین بیان کیا۔ پس جبکہ وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم یخبر — لوگ متفرق ہوگئے تو رسولخداؐ نے حکم کو سنا کہ

بروایارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد — خواب رسولخدا کا بیان کر رہا ہے تو بہت غصہ

ذلک علیہ واتھم عمر فی افشاء سرہ — ہوئے اور عمر کو افشائے راز مین متہم کیا۔

حضرت ابوبکر و عمر کا تجسس و غیبت کرنا

حضرت ابوبکر و عمر بدگمانی و تجسس اور غیبت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ خداوند متعال نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔

یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من — اے ایماندارو بہت سے گمان بد سے بچو کیونکہ بعض

الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا — بدگمانی گناہ ہے اور آپس مین ایک دوسرے کے

یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان — حال کی ٹوہ مین نہ رہا کرو اور نہ تم مین سے ایک دوسرے

یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ط — کی غیبت کرے کیا تم مین سے کوئی اس بات کو پسند

واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم — کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے

پ ۲۶ س حجرات — تم تو اس سے (خود) نفرت کرو گے اور خدا سے

ع ۲ — ڈرو بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

صاحب درمنثور نے اس آیت کا شان نزول انہین حضرات کے حق مین بتایا ہے وہ یہہ ہے۔

واخرج الحکیم الترمذی فی — حکیم ترمذی نوادر الاصول مین یحیی بن کثیر سے روایت

نوادر الاصول عن یحیی ابن — کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم ایک مرتبہ سفر مین تھے۔

ابی کثیر ان النبی اللہ صلی اللہ — اور حضرت ابوبکر و عمر آپکے ہمراہ تھے ان صاحبون نے

علیہ وسلم کان فی سفر ومعہ — کسی کو گوشت لانیکی غرض سے رسول اللہ صلعم کے

ابوبکر وعمر فارسلوا الی رسول اللہ — پاس بھیجا حضرت نے فرمایا کہ کیا تم لوگ گوشت سے

صلی اللہ علیہ وسلم یسئلوہ — سیر نہین ہوئے اونہون نے کہا کہ کہان سے سیر ہوتے

لحما فقال اولیس قد ظللتم — پس قسم بخدا ہمنے کتنے ہی دنون سے گوشت دیکھا بھی نہین

من اللحم شباعا قالوا من این فوالله — حضرت نے فرمایا کیا تم نے فلان شخص کی نعیبت
مالنا باللحم عهد منذ ایام — کرکے اُس کا گوشت نہین کھایا۔ اوضون نے کہا
فقال من لحم صاحبکم الذی ذکرتم — یارسول اللہ ہم نے تو ناہی کیا کہ وہ ضعیف ہے
قالوا یا نبی الله انما قلنا انه لضعیف — ہماری کچھ اعانت نہین کرتا حضرت نے فرمایا یہی
ما یعیننا علی شئ قال ذلك فلا — ہیں نکھو پس وہ شخص واپس آیا اور جو کچھ حضرت نے
تقولوا فرجع الیهم الرجل فاخبرهم — فرمایا اوسکی خبر دی راوی کہتا ہے پھر ابوبکر آئے
بالذی قال فجاء ابوبکر فقال یا — پس اوضون نے کہا اے نبی خدا میرے کانون کو
نبی الله طاء علی صماخی واستغفر لی — روندے اور میرے لیے استغفار کیجیے حضرت نے
ففعل وجاء عمر فقال یا نبی الله — استغفار فرمایا اور عمر آئے اور اوضون نے کہا
طاء علی صماخی واستغفر لی — اے نبی خدا میرے کان کو روندے اور میرے
ففعل جلد ۵ — لیے استغفار کیجیے پس حضرت نے استغفار کیا اس
صفحہ ۹۵ — خیال سے توبہ کرتا ہون۔ یہی عمر نے بھی کہا

مہر گران بند کرنا

عورت کے مہر کے بارہ مین آپ احکام الٰہی کے خلاف حکم صادر فرماتے تھے جیسا کہ تفسیر مدارک مین بہ ذیل آیۂ شریفہ (واتیتم احدیهن قنطارا) ہے :-

قال عمر علی المنبر لا تغالوا — یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا کہ تم لوگ اپنی عورتون
بصدقات النساء فقالت امرأة — کے مہر کو گران نہ کرو۔ پس ایک عورت نے کہا کہ ہم
انتبع قولك ام قول الله واتیتم — تمہارے قول کی پیروی کرین یا خدا کے قول کی کہ
احداهن قنطارا فقال عمر — اُس نے فرمایا ہے اگرچہ تم اُن مین سے ایک کو بہت سا
کل احد اعلم من عمر تزوجوا — مال دے چکے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ

علی ماشئتم۔ عالم ہے جسقدر مہر پر چاہو نکاح کرو۔

غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا

اللہ جل شانہ بغیر اذن صاحب خانہ اُن کے گھرون مین جانا یا گھرون مین دیوار پھاند کر جانا منع فرماتا ہے۔

ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقیٰ واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (پ ۲ س بقر ع ۸)

اور کوئی اچھی بات نہین ہے کہ گھرون مین پچھواڑے سے (پھاند کر) آؤ بلکہ نیکی اُس کی ہے جو پرہیزگاری کرے۔ اور گھرون مین اُن کے دروازون کی طرف سے آئے اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

مگر جناب خلافت مآب حضرت عمر اغیار کے گھرون مین دیوار پھاند کر گھس جاتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

وعن ثور الکندی ان عمر بن الخطاب کان یعس بالمدینۃ من اللیل فسمع صوت رجل فی بیت تیغنی فتسور علیہ فوجد عندہ امرأتہ وعندہ خمر فقال یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک و انت علی معصیتہ فقال وانت یا امیر المؤمنین لا تعجل علی ان اکن عصیت اللہ واحدۃ فقد عصیت فی ثلاث قال ولا تجسسوا وقد تجسست و قال وأتوا البیوت من ابوابھا

ثور کندی راوی ہین کہ عمر نے کہا ہم مدینہ مین رات کو گلی کوچہ مین چھپکر گشت لگایا کرتے تھے۔ ایک رات ایک گھر مین پہونچے جہان سے گانیکی آواز آرہی تھی۔ ہم دیوار پھاند کر اُسکے مکان مین گئے دیکھا کہ اُس شخص کے پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی۔ ہم نے کہا اے دشمن خدا تو جانتا تھا کہ خدا تجھے چھپائیگا حالانکہ تو اسکی معصیت پر ہے اس نے کہا اے امیر المومنین آپ مجھپر جلد ی کیجیے کیونکہ اگر مین نے خدا کا ایک گناہ کیا ہے تو تم نے تین گناہ کئے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ کسی کا تجسس نہ کرو مگر تم نے تجسس کیا۔ دوسرے اللہ فرماتا ہے کہ گھرون مین اُسکے دروازہ سے آیا کرو

وقد تسورت علی ودخلت علی بغیر — اور تم دیوار پھاند کر میرے گھر مین چلے آئے۔
اذن قال الله تعالیٰ لا تدخلوا — میرے خدا کا حکم ہے کہ کسی گھر مین داخل نہو جبتک کہ
بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا — اجازت نہ لے لو اور صاحب خانہ کو سلام کرو تم بلا اجازت
علی اهلها قال عمر فهل عند کم — میرے گھر مین داخل ہو گئے عمر نے کہا اگر ہم تم کو معاف
من خیر ان عفوت عنك قال نعم — کر دین تو کیا تم بھی ہم کو معاف کر دگے اُس نے کہا ہان
فعفا عنه وخرج وترکه — پس اوس نے بخش دیا اور عمر وہان سے چلے آئے
ازالۃ الخفا مقصد اول ص۲۴۰ از فتح الرحمن — اور اوسکو چھوڑ دیا۔

حضرت عمر کا تیمم سے نماز پڑھنا منع کرنا

قرآن مجید مین تیمم کے بارہ مین یہہ آیت ہے۔

وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء — اگر تم مریض ہو یا سفر مین ہو۔ یا آئے کوئی تم مین سے
احد منکم من الغایط او لامستم النساء فلم — جائے ضرور سے یا صحبت کرو عورتون سے۔ اور تم کو
تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا — پانی نہ میسر ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرو اور اپنے منہ اور
فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ان الله کان — ہاتھون پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو بیشک خدا معاف
عفوًا غفورا (پ۵۔ سورہ نساء۔ ع۷) — کرنیوالا ہے اور بخشش والا ہے۔

یہہ حکم سورہ مائدہ مین بھی ہے بخلاف اسکے حضرت عمر تیمم سے نماز پڑھنے کو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز نہ پڑھو جیسا کہ بخاری۔ مسلم۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ معانی الاثار طحاوی۔ استذکار شرح موطا۔ کنز العمال۔ اور ازالۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ مین ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم مع ترجمہ یہہ ہے۔

ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت — ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا کہ مین جنب
فلم اجد ماء فقال لا تصل — ہون اور پانی نہین ملتا۔ آپنے فرمایا کہ نماز نہ پڑھ۔

فقال عمار اما تذکر یا امیر المومنین اذانا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد ماء فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت فی التراب وصلیت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ ثم تمسح وجھک وکفیک فقال عمر اتق اللہ یا عمار فقال ان شئت لم احدث بہ

عمار نے کہا ای امیر المومنین وہ وقت یاد کیجیے کہ مین اور آپ دونون ایک لڑائی مین تھے۔ اور ہم دونونکو غسل کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ملا اُس وقت آپنے تو نماز نہ پڑھی۔ اور مین خاک مین لوٹا اور نماز پڑھی اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو زمین پر دونون ہاتھ مار کر پھونکنا اور اپنے ہاتھون سے مسح منہ کا اور دونون پشت دست کا کرنا کافی تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ عمار خدا سے ڈرو۔ عمار نے کہا اگر آپکی یہی مرضی ہے تو مین نہین بیان کرتا۔

شبلی صاحب کا قول۔

ہر چند کہ مولوی شبلی نعمانی صاحب نے حضرت عمر کی مسائل فقہ مین بہت کچھ صفت و ثنا کی ہے مگر بعض مسائل مین دیگر اصحاب کو صواب پر اور حضرت عمر کو خطا پر بتایا ہے۔ جیسا کہ الفاروق مین ہے۔

لیکن بہت سے ایسے مسائل بھی ہین۔ جن مین دیگر صحابہ نے اُن سے اختلاف کیا اُن مین سے بعض مسائل مین جن صحابہ نے اختلاف کیا وہی حق پر ہین۔ مثلاً تیمم۔ جنابت۔ منع تمتع حج طلقات ثلث وغیرہ مین حضرت عمر کے اجتہاد سے دیگر صحابہ کا اجتہاد زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حصہ دوم (صفحہ ۱۹۷)۔

روایات مندرجہ الفاروق نسبت حضرت عمر

تیمم کے بارہ مین ازالۃ الخفا مین بھی ہے کہ

حضرت عمر نے حکم دیا کہ جو جنب ہو وہ تیمم کر کے نماز نہ پڑھے اگرچہ اس کو ایک مہینہ تک پانی نہ ملے۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول اس جگہ نقل کیا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے مسئلہ میراث کے بارہ مین آپ کے اجتہاد پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

کلالہ کے مسئلہ کو جو ایک دقیق اور نہایت مختلف فیہ مسئلہ ہے اُنھون نے آنحضرت سے اسقدر بار بار دریافت

کیا کہ آپ دق آگئے - اور فرمایا کہ سورۂ نساء کی آخر آیت تیرے لیے کافی ہوسکتی ہے -

قسطلانی نے شرح بخاری مین متعدد حوالے سے نقل کیا ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق حضرت عمر نے (سو) مختلف رائین قائم کین یعنی بعض مسائل کے متعلق ان کو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے نہ قائم کرسکے -

مسند دارمی مین ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق انھون نے ایک تحریر لکھی تھی لیکن مرنے کے قریب اُسکو منگاکر مٹا دیا اور کہا کہ آپ لوگ خود اِسکا فیصلہ کیجیے گا - اسی کتاب مین یہ روایت بھی ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلاکر کہا کہ مین نے دادا کی میراث کی نسبت رائے قائم کی تھی - اگر آپ لوگ چاہین تو اس کو قبول کرین حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی رائے ہم لوگ قبول کرین تب بھی بہتر ہے لیکن ابوبکر کی رائے امین تو وہ بڑے صاحب رائے تھے - اکثر کہا کرتے تھے کاش رسول اللہ تین مسئلون کے متعلق کوئی تحریر قلم بند فرما جاتے - کلالہ - دادا کی میراث - ربا کے بعض اقسام مسائل فقہ کے متعلق اُنکو جو کد و کاوش تھی اُس کے اندازہ کرنے کے لیے ذیل کی مثال کافی ہوگی - ورثاء کے بیان مین خدا نے ایک قسم کے وارث کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے لیکن چونکہ قرآن مجید مین اُسکی تعریف مفصل مذکور نہین ہے اسلیے صحابہ مین اختلاف تھا کہ کلالہ مین کون کون ورثاء داخل ہین حضرت عمر نے خود آنحضرت سے چند بار دریافت کیا اُس پر بھی تسلی نہین ہوئی تو حضرت حفصہ کو ایک یادداشت لکھکر دی کہ رسول اللہ سے دریافت کرنا پھر اپنی خلافت کے زمانہ مین تمام صحابہ کو جمع کرکے اس مسئلہ کو پیش کیا لیکن ان تمام باتون پر کافی تسلی نہین ہوئی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلعم تین (۳) چیزون کی حقیقت بتا جاتے تو مجھکو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی - خلافت - کلالہ - ربا - چنانچہ ان تمام واقعات کو محدث عماد الدین بن کثیر نے صحیح حدیثون کے حوالے سے اپنی تفسیر قرآن مین نقل کیا ہے (الفاروق صفحہ ۱۸۰ حصۂ دوم -

شمس العلماء نے اس کا ذکر نہ کیا کہ اُس یادداشت کے متعلق رسول خدا صلعم نے حضرت حفصہ سے کیا فرمایا تھا -

لہذا ہم بغرض انکشاف کنز العمال کی عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

عن سعید بن المسیب ان عمر سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یورث الکلالۃ قال ولیس قد بین اللہ ذلک ثم قرء وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ الی اخر الایۃ فکان عمر لم یفھم فانزل اللہ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الی اخر الایۃ فکان عمر لم یفھم فقال لحفصۃ اذا رایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب نفس فاسألہ لی عنھا فسالتہ عنھا فقال ابوک ذکرلک ھذا ما اری اباک یعلمھا ابدا فکان یقول ما اری لعلمھا ابدا وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابن ابی ھویۃ و ابن مردویہ وھو صحیح ص۲ جلد ۶

یعنی سعید بن المسیب روایت کرتے ہین کہ عمر نے حضرت سے وراثت کلالہ کو دریافت کیا۔ فرمایا۔ کیا خدا نے اسکو نہین بیان کیا" ان کان رجل یورث کلالۃ" مگر عمر نہ سمجھے تو خدا نے دوسرا آیہ" یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل کیا عمر جب بھی نہ سمجھے تو حفصہ سے کہا جسوقت رسول اللہ کا مزاج خوش پاؤ۔ تو اُس کو دریافت کرنا حفصہ نے اُسی طرح پوچھا حضرت نے فرمایا تمھارے باپ نے تمکو سکھایا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ وہ کبھی اسکو نہ سمجھین گے عمر کہتے تھے جہانتک ہم جانتے ہین یہہ مسئلہ ہمکو نہ معلوم ہوگا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ابن راہویہ ابن مردویہ نے اسکی روایت کی ہے۔

رسول اللہ کی وفات سے انکار۔

کتب اہلسنت مین ہے کہ حضرت عمر رض جناب سولخد اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سنتے ہی مسجد نبوی کے دروازہ پر آکھڑے ہوئے۔ اور تلوار غلاف سے نکالے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ہرگز فوت نہین ہوئے۔ بلکہ خدا نے اِن کو آسمان پر بُلا لیا ہے۔ جو کوئی کہے گا کہ آپ نے وفات کی اسی تلوار سے اُس کی گردن کاٹونگا جب حضرت ابوبکر آئے۔ تو انھون نے فرمایا۔ اے عمر تلوار غلاف مین

رکھو کیا تم نے یہہ آیت نہین پڑھی۔ "انک میّت وانھم میّتون" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اس آیت کا علم نہ تھا۔ اگر تھا تو آنحضرت کی موت کا چھپانا اغراض ذاتی پر دلالت کرتا ہے اور یہہ مومن کا شعار نہین۔

زن حاملہ کو سنگسار کرنا۔

ایک زن حاملہ کے سنگسار کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حاملہ پر حد جاری نہین ہو سکتی۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا "لولا علیٌ لھلک عمر" یہہ حال بہت سی کتابون مین ہے۔ یعنی شرح مواقف استیعاب ابن عبدالبر مکی کنز العمال رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی سراجی شرح فرائض سید شریف مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ صاحب نے اس پر یہہ توجیہ کی ہے کہ۔

عمر را خبر نہ بود کہ این زن حاملہ است و حمل ہیچ چیزے نیست کہ بمجرد دیدن زن توان دریافت کہ حاملہ است مگر بعد از تمام مدت حمل یا قریب بہ تمام و چون حضرت امیر کہ از سابق بحال آن زن و بحاملہ بودنش اطلاع داشت واورا خبردار کردہ (تحفہ صفحہ ۲۰۲)۔

یہی حکم ایک زن مجنونہ کے بارہ مین بھی دیا مگر۔ جناب امیر علیہ السلام اس مین بھی مانع ہوئے۔ اور فرمایا کہ تین (۳) شخصون پر سزا جائز نہین۔ ایک سوتا ہوا جب تک کہ جاگے۔ دوسرا طفل جبتک بالغ ہو تیسرا دیوانہ جبتک کہ صحت پاوے۔

چنانچہ مجنون کے متعلق منجملہ کتب اہلسنت مذکور بالا صرف استیعاب ابن عبدالبر مکی کے عبارت لکھی جاتی ہے جو ذکر اصحاب مین نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۷۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

قول حضرت عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عن سعید ابن المسیب قال کان	سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر ہمیشہ پناہ
عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن	مانگا کرتے تھے ان مشکلون سے جن مین جناب امیرؑ
وقال فی المجنونۃ التی امر برجمھا	نہ ہون اور کہا تھا ایک مجنونہ کے بارے مین جس کے
وفی التی وضعت لستۃ اشھر	سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور اوس عورت کے بارہ مین

فاراد عمر رضی الله عنه رجمها — کہ جس نے چھ مہینے کے حمل سے بچہ جنا تھا پس عمر نے

فقال له علی کرم الله وجهه ان الله — چاہا تھا کہ اوسے سنگسار کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ

یقول وحمله وفصاله ثلثون شهرا — نے فرمایا تحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے وحملہ

الحدیث وقال له ان الله رفع القلم عن — الی اخر الآیۃ جس سے ثابت ہوا کہ حمل

المجنون الحدیث فکان یقول لولا علی — چھ مہینے کا ہوسکتا ہے اور فرمایا جناب امیرؑ نے

لهلك عمر وقد روی مثل هذه — فرمایا خدا نے مجنونوں سے قلم اُٹھا لیا ہے۔ عمر کہا کرتے

القصة لعثمان مع ابن عباس — تھے اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے ایسا ہی قصہ

رضی الله عنهم وعن علی کرم — عثمان کو بھی پیش آیا جسکو ابن عباس نے بتایا انہوں نے

الله وجهه اخذها ابن عباس — اس کی تعلیم جناب امیرؑ سے حاصل کی تھی اور خداوند عالم

والله تعالی اعلم — خوب جاننے والا ہے۔

شاہ صاحب اس کے جواب مین بھی ارشاد فرماتے ہین۔

(کہ) عمر را از حال جنون او اطلاع نبود۔ نزد حضرت عمر آوردند۔ حضرت عمر حکم فرمود کہ اورا سنگسار کنند پس مردم او را کشیدہ مے بردند۔ ناگاہ حضرت علیؑ در راہ در خورد و پرسید کہ این زن را کجا مے برید مردم عرض کردند کہ خلیفہ حکم بر جم او فرمودہ ست حضرت علیؑ آن زن را از دست مردم کشیدہ ہمراہ خود گرفت و نزد عمر آمد و فرمود کہ زن مجنونہ است من این را خوب می دانم پس حضرت عمر رجم او را موقوف نمود تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۰۳۔

یعنی عمر کو اس کے جنون کا علم نہ تھا جب حضرت عمر کے پاس لائے تو انھون نے حکم دیا کہ اسکو سنگ سار کرو۔ آدمی اسکو کھینچ کر لے جا رہے تھے کہ ناگاہ حضرت علیؑ راہ مین ملے پوچھا کہ اس عورت کو کہان لے جا رہے ہو عرض کیا کہ خلیفہ نے اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علیؑ اس عورت کو ان سے لیکر اپنے ہمراہ عمر کے پاس لائے اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے مین اس کو خوب جانتا ہون اس پر حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنا موقوف کیا۔

خلاف عمل رسول اللہ میخور کی سزا مین بیشی

(۳) عہد جناب رسول خدا صلعم مین شراب خوار کو چالیس درّے لگائے جاتے تھے۔

یہی عمل عہد خلافت اوّل تک رہا مگر حضرت عمر نے حسب صلاح عبدالرحمن بن عوف اسّی درے کر دیے جیسا کہ صحیح مسلم جلد (۲) صفحہ ۱۱۰ مین ہے۔

عن انس بن مالك ان النبیؐ	انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی خدمت
اتی برجل قد شرب الخمر فجلده	مین ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرتؐ نے
بجریدتین نحو اربعین قال وفعله	دو ہری لکڑیون سے چالیس تک مارا یہی معمول حضرتؐ
ابوبکرؓ فلما کان عمر	ابوبکرؓ کا رہا لیکن حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ
استشار الناس فقال عبدالرحمن	کیا اپنے زمانہ مین تو عبدالرحمن نے کہا سبک ترین
اخف الحدود ثمانین فامر بہ	حدود اسّی کوڑے ہین پس یہی حکم عمر نے دیا۔
عمرؓ	از مجمع البحرین صفحہ ۳۶۸

دیگر اصحاب بھی شراب پیا کرتے تھے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۳ کہ آیہ کریمہ

یسئلونك عن الخمر والمیسر الایۃ نزلت	یعنی یہ آیہ بجواب سوال عمر و معاذ بن جبل نازل
فی عمر بن الخطاب و معاذ بن جبل۔	ہوا۔

ولید بن عقبہ وحالت نشہ مین نماز

ولید بن عقبہ ایک دن نشہ کی حالت مین نماز فجر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا گئے۔ اور سرور مین آکر فرمایا کیا اور بڑھا دون جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے۔

روزے ولید بن عقبہ بی عاقبتی نمود و جرعہ چند شراب در جوف محراب کشیدہ وقت نماز بام دادا نہ خانہ خود سرخوشان و دامن کشان بیرون آمد و در محراب طاعت بآن حالت بادائے فریضہ قیام نمود و نماز صبح را چہار رکعت گزارد و رو بمردم آورد گفت آیا زیادہ کنم برائے شمار رکعات نماز را جلد (۲) صفحہ ۲۵۲۔

اور معالم التنزیل صفحہ ۹۴ مین ہے۔

روایات منوشی نسبت حضرت عمر

ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض عمالہ ان ارزق المسلمین من الطلاء ما ذھب ثلثاہ وبقی ثلثہ۔

یعنی عمر نے اپنے بعض عمال کو لکھا مسلمانون کو وہ شراب پلایا کرو جس کا دو ثلث جل گیا ہو۔ اور ایک ثلث باقی رہے۔

شراب کا پینا تا دم مرگ نہ چھوٹا۔ چنانچہ ازالۃ الخفامین ہے کہ وقت آخر اپنے غلام سے شراب منگا کر نوش فرمائی۔ مقصد دوم ص ۲۱۹

قال یا یرفا ویحک اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ ھذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ اللہ من جوفک قال ای یرفا ویحک اسقنی لبنا

یعنی اپنے غلام یرفا سے کہا وائے ہو تجھپر مجھے پلا یرفا ایک قدح نبیذ شیرین لایا آپ نے وہ پی لی۔ پھر اپنا شکم چادر سے باندہا۔ جب شراب پیٹ مین پڑی تو زخمون سے بہہ گئی۔ لوگون نے کہا یہہ خون جما ہوا پیٹ مین بھرا تھا۔ خدا نے اسے نکال دیا اس کے بعد دودھ مانگا۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

ایک طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ اور دودھ پلایا اور دونون چیزین زخم کی راہ سے باہر نکل گئین۔

(الفاروق صفحہ ۱۱۱)

حضرت عمر کے نماز روزہ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو امور ملکی و مالی سوچا کرتے تھے روزہ قبل از وقت افطار کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ مین آپ نے مختلف احکام بھی صادر کیے ہین۔ جیسا کہ فتح الباری صفحہ (۲۸۹) مین ہے۔

روزہ قبل از وقت افطار کرنا

واختلف عن عمر فروی ابن ابی شیبہ وغیرہ من طریق زید بن وھب عنہ ترک القضاء

یعنی عمر کا حکم اس بارہ مین مختلف ہے ابن ابی شیبہ وغیرہ تو یہہ روایت کرتے ہین کہ عمر صاحب ایسی حالت مین روزہ قضا نہ رکھتے تھے چنانچہ زید بن وہب

ولفظ معمر عن الاعمش عن زید فقال	راوی ہین عمر سے روزہ کی ترک قضا کے اور معمر نے اعمش سے
یعمر لم نقض واللہ ملیجانفسنا الاثم۔	انہون نے زید سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ واللہ ہم
وروی مالک من وجہ اٰخر عن عمر انہ	قضا نہ کرین گے اور ہم گناہ پر بھی مائل نہین ہوئے۔
قال لما افطر ثم طلعت الشمس	مالک دوسرے طریق سے روایت کرتے ہین کہ عمر کے افطار
الخطب یسیر وقد اجتھدنا۔	کے بعد جب آفتاب نکل آیا تو عمر نے کہا کوئی مشکل نہین
(فتح الباری)	ہے۔ کیونکہ ہم نے کوشش کرلی تھی۔

اس روایت کو جناب شبلی صاحب نعمانی نے بھی لکھا ہے۔

ایک ابر بدلی کی وجہ سے آفتاب کے چھپ جانے کا دھوکہ ہوا۔ حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمودار ہوا۔ لوگ متردد ہوئے عمر نے کہا "الخطب یسیر وقد اجتھدنا" یعنی معاملہ چندان اہم نہین ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کر چکے تھے۔

حالانکہ بخاری مین یہہ روایت موجود ہے۔

عن ھشام بن عروۃ عن فاطمۃ	ہشام بن عروہ فاطمہ بنت المنذر سے روایت
بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر	کرتے ہین، اسماء بنت ابوبکر سے کہ ہم لوگون نے عہد
قالت افطرنا علی عھد النبی صلی اللہ	نبی مین بدلی کے دن مین افطار کیا اس کے بعد
علیہ وسلم فی یوم غیم ثم طلعت الشمس	آفتاب نکل آیا تو کسی نے ہشام سے کہا تو سب کو حکم
قیل لھشام فامروا بالقضاء قال بد من	قضا دیا گیا اور کہا کہ قضا ضروری ہے عمر روایت
قضاء وقال معمر سمعت ھشاما یقول	کرتے ہین ہشام سے مینے سنا کہتے تھے مگر نہ معلوم
لا ادری اقضوا امر لا۔	سب نے قضا کیا یا نہین۔

تفسیر در بارۂ افطار۔

قبل از وقت افطار کے بارہ مین تفسیر در منثور سیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔

اخرج الحاكم وصححه عن ابی امامہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اذ اتانی رجلان فاخذا بضبعی فاتیانی جبلا وعرا فقالا لی اصعد فقلت انی لا اطیقہ فقالا انا سنسہلہ لک فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا انا باصوات شدیدۃ فقلت ما ھذہ الاصوات قالوا ھذا عواء اھل النار ثم انطلقا بی فاذا انا بقوم معلقین بعراقیبھم مشققۃ اشداقھم وتسیل اشداقھم دما قلت من ھؤلاء قال ھؤلاء الذین یفطرون قبل تحلۃ صومھم

تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۲۰۰

یعنی۔ حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہم سوتے تھے دو فرشتہ آئے اور ہمارا بازو پکڑ کر پہاڑ پر لے گیے جو نہایت سخت ناہموار تھا کہا کہ اس پر چڑھو میں نے کہا کہ مجھے اس پر چڑھنے کی طاقت نہین ہے اونھون نے کہا کہ ہم اسکو آپکے لیے سہل کیے دیتے ہین جب ہم وہان پہونچے تو ہم نے سخت آوازین سُنین پوچھا یہہ کیسی آوازین ہین۔ کہا کہ یہہ اہل جہنم کی آواز ہے۔ وہان سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قوم معلق ہے اپنے ایڑیون پر اور گل پھٹے۔ ان کے پھٹے ہوئے ہین اور خون اس سے جاری ہے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین۔ کہا یہ وہ لوگ ہین جو قبل از وقت روزہ افطار کرتے تھے۔

حضرت عمر نے حکم دیا کہ حج کے مہینہ مین عمرہ نہ کرو۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۱۰۴۔

قال عمر افصلوا بین حجکم وعمرتکم فان ذلک اتم لحج احدکم واتم لعمرتہ ان یعتمر فی غیر اشہر الحج۔

عمر نے کہا کہ اپنے حج اور اپنے عمرہ مین فصل کرو کہ یہ زیادہ تمام ہے تم مین سے ایک کے حج کے لیے اور زیادہ تمام اوسکے عمرے کے لیے یہ ہے۔ عمرہ غیر ماہائے حج مین کرے۔

حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر حج مین بتاکید تمام حکم دیا تھا۔ عمرہ اور حج ایک ساتھ

مناسک حج سے ناواقفیت

بجالاؤ۔ حضرت عمر مناسک حج سے واقف نہ تھے چنانچہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۴ مین ہے

سئل عمر عن العمرۃ وھو بمکۃ من — عمر سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص مکہ مین ہو اور عمرہ

ای موضع اعتمر فقال ایت علی ابن — کرنا چاہے تو کہان سے شروع کرے۔ جواب دیا کہ علیؓ

ابی طالب فسلہ فقال علی حیث ابدأت — کے پاس جاؤ حضرت علیؓ نے فرمایا جہان سے شروع کیا

یعنی من میقات ارضہ قال فانی عمر — ہے یعنی جو میقات اسکے اصلی وطن کا ہے وہان سے

فاخبرہ فقال ما اجد لک الا ما قال — احرام باندھنا چاہیے اس نے عمر سے بیان کیا اُنہون نے

علی ابن ابیطالب صدقت ازالۃ الخفا تفضل — کہا ہم بھی تو وہی چاہتے ہین۔ جو حضرت نے کہا۔

حضرت عمر کو یہہ مسئلہ حج معلوم نہ تھا کہ طواف خانہ کعبہ کے پہلے عطر لگانا جائز ہے۔ لہذا آپنے حرمت کا حکم دیا جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۵ مین ہے۔

ان عمر خطب الناس بعرفۃ علمھم — عمر نے عرفہ مین بغرض تعلیم حج خطبہ دیا تو کہا کہ جو شخص

امر الحج فقال لھم فیما قال اذا جئتم — رمی الجمرہ کرے اس پر سب چیزین بجز عورت اور

منی فمن رمی الجمرۃ فقد حل لہ ما حرم — خوشبو لگانے کے حلال ہو جاتی ہین۔ وہ نہ عورتون

علی الحاج الا النساء والطیب لا یمس — کے پاس جائے نہ خوشبو لگائے جبتک طواف

احد نساء ولا طیبا حتی یطوف بالبیت — نہ کرلے۔ مالک نے ایک دوسری روایت مین بھی مثل

مالک فی روایۃ اخری مثلہ الا انہ قال — اسکے روایت کی ہے مگر تحقیق کہ اوسنے کہا ہے جو

من رمی الجمرۃ وحلق او قصر ونحر ھدیا — شخص رمی جمار کرے اور حلق یا تقصیر کرے اور

ان کان معہ فقد حل الحدیث قلت — قربانی نحر کرے اگر اوسکے ساتھ ہو پس وہ محل ہو جائیگا

ترک الفقہاء قولہ والطیب — آخر حدیث تک شاہ صاحب کہتے ہین کہ تمام فقہا نے

لما صح عندھم من حدیث عائشۃ — اس حکم کو ترک کر دیا کیونکہ اِن کے نزدیک حدیث عائشہ

وغیرھا ان النبی تطیب قبل طواف الافاضۃ (ایضاً ص۳۱۸ مقصد دوم)

وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبی صلعم نے قبل زیارت خوشبو لگائی تھی۔

صحابہ سے پوچھنا کہ اگر خلیفہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو کیا سزا دے سکتا ہے؟

وروی عن عمر کان یعس فی المدینۃ ذات لیلۃ فرای رجلا وامرأۃ علی فاحشۃ فلما اصبح قال للناس رأیتم لو ان اماما رای رجلا وامرأۃ علی فاحشۃ فاقام علیھما الحد ما کنتم فاعلین قالوا انما انت امام فقال علیؓ لیس لک ذلک اذا یقام الحد علیک ان اللہ تعالی لم یامن علی ھذا الامر اقل من اربعۃ شھداء ثم ترکھم ما شاء اللہ ان یترکھم ثم سالھم فقال القوم مثل مقالتھم الاولی فقال علی مثل مقالتہ وھذا مشیر الی ان عمرؓ کان متردداً فی ھذہ المسئلۃ

عمر کا بیان ہے کہ ہم رات کے وقت مدینہ میں گشت لگایا کرتے تھے ایک رات ایک مرد و عورت کو فحش کرتے دیکھا صبح کو ہم نے اصحاب سے پوچھا کہ اگر امام کسی مرد عورت کو فحش کرتے دیکھے تو کیا ان پر حد جاری کرسکتا ہے اصحاب نے کہا کہ آپ امام ہیں جو چاہیں کرسکتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم کو یہ حق نہیں دیا گیا۔ اگر ایسا کروگے تو خود تم پر حد جاری کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ خدا نے چار گواہ سے کم کو زنا کے بارہ میں جائز نہیں رکھا۔ عمرؓ نے دوبارہ صحابہ سے یہی سوال کیا۔ صحابہ نے پھر وہی جواب خوشامدانہ دیا اور حضرت علیؑ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ یہ منصب کسی کو نہیں ہے۔ یہ قصہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر اس مسئلہ میں متردد تھے۔

مجلس شوریٰ مقرر کرنا۔

آپ کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر انعقاد مجلس شوریٰ سے خوب روشنی پڑتی ہے جسکا وقت رحلت انتظام فرما گئے تھے۔ اس انتظام سے مقصد یہ تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ ملے۔ آپ نے اس مجلس کے رکنیت کے لیے چھ (۶) اشخاص تجویز کیے۔ اور خلافت کو ان کے درمیان بطریق شوریٰ قرار دیا۔ جیسا کہ۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ و دیگر کتب اہلسنت میں ہے۔

حضرت عمر نے ابو طلحہ انصاری کو طلب کرکے حکم دیا کہ انصار سے پچاس آدمیون کو اپنے ساتھ رکھکر ان چھ آدمیونکو یعنی علیؑ۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد ابی وقاص۔ اور عبد الرحمن۔ کو یہاں کر ایک گھر مین جمع کرو اور تم باشمشیر برہنہ اس گھر کے دروازہ پر کھڑے رہو۔ وہ چھ شخص آپس مین مشورہ کرکے کسی ایک کو خلافت کیلئے منتخب کرین اگر پانچ شخص متفق ہون اور ایک مخالفت کرے تو اوسکو قتل کردو اگر چار متفق ہون اور عبد الرحمن انمین ہون تو انکے قول پر عمل کرو۔ اگر دوسرے تین شخص مخالفت کرین تو وہ تینون قتل کر ڈالے جائین۔ اور تین دن سے زیادہ مہلت نہ دو۔ اگر تین دن گزر جائین اور یہ لوگ کسی کا انتخاب نہ کرین تو سبھون کو قتل کر ڈالو۔

چھ اشخاص اس مجلس کے لیے تجویز کیے۔

قصہ مختصر حضرت کے حکم کے بموجب اُنکی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے دولت خانہ مین مجلس منعقد ہوئی۔ بالآخر حضرت عبد الرحمن کی خاص تدبیر و فکر سے تاج خلافت حضرت عثمانؓ کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔ اس انتظام سے حضرت عمر مورد مطاعن چند ہوے۔

اول - جن حضرات کا انتخاب کیا تھا۔ پہلے تو اُن کے صفات بیان کیے کہ۔ رسولخداؐ ان لوگون سے راضی تھے۔ اور یہہ لوگ خلافت کے اہل ہین مگر پھر خود ہی ہر ایک کے عیب بیان کیے یعنی کسی کو متعصب کہا کسی کو مفسد۔ کسی کو حریص۔ کسی کو شدید۔ کسی کو امت کا فرعون بتایا چنانچہ حضرت طلحہ سے فرمایا کہ رسولؐ خدا تم سے آزردہ تھے۔ حضرت سعد سے کہا کہ تم متعصب اور متکبر ہو۔ حضرت زبیر سے فرمایا تم بدخصلت ہو اور مفسد ہو۔ حضرت عبد الرحمن سے کہا تم ضعیف و عاجز ہو اور اپنی قوم کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت عثمان سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے تو اپنے عزیزون کو مسلط کروگے اور اُن کو بیت المال سے مالامال کردوگے۔ جناب امیر علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ آپ کے مزاج مین مزاح ہے۔

اِن باتون کی تصدیق شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین یون الفاظ فرماتے ہین۔

حضرت عمر نے اور بزرگون کی نسبت جو خوردہ گیریان کین ہم نے اِن کو ادب سے نہین لکھا۔ لیکن اس مین جائے کلام نہین۔ چنانچہ طبری وغیرہ مین اُن کے ریمارک بہ تفصیل مذکور ہین۔ (حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

مجلس شوری پر تنقید۔

دوم ۔آپ نے چار صورتون مین اس جماعت کے قتل کا حکم دیا۔ حالانکہ اختلاف راے کوئی گناہ نہین ہے جسکے سبب سے وہ مستوجب قتل ہون۔ اور خدا اور رسول کا کونسا حکم باستثنا ، جناب امیر علیہ السلام ان پانچ اشخاص کے وجوب اطاعت پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قتل کا باعث ہو۔ حالانکہ یہ حکم قتل بہ نص قرآن حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

سوم ۔جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا۔

اگر آپکے مزاج مین مزاح نہوتی تو خلافت کے لیے آپ بہتر تھے۔ بخدا اگر آپکا ایمان تولین تو تمام اہل زمین کے ایمان سے آپکے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

لیکن وہ تدبیرین کین کہ ان جناب کو خلافت نہ ملے۔

چہارم ۔آپ نے نفس رسول اللہ کے قتل کی تجویز کی جس کی مودت وعداوت جناب رسول اللہ کی مودت عداوت ہے۔

پنجم ۔آپنے اس عہد کو توڑا جس کو بروز غدیر قبول کیا تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو ان الفاظ مین مبارکباد دی تھی "بخ بخ یا علی اصبحت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ ای علی آپ کو کل مومنین ومومنات کی سرداری مبارک ہو"۔ لیکن جو زبان سے کہا تھا اُس پر عمل نہ کیا۔ حالانکہ مومن کی شان بہ نص قرآن یہ ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا کہ وہ جب عہد کرتے ہین تو اُس کو پورا بھی کرتے ہین۔

ششم ۔جناب امیر علیہ السلام کے فضائل ومناقب آپ کو معلوم تھے۔ جس کے خود بھی معترف تھے۔ باین ہمہ حکم دیا کہ عبد الرحمن کی اطاعت کرو۔ حالانکہ یہ جانتے تھے کہ وہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی اور داماد ہین۔ اور حضرت عثمان کی طرفداری کرین گے۔ ان کی اطاعت جناب امیر علیہ السلام پر اس حد تک قرار دی کہ اگر ان کی رائے کی مخالفت کرین تو قتل ہون۔

اس موقع پر وہ مکالمہ جو امیر معاویہ اور ابن حصین سے ہوا تھا جسکو علامہ شہاب الدین المعروف

ابن عبدربہ اندلسی نے اپنی مشہور کتاب عقد الفرید مین لکھا ہے لایق غور ہے جسکا خلاصہ ترجمہ یہ ہے۔

زیاد نے ابن حصین کو معاویہ کے پاس بطور وفد روانہ کیا کہ وہ وہان چند روز رہے۔ ایک شب معویہ نے ان سے تنہائی مین بات چیت کرنی شروع کی۔ اور کہا ہم نے سنا ہے کہ تم عقیل وذہین ہو۔ لہذا بتاؤ کہ امور مسلمین کو کس چیز نے اس قدر منتشر کیا۔ اور کیون ایسا اختلاف پیدا ہوا۔

ابن حصین۔ حضرت عثمان کا اس طرح قتل ہونا۔

معویہ۔ اس سے تو کچھ بھی نہین ہوا۔

ابن حصین۔ تو حضرت علیؑ کا تم سے لڑنے کو آنا اور تم سے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ طلحہ وزبیر۔ اور عائشہ کا حضرت علیؑ سے جنگ کرنا اسکا سبب ہوا۔

معویہ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین۔ اے امیرالمومنین ان کے سوا اور کوئی سبب مجھے معلوم نہین ہوتا۔

معویہ۔ ہم بتاتے ہین کہ یہ سارا فساد ایس شورے سے ہوا جس کو حضرت عمر نے قائم کیا۔ کیونکہ خدا نے آنحضرت کو حق کے ساتھ اس لیے مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکون کو اس سے کراہیت ہو۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق عمل کیا۔ جب خدا نے آپ کو اٹھالیا تو حضرت نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لیے مقدم کیا (جیسا کہ روایت اہلسنت مین ہے) لہذا مسلمان بھی ان سے راضی ہوئے۔ اور اپنے امر دنیا کے لیے ان کو مقدم کیا۔ کیونکہ حضرت نے امر دین کے لیے انکو پسند کیا تھا۔

جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو انھون نے عمر کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور وہ مطابق سیرت ابوبکر عمل کرتے رہے۔ مگر عمر نے مرتے وقت اس کو شوریٰ قرار دیا تو اب کوئی شخص ان مین ایسا نہ رہا جس کے قوم وقبیلہ نے

اس کی آرزو نہ کی ہو۔ پس ہر شخص نے اپنی گردنیں بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو
مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا۔

شبلی صاحب اور حضرت عمر کے اخلاق کی تعریف۔

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۱ مین آپ کے خلق کی یہ تعریف کرتے ہین۔

منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر کا سب سے بڑا کارنامہ جو تھا یہ تھا کہ آنحضرت نے دنیا کو جس قسم کے برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی تھی اور جو آپ کے بعثت کا اصلی مقصد تھا حضرت عمر کے فیض سے قوم مین وہ اخلاق محفوظ رہے۔ حضرت عمر خود اسلامی اخلاق کے مجسم تصویر تھے انکا خلوص حق پرستی۔ راست گوئی حفظ لسانی یہ اوصاف خود بخود لوگون کے دلون مین اثر کرتے جاتے تھے۔

حضرت عمر مغلوب الغضب تھے۔

شمس العلماء کی یہ مدح وثنا محض عقیدت مندانہ ہے۔ حالانکہ وہ بہت ہی مغلوب الغضب تھے جس کی شہرت تمام عرب مین تھی ان کے غیض وغضب سے صحابہ جو بڑے مرتبہ اور درجے والے تھے وہ بھی لرزان تھے جیسا کہ اسی الفاروق مین ہے۔

ایک دفعہ بہت سے لوگ ابی کعب سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے ملنے گئے۔ جب وہ مجلس سے اُٹھے تو ادب اور تعظیم کے لیے لوگ ان کے ساتھ ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمر اُدھر سے آنکلے یہ حالت دیکھ کر اُبے کو ایک کوڑا لگایا اُن کو نہایت تعجب ہوا اور کہا یہ آپ کیا کرتے ہین۔

احوال حضرت عثمانؓ

سرسری کر مظالم جو صحابہ رسول اللہ پر کیے۔

حضرت عثمان کا جیسا عمل امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر تھا وہ جمیع کتب حدیث وسیر اہلسنت مثل کتب صحاح۔ تاریخ طبری۔ تاریخ الخلفا۔ استیعاب۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الاحباب روضۃ الصفا حبیب السیر۔ مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ۔

آپ نے مسند نشین خلافت ہوتے ہی حکم بن العاص جس کو رسول خدا صلعم نے بوجہ اوس کے کفر ونفاق کے

مدینہ سے خارج البلد کر دیا تھا اور تاحیات اپنے مدینہ مین آنے کی اجازت ندی اس کو اعزاز و اکرام سے مدینہ مین بُلا لیا اور اپنا رفیق بنایا۔ حارس کو بازار مدینہ کی چنگی یعنی عشرہ قیمت و فروخت شدہ لینے کا حکم دیا۔ بنی اُمیہ کو بیت المال سے مالامال کر دیا۔ مروان کو بصرہ کے پانچ شہر بخش دیئے۔ عبداللہ بن حارس کو تین لاکھ درہم دیئے۔ عہد رسول اللہ صلعم مین اذان ایک بار تھی آپ نے تین بار کر دی حضرت عبداللہ بن عمر نے ہرمزان بادشاہ اہواز کو قتل کرا دیا کہ وہ حضرت عمر کے قتل مین شریک تھا۔ حالانکہ یہ الزام اُس پر ثابت نہ تھا مگر حضرت عثمان نے عبداللہ سے قصاص لیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے اسی الزام مین خفتہ نصرانی کو قتل کیا۔ ہرچند جناب امیر علیہ السلام و دیگر صحابہ کرام نے حضرت عثمان سے کہا کہ عبداللہ سے قصاص لیا جائے۔ مگر خلیفہ صاحب نے بجائے قصاص کے بیت المال سے دیت دلا دی۔

حضرت عثمان اپنی خلافت کے زمانہ مین ایک دن مسجد سے گھر جا رہے تھے کہ ابوسفیان آئے اور کہا دیا

یا بنی امیۃ تلقفوھا تلقف الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان مامن عذاب ولاحساب ولاجنۃ ولانار ولابعث ولاقیامۃ

یعنی اے بنی اُمیہ اس بادشاہت کو حاصل کرکے مضبوط پکڑو قسم اُس کی جس کو ابوسفیان حلف کرتا ہے۔ نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ اور نہ حشر نہ قیامت۔

حضرت عثمان نے اُس پر حد شرع جاری کرنے کے عوض مسلمانون کے خزانہ سے اِنکو دو لاکھ دینار عطا کئے۔

آپکی بدعت کے بارے مین علما کے اقوال۔

حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب نے بھی اپنی تالیف و تصنیفات مین خلیفہ صاحب موصوف کے حالات بہت کچھ لکھے ہین۔ از آنجملہ یہ ہے۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا کہ جب حج کو جاتے تھے تو منیٰ کے مقام پر نماز قصر کر دیتے چار رکعت مین دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے تو آپ نے منی مین اپنا خیمہ نصب کیا اور وہان اقامت اختیار کی۔ اور

چار رکعت نماز پڑھی اس پر سب اصحاب بگڑ کر بولے یہہ کیا بدعت ہے۔ رسولؐ اللہ نے تو یہان نماز دو رکعت پڑھی تم چار رکعت پڑھتے ہو۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف تو اس قدر تیز ہوے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا خلافت کے وقت۔ کیا تو بھول گیا۔ تو نے عہد کیا تھا کہ مین کتاب اللہ و سُنّت رسُول پر عمل کرونگا آج سُنّت پیغمبرؐ سے انحراف کرتا ہے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے۔ مین مقیم ہون مجکو نماز قصر جائز نہین۔

صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہوا اور چند روز کے اندر سارے ملکون مین دُھوم مچ گئی کہ امیرالمومنین رسولؐ کی سُنّت کے خلاف کام کر رہے ہین"۔ (از مُحرّم نامہ)

تاریخ خمیس جلد (۲) صفحہ ۲۷۱ مین ہے۔

الحادی عشر نقلوا انہ قال لعبدالرحمن	گیارہوین نقل کیا ہے اون لوگون نے کہ کہا عثمان
بن عوف انہ منافق وذلك ان	نے عبدالرحمن ابن عوف کو کہ وہ منافق ہے اور یہ اسطرح
الصحابۃ لما نقموا علی عثمان ما احدثہ	پر ہے کہ جب صحابہ نے حضرت عثمان پر بوجہ اُن کی بدعتون
وعابوا عبدالرحمن فی تولیتہ ایاہ	کے کثرت سے اعتراض کرنا شروع کیا اور عبدالرحمن پر
فی اختیارہ فندم علی ذلك وقال	عتاب کیا تولیت عثمان پر تو عبدالرحمن بن عوف
انی لا اعلم ما یکون وان الامر الیکم	بہت نادم ہوے اور کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ ایسے
فبلغ قولہ عثمان وقال ان عبدالرحمن	اُمور اُن سے سرزد ہون گے اور امر تمھارے اختیار مین
منافق وانہ لا یبالی ما قال فحلف	ہے۔ عثمان نے جب یہ سنا تو کہا کہ عبدالرحمن منافق
ابن عوف لا یکلمہ ما عاش و	ہے وہ پروا نہین کرتا کہ کیا کہتا ہے۔ عبدالرحمن کو
مات علی ھجرتہ وقالوا فان کان	جب اِسکی خبر معلوم ہوئی تو قسم کھائی کہ اب کبھی
ابن عوف منافقا کما قال فما صحت	عثمان سے بات چیت نہ کرون گا۔ آخر اسی حال مین

بیعته ولا اختیار له ان لم یکن	اُنھون نے وقات پائی۔ صحابہ نے کہا۔ اگر عبدالرحمن
منافقًا فقد فسق بهذا القول	منافق تھے تو پھر اُنکی بیعت بخلافت صحیح نہین۔
وخرج عن اهلیة الامارة	اور اُن کو حق نتھا کہ عثمان کو خلیفہ بنائین اور اگر
ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۵	عثمان نے غلط کہا تو عثمان قابل خلافت نہ رہے۔

فتویٰ در بارہ جمع بین الاختین۔

حضرت عثمان نے جمع بین الاختین کے بارہ مین جو فتویٰ دیا تھا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ اِس کی نقل ازالۃ الخفا سے کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

ان رجلا سال عثمان بن عفان	ایک شخص نے عثمان سے سوال کیا کہ ایک شخص
عن الاختین من ملك الیمین	بذریعہ ملک یمین دو بہنون کا مالک ہے
هل یجمع بینهما فقال عثمان احلتهما	تو کیا ایک وقت مین دونون کو عقد مین لا سکتا ہے۔
ایة او "ما ملكت ایمانكم"	عثمان نے جواب دیا کہ ایک آیت سے حلال ہے
وحرمتهما ایة اخری ای ان	ما ملکت ایمانکم اور دوسری آیت سے
یجمعوا بین الاختین فاما انا	حرام ہے ان تجمعوا بین الاختین مگر
لا احب ان اصنع ذلك فقال	ہم اِسکو پسند نہین کرتے۔ سائل وہان سے نکلا
فخرج من عنده فلقی رجلا من	اور ایک صحابی سے ملاقات ہوئی ان سے
اصحاب رسول الله صلی الله علیه	دریافت کیا اور کہا کہ اگر ہم کو اِس خلافت مین
وسلم فساله عن ذلك فقال	کوئی اختیار ہوتا تو ضرور ایسے شخص پر حد جاری
لو كان لی من الامر شئ ثم وجدت	کرتے۔ جو اس کام کو کرتا۔ ابن شہاب کہتے ہین
احدًا فعل ذلك لجعلته	کہ جہانتک ہم جانتے ہین وہ صحابی جناب

نکما قال ابن شہاب لدراہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

امیر علیہ السلام ہین۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)۔

تیسری۔ ان عثمان بن عفان اتی بامرأة

حضرت عثمان کے پاس ایک عورت حاضر کی گئی

قد ولدت فی ستة اشهر فامر بها

جس کے چھ مہینہ مین بچہ پیدا ہوا تھا۔ پس حضرت

ان ترجم فقال له علی بن ابیطالب

عثمان نے اُس عورت کے لیے رجم کا حکم دیا۔

لیس ذلك علیها ان الله تبارك

پس حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے کہا کہ یہ

وتعالی یقول فی کتابه وحمله وفصاله

حکم اُس عورت پر جاری نہین ہو سکتا بہ تحقیق کہ اللہ

ثلثون شهرا وقال والوالدات یرضعن

جلشانہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے اور اُسکا

اولادهن حولین کاملین لمن

زمانہ حمل اور زمانہ شیر خواری تیس مہینہ ہین

اراد ان یتم الرضاعة

اور ارشاد فرمایا خدائے برتر نے مائین اپنے بچونکو

فالحمل یکون ستة اشهر

پورے دو برس دودہ پلائین اُس شخص کے لیے

فلا رجم علیها فبعث عثمان فی

جو زمانہ شیر خواری کو پورا کرے۔ پس زمانہ حمل (چھ)

اثرها فوجدها قد رجمت

مہینہ ہوگا۔ پس اُس عورت پر سنگساری کا حکم

ازالۃ الخفا مقصد دوم

نہین ہے تب عثمان نے کسی کو اُس عورت کے

صفحہ ۳۳۱

پیچھے بھیجا اُس شخص نے اُس عورت کو سنگسار

ایضاً

کیا ہوا پایا۔

ملک پر ان اشخاص کو حاکم بنایا جن سے رسول اللہ ناراض تھے۔

حضرت عثمان نے اُن لوگون کو مختلف صوبون مین اعلیٰ حاکم بنایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضامند و خوش نہ تھے۔ ازانجملہ ولید بن عقبہ تھے جو کوفہ کے حاکم مقرر کئے گیے یہ حضرت عثمان کے مادری بھائی تھے جن کے فسق و فجور پر سورۂ حجرات مین آیہ کریمہ یا ایها الذین امنوا ان جاءکم فاسق الخ

شاہد ہے۔ ایک دن آپ نے حالت نشہ مین نماز فجر مین بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑہادی اور نمازیون سے کہا۔ اگر کہو تو اور زیادہ کردون انہین حضرت کو جناب رسول اللہ صلعم نے بنی المصطلق کے بعد زکواۃ وصول کرنے کو بھیجا تھا اُن سے اور اُن لوگون سے کدورت تھی آپ اثناء راہ سے واپس چلے آئے اور آنحضرت صلعم سے یہ کہدیا کہ وہ سب لوگ تو مرتد ہوگئے جب وہ لوگ یہ خبر سنکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم لوگون پر یہ افترا اور بُہتان ہے۔ آنحضرتؐ نے اُسکی تحقیقات پر خالد بن ولید کو مقرر فرمایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مرتد ہونیکی شکایت غلط تھی۔ (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صہ ۱۲۱ مطبوعہ مصر

حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین سارے ملکون کے قرآن شریف جمع کرا کر جلوا دیئے۔ اور خود نیا قرآن ترتیب دیکر جاری کیا جس مین آیات کی ترتیب بموجب تنزیل نہین ہے۔

حضرت ابن مسعود نے اپنا قرآن دینے سے انکار کیا تو اُن کو اپنے غلام سے اتنا پٹوایا کہ اُنکی پسلیان ٹوٹ گئین۔

اسی طرح اور اصحاب رسولؐ سے کسی کو جلاوطن کسی کو زدوکوب کرایا۔

توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔

شاہ صاحب نے حضرت عثمان کے عہد خلافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اور ان باتون کو مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ اور حضرت عثمان کی حمایت کرکے اِن کے عمال کو لایق اور مستحسن ٹہراکر خوب اُن کی مدح وثنا کی ہے۔ اور اقربا کو مال دینے کے بارہ مین لکھا ہے کہ عثمان غنی تھے اپنے ذاتی مال سے اقربا کی امداد کی۔ اور اس امر مین عثمان نے آیہ کریمہ ذوی القربیٰ پر عمل کیا۔ آخر بعد قیل وقال بسیار یہ فرماکر ؎

چشم بد اندیش پراگندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

جناب خلیفہ صاحب موصوف کے کارنامہ کی خوب پردہ پوشی کی ہے۔ یہ سب حالات ہم نے آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھے ہین۔ اور شاہ صاحب کے اقوال نقل کرکے انہین کے علماء کرام

وفضلاء عظام اور محدثین ومفسرین کے اقوال حضرت کے کلام کے خلاف پیش کیے ہین ان کے ملاحظہ سے
ان مطاعن کی صحت اور حضرتؓ کی صدق بیانی منکشف ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے امور خلاف شریعت ہوئے۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی مرتبہ و درجہ حضرت عمر سے کم نہین ہے۔ چنانچہ
جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الندوہ مین حضرت عبداللہ بن عمر کے ایمان وعقاید کی توصیف وثنا مین
فرماتے ہین کہ۔

عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح
روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بہرحال اُن کا بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست
سے پاک رہا اور بالکل بچپن ہی کے زمانہ مین انکو گنجینہ مراد ملا۔ صحابہ مین رسولؐ اللہ کے اقوال واوامر
کے بلاکم وکاست بجالانے مین عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا انہون نے اپنی تمام زندگی زہد اور
اعراض عن الدنیا مین بسر کی۔

لیکن جب آپ کے "امنوا وعملوا الصّٰلحٰت" کے کارنامہ پر نظر کی جاتی ہے تو اس صفت وثنا سے
محض عقیدتمندی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ آپ کے "امر بالمعروف ونہی المنکر" کا اندازہ تاریخ الخلفا سیوطی
کی اس روایت سے بخوبی ہوتا ہے۔

واخرج عن النخعی ان رجلا	یعنی کسی نے عمر سے کہا کہ اپنے فرزند عبداللہ کو
قال لعمر الا تستخلف عبداللہ بن	خلیفہ کرو عمر نے کہا کہ خدا تجھے قتل کرے ہم کیونکر
عمر فقال قاتلك اللہ واللہ	ایسے شخص کو خلیفہ کرین جو اپنی زوجہ کو صحیح طور سے
ما اردت اللہ بھذا استخلف رجلا لا یحسن ان	طلاق دینا بھی نہ جانتا ہو۔
یطلق امرأتہ	(ارجح المطالب ص۴۷۰)

یہ روایت صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۶۲ مین بھی ہے بلکہ اتنا زائد ہے۔

فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقھا فی الحیض فقال صلی اللہ علیہ وسلم لعمر مرہ فلیراجعھا

کیونکہ اس نے عہد رسول اللہ صلعم مین اپنی زوجہ کو حالت حیض مین طلاق دی تھی جس پر آنحضرت صلعم نے عمر سے کہا کہ اپنے پسر کو کہو کہ رجوع کرے۔

اسی طرح اعراض عن الدنیا پر تاریخ کامل کی یہ روایت شاہد ہے۔

فلما مات زیاد عزم معویۃ علی البیعۃ لابنہ یزید فارسل الی عبداللہ بن عمر مائۃ الف درھم فقبلھا فلما ذکر البیعۃ لیزید قال ابن عمر ھذا اراد ان دینی عندی اذن لرخیص وامتنع

یعنی زیاد کی موت کے بعد معویہ نے یزید کی بیعت لینی چاہی تو عبداللہ بن عمر کو ایک لاکھ درہم بھیجے اُنھون نے قبول کر لیے اس کے بعد بیعت یزید کا تذکرہ آگیا تو ابن عمر نے کہا اس لیے یہ روپیہ بھیجا تھا کیا ہمارا دین سستا ہے اس کے بعد بیعت سے انکار کیا۔

ص ۲۱۵ جلد ثالث طبع مصر

غرض یہ تھی کہ اور روپیہ ملے چنانچہ وہی ہوا۔ پھر تو یزید کے ایسے طرفدار ہوئے کہ جو اُسکی مخالفت کرتا اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے چنانچہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام لوگون نے یزید کے افعال قبیحہ سے تنگ آکر اُس کو خلافت سے معزول کرنا چاہا تو انہون نے مجمع عام مین جو تقریر کی وہ صحیح بخاری مین ہے فتح الباری جلد آخر ص ۵۵۵ سے اس جگہہ نقل کی جاتی ہے۔

عن نافع قال لما خلع اھل المدینۃ یزید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیمۃ وانا قد بایعنا ھذا الرجل

یعنی جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع کیا تو ابن عمر نے اپنی اولاد اور حشم کو جمع کیا اور کہا ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے ہر غدر کرنے والے کے لیے بروز قیامت ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا فضیحت ہو اور ہم نے اس شخص کی

علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم	بیعت کی ہے اوپر بیعت خدا ورسول کے لہذا
غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی	جہان تک ہم جانتے ہین اس سے بڑھکر کوئی غدر
بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال	نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی سے بیعت کیجائے اوپر بیعت
وانی لا اعلم احدا منکم خلعہ	خدا ورسول کے پھر اس سے قتال کیا جائے اور مین تم مین سے
والا تابع فی ھذا الامر الا کانت	کسی کو ایسا نہین جانتا جس نے اس سے مکث بیعت کی ہو پس
الفیصل بینی وبینہ	جو شخص اس سے قتال یا اسکو خلع کریگا تو مابین ہمارے اور اسکے جدائی ہوجائیگی۔

یہ کمال ایمان ہی کا پرتو ہے کہ یزید کو تو اپنا امام بنایا اور جس نے اسکو خلع کرنا چاہا اس سے آمادہ مخالفت ہوے لیکن جناب امیر علیہ السلام سے بیعت گوارہ نہ کی جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے۔

وجاء ابن عمر فقالوا بایع قال	یعنی جب ابن عمر کو بیعت کیلیے لائے تو انھون نے کہا جبتک
لا حتی یبایع الناس قال ائتنی	سب لوگ بیعت نکرین ہم بیعت نہ کرین گے حضرت نے فرمایا
بکفیل قال لا اری کفیلا قال الاشتر	اچھا کوئی ضامن لا کہا کوئی ہمارا کفیل نہین ہے مالک اشتر
دعنی اضرب عنقہ قال علی دعوہ	نے کہا اگر حکم ہو تو اسکی گردن اڑا دون جناب امیر نے فرمایا
انا کفیلہ انک ما علمت لسئ الخلق	چھوڑ دو اسکے ہم ضامن ہین تم کو معلوم نہین ہے یہ
صغیرا وکبیرا۔	بچپن سے کبر سن تک ہر آئنہ بد خلق رہا۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت طلحہ وزبیر بھی صحابہ کبار سے ہین اور فرد عشرہ مبشرہ مین شامل ہین۔ حضرت طلحہ کے کمال صلاحیت وسعادت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ بعد وفات رسولؐ حضرت عائشہ رضؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے۔ جیسا کہ دُرمنثور (جلد ۵ صلا ۲۱) مین ہے۔

قال طلحۃ بن عبید اللہ لو قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم	طلحہ نے کہا کہ اگر رسول قضا کر جائین گے
تزوجت عائشۃ رضی اللہ عنہا فنزلت	تو عائشہ سے نکاح کرون گا اسپر یہ آیت نازل ہوی

وماکان لکم ان توذوا رسول اللہ و — تم کو یہ جائز نہین ہے کہ رسولؐ خدا کو اذیت دو۔ اور

لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان — نہ یہ جائز ہے کہ تم اُس کے بعد کبھی اُنکی بیبیون سے نکاح

ذلکم کان عند اللہ عظیما (پ۲۲ سورہ احزاب ع۴) — کرو بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر دُرِّ منثور جلد پنجم صفحہ ۲۱۴ مین جو تفسیر لکھی ہے اُسکا حاصل یہ ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہ نے فرمایا کہ ابتو اندھیرے ہے کہ ہم لوگ اپنے چچازاد بہنون (پیغمبر کی بیبیون) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کرین۔ اگر رسولؐ اللہ مرین تو مین عائشہ سے نکاح کرونگا۔ اسپر یہ آیت نازل ہوئی اور عام مسلمانون پر پیغمبرؐ کی بیبیان حرام ٹھہرائی گئین۔

طلحہ و زبیر کا حضرت عائشہ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا

حضرات طلحہ و زبیر نے جناب امیر علیہ السلام کو باصرار خلافت قبول کرنے پر رضامند کیا مگر جب اُنکے مقاصد جناب امیر علیہ السلام سے حاصل نہ ہوئے تو نکث بیعت کرکے مکہ پہنچے اور حضرت عائشہؓ سے ملے۔ اور بحیلہ طلب خونبہاے عثمان وصئ رسول سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ آخرکار حضرت عائشہ تیار و آمادہ و مستعد ہوگئین۔ اور حضرت حفصہؓ بھی اونکے ساتھ ہوگئین۔ حضرت عائشہ پھر حضرت ام سلمہؓ سے ملین جو حج کے لیے مکہ معظمہ آئی ہوی تھین۔ اپنے ارادہ مین اُنکو بھی شریک کرنا چاہا حضرت ام سلمہؓ نے اُن کی باتون کا یہ جواب دیا۔

حضرت ام سلمہ کا حضرت عائشہ کو اس قصد سے باز رہنے کی تفہیم

اے عائشہ مجھے تمھارے اِرادہ سے بہت استعجاب ہوا کہ تم عثمان کا خونبہا وصی رسولؐ سے لینا چاہتی ہو۔ حالانکہ تم عثمان کو ہمیشہ بُرا بھلا کہتی رہین تم اپنے اِرادہ سے باز آؤ اور اُس حدیث کو یاد کرو جو رسول اللہؐ نے ارشاد کی تھی کہ میری ازواج مین ایک زوجہ اہل بغی اور مفسدون کے ساتھ ہوکر جب چشمہ حواب پر پہونچے گی تو کتے بھونکین گے۔ تم کو لازم ہے کہ طلحہ و زبیر کے مکر و فریب مین نہ آؤ اور اپنے کو اس حدیث اور اس فعل قبیح سے بچاؤ۔

حضرت عایشہ نے اس نصیحت پر مطلق توجہ نہ کی اور اہل بغی کے ساتھ ملکر وصیٔ رسولؐ سے لڑین۔ اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین۔

ہم اپنے بیان کی تائید مین روضۃ الاحباب کی کچھ عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

اقتباس روضۃ الاحباب دربارۂ جنگ جمل۔

ارباب سیر و تواریخ آوردہ اند کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (بخانہ) ام المومنین۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت کہ وے نیز از مدینہ بعزم گزارون حج بمکہ رفتہ بود۔ بعد از تقدیم مراسم تسلیم باوے گفت کہ اے دختر ابو امیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ کہ مہاجرت در راہ خدا و رسولؐ کردی۔ و بواسطۂ شرف فراش حضرت رسالت مآب صلعم عظیم الشان رفیع القدری و ازمیان امہات مومنین بخواص و ممتازی پوشیدہ نباشد۔ بر تو کہ جماعتی از غوغایان امیر المومنین عثمان بن عفان را بقتل آوردہ اند اکنون جمع از ہواداران و یاران آن خلیفہ مقتول و مظلوم در مدد اَن در آمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بہ قصاص رسانند ام سلمہ گفت کہ اے دختر ابو بکر تو نجون عثمان باز خواست لیکن بخدا سوگند

مورخین لکھتے ہین کہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئین کیونکہ وہ بھی مدینہ سے حج کے ارادہ سے مکہ گئین تھین۔ بعد مراسم تسلیم اُن سے کہا کہ اے دختر ابو امیہ یہ تحقیق کہ تم وہ پہلی ضعیفہ ہو جس نے خدا اور رسولؐ کی راہ مین ہجرت کی ہے اور اب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہونے کی وجہ سے ممتاز و معزز ہو اور تمام امہات المومنین مین خاص امتیاز رکھتی ہو تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ایک گروہ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے خلیفہ مقتول و مظلوم کے دوست اُن کے قاتلون سے انتقام و قصاص کے لیے تیار ہو گیے ہین ام سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم عثمان کا قصاص لینا چاہتی ہو قسم بخدا کہ تم عثمان پر نہایت درجہ غیظ و غضب کیا کرتی تھین اور سوائے

که تو از اشدمردمان بودی از روے قهر
وغضب نمیخواندی۔ مگر نغثل می گفتی لعن اللہ
نغثلا وقتل اللہ نغثلا اے عائشہ نمیترس از
خدائے در نفس خود در امرے کہ ترا
رسول اللہ صلعم از ان ترسانیدہ ومباش
صاحبہ سگان حواب سوگند میدہم ترا
بخداوند تعالی کہ از پیغمبر نشنیدی کہ فرمود
سگان حواب بریکے از زواج من صیاح و
نباح کنند و آن زن کہ این واقعہ اورا
پیش آید در میان اہل نبی فساد وعناد باشد
در آن زمان کہ آنحضرت این فرمود من
انائے در دست داشتم از غایت اضطراب
وقلق از دست من بیفتاد و آن سرور
روے بجانب من کرد موجب اضطراب

پرسید گفتم یا رسول اللہ اضطراب وقلق من
از خوف است مبادا کہ آن زن من باشم
آن سرور بہ تبسمی فرمود و بجانب تو نگاہے
کرد و گفت من گمانے میبرم کہ آن زن تو
باشی اے حمرہ۔ عائشہ ام سلمہ را

نغثل کہنے کے اور کسی نام سے انکو نہین پکارتی
تھین اور کہا کرتی تھین کہ خدا کی لعنت نغثل پر
اور اللہ اس نغثل کو ہلاک کرے اے عائشہ
خدا سے ڈرو اُس امر مین جس سے رسول اللہ صلعم
تمھین ڈرا گئے ہین اور صاحبہ سگان حواب سے
نہ ہو اے عائشہ مین تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتی
ہون کہ جناب رسول خدا کو کیا تم نے یہ فرماتے
نہین سنا کہ میری ازواج مین ایک نے وجہ پر سگان
حواب بھونکین گے اور جس بی بی کو یہ واقعہ پیش
آنا ہے وہ باغیون اور مفسدون اور فتنہ پردازون
اور دشمنون کے گروہ کے ساتھ ہوگی جسوقت
آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت میرے ہاتھ مین
ایک برتن تھا مین یہ سنکر اسقدر مضطر و بیقرار
ہوئی کہ وہ میرے ہاتھ سے گر پڑا تو جناب رسول اللہ
نے یہ ملاحظہ فرما کر مجھ سے باعث اضطراب کا پوچھا
مین نے عرض کی۔ مین اسوجہ سے مضطر و پریشان
ہون۔ مبادا کہ وہ بی بی مین ہون آنحضرت صلعم
نے مسکرا کر تمھاری طرف نگاہ کر کے فرمایا
کہ میرا گمان ہے۔ اے حمرہ کہ وہ بیوی تم ہوگی

در روایت این حدیث تصدیق نمود۔ عائشہ نے ام سلمہ کے ان باتونکی تصدیق کی۔

جلد سوم صفحہ ۲۰ و ۲۱) جلد سوم (۳) صفحہ ۲۰ و ۲۱)

لشکر عائشہ کا چشمہ حواب پر پہونچنا۔

یہ واقعہ دیگر کتب سیر و تواریخ مثل انساب سمعانی۔ روضۃ المناظر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ کامل وغیرہ مین اور کتاب الامامہ والسیاستہ وغیرہ مین بہ تفصیل درج ہے اور یہ بھی کہ جب لشکر عائشہ رضہ چشمہ حواب پر پہونچا تو کتے بھونکنے لگے حضرت عایشہ نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا یہ آب حواب ہے حضرت ام المومنین نے حدیث رسول کو یاد کرکے واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر عبداللہ بن زبیر نے آکر حلف اُٹھایا کہ یہ آب حواب نہین ہے۔

جناب شاہ صاحب نے عبداللہ بن زبیر کو اس جھوٹی شہادت کے الزام سے بچا کر اہل لشکر کے سر تھوپا ہے۔ جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

در روایات اہلسنت این قصہ چنان صحیح شد کہ حضرت عائشہ در باب مراجعت آمادگی کرد اہل عساکر قریب ہشتاد کس را ازدہا قین گردد نواح شاہد آوردند کہ این آب حواب نیست پس عائشہ پیشتر روانہ شد۔ صفحہ ۲۳۰)

لیکن روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ مکر و فریب عبداللہ بن زبیر کا تھا۔ اور اسلام مین یہ پہلی جھوٹی شہادت ہے۔

پس عائشہ در ہودج نشستہ و ہودج را بر شتر عسکر کہ یعلی بن امیہ پیشکش کردہ بود بستہ بودند و پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند قریب بہ طلوع صبح بر سر چشمہ آبی کہ از او حواب می گفتند چون شتر عایشہ در گذر آمد سگان آن موقع جمع گشتند۔ و مانند حباب بر سر آن

ابن امیہ نے ایک اونٹ جو پیش کیا تھا اس پر ہودج باندھا گیا حضرت عائشہ اُس مین سوار ہوکر لشکر کے آگے آگے چلین۔ جب علی الصباح ایک چشمہ پر جسکو حواب کہتے ہین پہونچین جب عائشہ کا اونٹ اس مقام پر آیا تو اس موضع کے کُتے جمع ہو گئے اور حباب کی مانند جوش و خروش

بجوش خروش آمدند و نباح و صلح در آن صباح آغاز کردند۔ عائشہ شنید کہ شخصے از دیگرے پرسید با آنکہ خود پرسید این چہ بیست مسئول۔ گفت این اب حواب ست عائشہ گفت باز گردانید مرا۔ از وے پرسیدند این برگشتن را چہ سبب ست مانع تواز رفتن این راہ کیست در جواب سائل چنین گفت کہ من شنیدہ ام از رسول خدا کہ میفرمودند گویا کہ می بینم زنے از زنان خود را کہ سگان حواب بر آن بانگ کنند۔ اے حمرۃ ترسان باش از خدا از آنکہ آن زن تو باشی من از رفتن باین راہ از ین حدیث مسموع و تہدید و وعید کہ از مضمون آن معلوم می شد باعث بر داعیہ رجوع ست۔ پس در آن منزل فرود آمدند چون آفتاب بر آمد عبداللہ بن زبیر پنجاہ مرد را از سکان ان موضع آورد تا نزد عائشہ گواہی دادند کہ این آب حواب نیست و لشکر از آب حواب مانند آب دو رود شب بگذشت و گویند آن گواہی اول

مین آئے عائشہ نے یا کسی اور نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے مسئول۔ نے کہا یہ آب حواب ہے عائشہؓ نے کہا مجھے لوٹاؤ لوٹاؤ۔ لوگون نے پوچھا کیون لوٹتی ہو اور۔ اس راہ سے چلنے مین کون امر مانع ہے۔ عائشہ نے کہا کہ مین رسولؐ خدا سے سُن چکی ہون وہ فرما گئے ہین کہ مین اپنی ازواج سے ایک بیوی کو دیکھتا ہون کہ اُسپر کُتے بھونکتے ہین۔ (مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا) اے حمرہ خدا سے ڈرو۔ کہین وہ بیوی تو نہ ہو۔ بس اُس حدیث کو یاد کر کے مین ڈرتی ہون۔ اسلیے واپس جانا چاہتی ہون۔ یہ فرما کر وہین ٹھہر گئین۔ جب آفتاب بلند ہوا تو عبداللہ بن زبیر اُس موضع کے پچاس اشخاص لے کر آئے اُنہون نے شہادت دی کہ یہہ مقام آب حواب نہین ہے لشکر آب حواب سے گذر گیا۔ کہتے ہین کہ یہ اسلام مین پہلی شہادت کذب و فریب کی ہوی۔

شہادت زور سے بود کہ در اسلام وقوع پیوست۔ (جلد سوم صـ۲۵)

المختصر بفحوائے مصرع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

انہین چند باتون پر غور فرمائے پھر خود ہی انصاف کیجیے کیا خدائے پاک نے، کنتم خیر اُمۃ، انہین اصحاب کبار کو فرمایا ہے۔ انہین کو اور لوگون کی ہدایت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور انہین کے "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کی تصدیق فرماتا ہے۔ قولہ تعالی

آیات الٰہی صحاب منافقین کے حق مین۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون

اور باطل کو حق کے ساتھ مت ظاہر کرو اور تم جانتے ہو حق کو نہ چھپاؤ۔

واضح ہو کہ سبحانہ وتعالی نے اپنے کلام پاک مین اصحاب رسولؐ کی نسبت فرمایا ہی۔

منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون

اِن مین بعض مومن ہین اور اکثر اون مین سے فاسق ہین۔

الحاصل پس خدا کا یہ خطاب" کنتم خیر امۃ" کہ تم بہترین امت سے ہو مخصوص اصحاب مومنین سے ہے اور اصحاب منافقین کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے۔

المنافقون والمنافقات بعضهم من بعض یامرون بالمنکر وینهون عن المعروف ویقبضون ایدیهم نسوا الله فنسیهم ان المنافقین هم الفاسقون وعد الله

منافق مرد اور منافق عورتین بعض اون مین سے بعض کو بُری باتین سکھلاتے ہین اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین اپنے ہاتھ بند رکھتے ہین اللہ کو بھول گیے اور اللہ اونکو بھول گیا بیشک منافق لوگ ہی تو نافرمان ہین اللہ نے

المنافقین والمنافقات والکفار نار جهنم خالدین فیها

منافق مرد اور منافق عورتون اور کافرون سے آتش جہنم کا وعدہ کرلیا ہے وہ ہمیشہ

ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب	اُس مین رہین گے وہی اُن کو کافی ہوگی اور اللہ
مقیم ۰	نے اُن پر لعنت کی ہے اور اُنکے لیے پائدار عذاب ہے۔

اور خود اُن سے مخاطب ہوکر ارشاد کرتا ہے۔

فھل عسیتم ان تولّیتم ان	پس آیاتم سے امید ہے کہ اگر تم حاکم ہوجاؤ تو تم
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم	زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے یہی تو وہ لوگ
اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمّھم	ہین جن پر اللہ نے لعنت کی اور انکو بہرا اور
واعمی ابصارھم	اندہا کردیا ہے۔

ان آیتون مین اللہ جلشانہ اصحاب منافقین کی بُرائیون اور اُنکی خصلتون کا اظہار فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین لوگون کو گمراہ کرتے ہین بُری باتین سکھلاتے ہین۔ اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین۔ اور خود اصحاب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے۔ پس جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک دو آیتین برادران اہلسنت کے بطلان عقاید پر کافی ہین کہ خداوند کریم جبکہ انکی نسبت فرمائے کہ وہ فاسق ہین اور ان کے سیئات کی تصدیق کرے کہ "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بُری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور اپنے عہد حکومت مین فتنہ وفساد اور لوگونکی حق تلفیان کرینگے جناب رسول خدا صلعم حوض کوثر پر انکو دیکھکر اصحابی "اصحابی فرمائین اور خدائے پاک ارشاد کرے کہ "یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے تمھارے بعد دین مین احداث کیے" اور باوجود اس کے کہ از ابتداء حضرت آدم تا ایندم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین مین سے کسی نبی ورسول کی اُمت سے اُن مظالم وجور کی نظیر نہین ملتی جو جناب رسول خدا صلعم کی آل پر ان اصحاب کے ہاتھ سے ہوئے پھر بھی انہین لوگون کو سب امت سے مرتبہ مین اعلی وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھین اور خدائے پاک کی طرف سے انکو "خیر امۃ" بتائین ؎

پڑہین نانا کا کلمہ اور نواسہ پر چھُری پھیرین	جو ایمان ہو تو ایسا ہو جو امت ہو تو ایسی ہو

ہم تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون پر بھی وہ اپنے عقیدہ کے فساد پر کچھ خیال نہین کرتے۔ اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔

اگر اصحاب نے بعد رسولؐ فتنہ و فساد نہین کیے تو خدا کا خطاب فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض تم زمین مین فساد برپا کروگے کس کی طرف ہے۔ اگر سب کے اعمال نیک تھے تو اللہ جلشانہ کا ارشاد "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بری بات کا اور منع کرتے ہین اچھی بات سے" کس سے ہے۔ اگر کل اصحاب مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔ تو خداے عزوجل کی اس شہادت کے کیا معنی ہین۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ	جسدن کچھ چہرے نورانی ہونگے اور کچھ منہ کالے
فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم	پھر جن لوگون کے منہ کالے۔ ہون گے
بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	(ان سے کہا جائے گا) تم ایمان لانے
بما کنتم تکفرون	کے بعد منکر ہوگیے تھے تو اب جیسا انکار کیا
پ ۴ س العمران ع	کرتے تھے اسکے بدلے عذاب بھی چکھو۔ بیشک
ان الذین ارتدوا علی ادبارھم	جو لوگ راہ ہدایت صاف صاف معلوم ہونیکے بعد بھی
من بعد ما تبین لھم الھدی	اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) پھر گئے شیطان نے
الشیطن سول لھم واملی لھم	اُنھین (دھوکے دیکر) ڈھیل دے رکھی ہے اور اُنکی
ذلک بانھم قالوا للذین کرھوا	(تمناؤن) کی رسیان دراز کردی ہین یہ اسلیے کہ جو لوگ
ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض	خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہین
الامر واللہ یعلم اسرارھم	یہ اُن سے کہتے ہین کہ بعض کامون مین ہم تمھاری ہی
فکیف اذا توفتھم الملئکۃ	بات مانین گے اور خدا انکے پوشیدہ مشورون سے

یضربون وجوھھم وادبارھم	واقف ہے جب فرشتہ اُنکی جان نکالینگے تو اسوقت
ذلك بانھم اتبعوا ما اسخط	اُنکا حال کیا ہوگا کہ اُنکے چہرون پر اور پشت پر مارتے
اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط	جائین یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش
اعمالھم	ہے اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین جس مین
(پ ۲۶ س محمد)	اُسکی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو اِن کی کارستانیونکو
ع ۲	اکارت کیا۔

قولہ تعالیٰ

افلا یتدبرون القرآن ام علی	پس کیا۔ وہ لوگ قرآن کی آیتون پر غور نہین کرتے
قلوب اقفالھا	یا یہ کہ اُن کے دلون پر قفل لگ گیا ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

قولہ۔ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے

یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی سیدھے سیدھے لفظون مین اللہ جلّ شانہ صحابہ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے۔ اور کمال عنایت سے اِن سے مخاطب ہو کر خود اُنکی تعریفین کر رہا ہے۔ لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ شیعیان پاک کے نزدیک اِس آیت کے الفاظ کیا مہمل ہین جن کے کچھ معنی نہون یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اِس کا مطلب اُنکی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمّہ ہے۔ کہ وہ اُن سے حَل نہ ہو سکے یا ان کے عقیدہ مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین اور جامع القرآن نے اپنے اور اپنے بھائیون کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دیئے ہین کہ اُس پر ایمان نہو آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو یہ کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین۔ اسکو تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور پھر صحابہ کی فضیلت پر اعتماد رکھنے کا کیا ذکر۔ اُن کے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے اور جن کو خداوند کریم خیرِ امّت کہے اُن کو "شرِ امّت" سمجھتے ہین۔ اور جنکی نسبت خدا یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کہے اون کے حق مین "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف" کا اعتقاد رکھتے ہین۔

القول

اہلسنت اصحاب مومنین و منافقین مین امتیاز نہین کرتے

بلاشبہہ یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی صاف لفظون مین اللہ جل شانہ اصحاب رسول کی نسبت منھم المومنون واکثرھم الفاسقون فرماتا ہے۔ اور اصحاب مومنین کا ایمان اور اصحاب منافقین کا نفاق و شقاق ظاہر کرتا ہے اور سیدھے سیدھے لفظون مین فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین سب کی ایک چال ہے منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور سکھلاتے ہین بری باتین"

لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ ہمارے سُنّی بھائیون کے نزدیک اِن آیتون کے الفاظ کیا مُہمل ہین جس کے کچھ معنی نہون۔ یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اس کا مطلب اُن کی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے۔ یا اُن کے عقیدہ مین یہ آیتین قرآن کی نہین ہین۔ اور بعد جلا دینے قرآن کے سات نسخے جو جامع القران نے تمام ملک مین پھیلا دیئے تھے۔ اس مین شیعون نے اپنے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے دشمنون کی مذمت اور منقصت ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دی ہین کہ اِس پر اُن کو ایمان نہو۔ آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو پھر کیا بات ہے کہ اِس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین اِسکی بھی تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین۔ اِسکے بھی مُقر ہین کہ اللہ تعالی خود اصحاب مُنافقین سے خطاب کر کے فرماتا ہے۔

(۱) "فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" قریب ہے کہ تم زمین مین فساد کرو اور حقوق تلف کرو۔ اور

(۲) "لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" بہانے مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہو گئے۔

اِسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ رسول اللہ نے خود اصحاب سے فرمادیا تھا کہ "تم لوگ گذشتہ اُمتون کی پوری چال اختیار کرو گے۔ دنیا کے رغبت کرو گے اور حرص و ہوا کے پیچھے ایک دوسرے کو قتل کرو گے۔

اُسکے بھی معترف ہین کہ" جب رسول اللہ نے شہداء احد کے جنازہ پر نماز پڑھی تو بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی مندرجہ مدارج النبوۃ حضرت صدیق نے عرض کیا"

یارسول اللہ ایشان برادران ما اند بچنان کہ ایشان ایمان آوردند ما نیز ایمان آوردیم ایشان را بر ما زیادتی چیست رسول اللہ فرمود ایشان با ایمان از دنیا رفتند نمیدانم کہ شما بعد از من چہ کارہا کنید وچہ فتنہا درمیان شما سر زنید۔

پھر بھی صحابہ کی برائیون کے اقرار کرنے کا کیا ذکر۔ انہین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اور ان کو خدا کی طرف سے (خیر امتہ) بتاتے ہین جن کے افعال و اعمال کی نسبت اللہ جل شانہ۔

یامرون بالمنکر وینھون	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین
عن المعروف	اچھی باتون سے۔

فرمائے۔ اِن کے حق ہین۔

یامرون بالمعروف وینھون	حکم کرتے ہین اچھی باتون کا۔ اور منع کرتے ہین
عن المنکر	بری باتون سے۔

کا اعتقاد رکھتے ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

قال

قولہ۔ بریت تفسیر امامیہ کنتم خیر امۃ سے مراد خاص مہاجرین ہین

اگرچہ یہ آیات قرآن مجید کی ایسی صاف وصریح ہین کہ تفسیرون کے دیکھنے کی حاجت نہین ہے لیکن ۔ ہم ۔ حضرات شیعہ کے اطمینان خاطر کے لیے انہین کی معتبر تفسیرون کی سند لاتے ہین ۔

اے بھائیو سنو ۔ تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو تمھاری تفسیرون سے بہترین تفسیر ہے ۔ اور ۱۲۷۵ھ مین بمقام طہران دارالسلطنتہ ایران مین چھپی ہے اس کے صلہ ۲۰۰ مین لکھا ہے ۔ کہ پہلے خداوند تعالی نے امر ونہی کا ذکر کیا پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کرتے ہین ۔ اور سواسطے ان لوگون کی تعریف کی تاکہ اور لوگ اُن کی پیروی کرین ۔ اور اسواسطے انہین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بہترین امت سے ہو اسواسطے کسی کو شبہہ نہ آئے ۔ یہ خطاب "کنتم خیر امۃ" کا کس سے ہے ۔ اسی تفسیر مین فرماتا ہے کہ بعضون نے لکھا ہے کہ مُراد اس سے خاص مہاجرین ہین ۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سے ہے لیکن اور اُمت بھی شامل ہے ۔

اے یارو ۔ اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتون مین صحابہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان کی پیروی کرین تو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو ۔ اگر بیزاری ۔ تمھارے اصطلاح مین بمعنے پیروی کے ہین تو بیشک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب ۔

اقول

وہ اقوال اہلسنت کے ہین۔

تفسیر مجمع البیان کی جس عبارت کا ذکر آپ نے فرمایا ہے۔ وہ اقوال مفسرین اہلسنت کے ہین نہ کہ مفسرین امامیہ کے۔ اگرچہ مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو اصحاب کی شان مین لکھا ہے مگر اصحاب ثلثہ کو خیر امتہ، کا مصداق انہون نے بھی نہین بتایا اور جن اصحاب پر اس آیت کا اطلاق کیا ہے۔ انمین بھی باہم مفسرین مین اختلاف ہے۔

چنانچہ بعض کہتے ہین کہ یہ آیت صرف مہاجرین کی شان مین ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صرف ابن مسعود اور حذیفہ۔ ابی بن کعب۔ و معاذ بن جبل کے حق مین ہے اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ خطاب تو کل اُمت سے ہے لیکن مراد بعض امت ہے۔ اسکی بعض فقرات کی نقل یہ ہے۔

یامرون بالمعروف وینھون	یعنی اُمت مین سے ہر شخص لیاقت اسکی نہین
عن المنکر لا یصلح لہ کل احد	رکھتا ہے کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کر سکے اسلیے
اذ للمتصدی لہ شروط ولا یشترک	کہ اس مین بہت شرطین ہین کہ کل امت مین نہین پائی
فیھا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام	گئین مثل علم باحکام کی اور علم بمراتب احتساب کی
ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتھا	اور کیفیت اقامت اور قوت و قدرت بر اقامت
والتمکن من القیام بھا خاطب الجمیع	اور یہ باتین ہر شخص مین نہین پائی گئین۔ پس
وطلب فعل بعضھم الی آخرما	باری تعالی نے خطاب کل امت کی طرف کیا اور
قال۔	مراد اس سے بعض کو لیا۔

اگر صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ نے اصحاب کی نسبت "کنتم خیر امتہ" فرمایا ہے تو اس سے مُراد اصحاب مومنین ہین جو لوگون کو اچھی باتین سکھاتے اور بُری بات سے منع کرتے تھے۔ از آنجملہ اُن مقدس نفوس مین

اقتباس
محرم نامہ دربارہ
فضیلت حضرت
ابوذر غفاریؓ

ایک بزرگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے جن کی ہدایتون اور نصیحتون کا جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب محرم نامہ مین اس طرح ذکر کرتے ہین۔

ایک جہاد مین حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو فوج کا سردار اور امیر معاویہ کو آپکا تابع کیا تھا۔ حضرت ابوذر معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے۔ جہان کہین کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے۔ کیا کرتا ہے۔ شرم نہین آتی۔ اسلام کے حکم کو بھول گیا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز آگئے اور حضرت عثمان کو انکی شکایت مین عرضی بھیجی حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی زمانہ رسول اللہ صلعم کا سا ہے۔ مین دین کی خاطر بگڑون گا تو میری دلداری کی جائیگی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین چلے گئے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج کرتے ہو۔ مگر جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو الٹا شکوہ سنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی عرض کیا کہ رسولخدا صلعم سے مین نے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہیگا اور اکیلا ہی مرے گا۔

لہذا مجھے اجازت دیجیے کہ مین تنہا مقام مین جاکر رہون۔ حضرت عثمان نے کہا اچھا۔ جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے معمولی بستی مین جاکر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلعم کے مقبول صحابہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ تو رسول اللہ صلعم کی محبت مین دیوانے تھے۔ جس سے آنحضرت کو محبت کرتے دیکھا تھا اس کے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے۔ جب ابوذر کے ساتھ یہ سرد مہری دیکھی تو حضرت عثمان سے بگڑ گئے۔

اب حضرت خلیفہ صاحب اور حضرت ابوذر کے ایمان کا تقابل کیجیے کہ

یامرون بالمعروف و حکم کرتے ہین نیک باتون کا اور

ینھون عن المنکر	منع کرتے ہین بُری بات سے

کا مصداق کون ہے۔ اور

یامرون بالمنکر وینھون	حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین
عن المعروف۔	اچھی بات سے

کس پر صادق آتا ہے۔

پھر خود ہی انصاف فرمائیے کہ خدائے پاک کے نزدیک "کنتم خیر امۃ" کون ہے۔

پس خدائے پاک نے ان آیتون مین اصحاب مومنین کا ذکر اس لیے کیا کہ اور لوگ اُنکی پیروی کرین۔ چنانچہ انہین مومنین کی پیروی ان لوگون نے کی جنھون نے بوجہ اللہ سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی۔

اصحاب مومنین کی پیروی انصار سید الشہداؑ نے کی

اولئك ھم المؤمنون حقا لھم	یہی لوگ مومنین ہین حق کے راہ سے انہین کیلیے درجات
درجت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم	ہین اُنکی پروردگار کے نزدیک اور مغفرت ہے اور رزق کریم ہے
(سورۂ انفال)	
اولئك علیھم صلوات من ربھم	انہین لوگون پر انکے پروردگار کی طرف سے
ورحمۃ واولئك ھم المھتدون ۵	عنایتین ہین اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ
(سورہ بقر)	ہین۔ سورہ بقر۔

الغرض۔ اللہ جلشانہ نے "کنتم خیر امۃ"۔ فرما کر اس گروہ مومنین کی تعریف کی ہے جس کے سردار امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے۔ اور اسی جہت سے ان کی تعریف کی ہے کہ اور لوگ ان کی پیروی کرین۔ اور اسی لیے جناب رسول خدا صلعم نے قطعی یہ حکم دیا تھا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی

اگرچہ یہ حدیث بہت صاف اور صریح ہے جس مین کسی تاویل کی گنجائش نہین ہے۔ لیکن ہم اپنے بھائیون کی تسلی اور اطمینان کے لیے انہین کی معتبر کتابون کی سند پیش کرتے ہین کہ تحفۂ اثنا عشریہ تمھارے مذہب کی کتابون مین جو ہم مرتبہ بخاری ہے اس کے صفحہ ۱۳۹ پہ لکھا ہے۔

باید دانست کہ پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر کتاب اللہ عترتی واہلبیتی فرمودہ است پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج ازدین است (فخر المطابع)۔

اے یارو اس عبارت کو دیکھو۔ اور اپنے ہی پیر ومرشد کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ کس شد ومد سے خود اقرار کرتے ہین کہ جو مذہب ان دو کے خلاف ہو وہ جھوٹا ہے تو کیا پیروی اسی کا نام ہے کہ تم آل رسول کو چھوڑ کر ان لوگون کی پیروی کرتے ہو اور انہین کو "خیر امۃ" بناتے ہو۔ جنھون نے خود آل رسولؐ کو چھوڑا اور پیغمبر خدا کے حکم کو جسکی شان مین آیہ کریمہ۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

نازل ہوا۔ بدیان کہکر اڑا دیا۔ خود ہی غور کرو۔ کیا آل رسولؐ کی پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو کہ آل رسول کے مخالفین ومعاندین کو نائب رسول بنا کر اپنا ہادی ومقتدا سمجھتے ہو جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین۔

کیا آل رسول کی پیروی اسی کا نام ہے؟

باید دانست کہ معاویہ بن ابوسفیان یکے از اصحاب آنحضرت بود وصاحب فضیلت جلیلہ وزمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق او سوء ظن نہ کنی ودر ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نہ شوی۔

اور صاحب صواعق محرقہ تو قتل کا فتویٰ دیتے ہین۔

ہر کس کہ شتم یکے از ین اصحاب کبار یعنی ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند ویگوید کہ ایشان بر ضلال وکفر بودند اورا تکفیر باید کشت۔

اور یزید ابن معاویہ کی مغفرت اور فضیلت کے بارہ مین امام غزالی وغیرہ کے اقوال اوپر نقل ہو چکے ہین کہ اِن حضرات کے نزدیک وہ خلیفۂ برحق تھا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ پر اُسکی اطاعت وبیعت واجب تھی۔ مگر اُنھون نے اُس سے بغاوت کی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امام صاحب کوئی معمولی شخص نہین ہین ان کا درجہ حضرات اہلسنّت کے یہان بہت بڑھا ہوا ہے آپ اس پایہ اور مرتبہ کے شخص ہین جنکا ثانی نہین ہے آپ کی عظمت ومنزلت کے لیے یہ نکتہ کافی ہے کہ اگر جناب رسول خدا صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ہی ہوتے جیسا کہ علامہ سیوطی کتاب التنبہ فیما یبعث اللہ علی راس کل مائۃ مین فرماتے ہین

قال بعض اکابر العلماء — یعنی بعض اکابر اہلسنّت نے فرمایا ہے جو علم ظاہر

الجامعین بین العلم الظاھر والباطن — وعلم باطن کے جامع ہین کہ جناب رسالمآب صلعم

لوکان بعد النّبیّ نبی لکان الغزالی — کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ امام غزالی ہی ہوتے

یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض مصنفاتہ — اور انکے معجزات کا ثبوت خود اُنکے تصنیفات سے

(الکلام) نمبر ۱ تا ۱۲) سنہ ۱۳۴۳ھ صفحہ ۲۰۸ ترجمہ احقاق الحق — ظاہر ہے کسی دوسرے معجزے کی ضرورت نہین۔

بھائیو! اگر بیزاری تمھاری اصطلاح مین بمعنی پیروی کے ہے تو بیشک تم خدا اور رسولؐ کے احکام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

قال

اس مقام پر جاہلون کو "کنتم" کے لفظ پر ایک شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ خدا صحابہ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ آخر تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعد بدترین امت سے ہوگئے ہون۔ لیکن انہین کی طرف سے علامہ طبرسی نے اس کا بھی جواب دیدیا چنانچہ اسی تفسیر مین علامہ موصوف لکھتے ہین کہ "کنتم خیر اُمۃ" اللہ جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کوئی شک نہ ہوگا۔ اور صحابہ جیسے بہتر ہین ویسے ہی رہین گے اور اُسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے :-

"وکان اللہ غفورا رحیما" تو کیا اس کے معنی یہ ہین کہ "خدا تھا بخشنے والا مہربان"۔ اور اب نہین یا آئندہ نہ رہیگا۔

القول

ابھی ہم۔ ذکر۔ کر آئے ہین کہ علامۂ طبرسی نے مفسرین اہلسنّت کے اقوال نقل کیے ہین اور اور یہ شبہات بھی انہین لوگون کے ہین چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

قول آنست کہ بودند شما بہترین امتی در سابق علم یا در لوح محفوظ یا در کتب انبیا یا در روز میثاق کہ در جواب الست بربکم مسارعت نمودید۔

غرض مفسرین امامیہ سے کسی نے بھی اصحاب منافقین کو "کنتم خیر امۃ" نہین بتایا۔ ہان ہوا خواہان صحابہ البتہ احکام خدا و احادیث بخاری شریف کو پس پشت۔ ڈال کر "خیر امۃ" بتاتے ہین اور خدائے عزوجل پر تہمت رکھتے ہین۔

jabir.abbas@yahoo.com

فائدہ

قولہ
مفسرین امامیہ
قرآن مجید کی تحریف
کے مقر ہین۔

غرض کہ جب ان آیتون اور تفسیرون سے صحابہ کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور کوئی موقع اِنکی بزرگی سے انکار کا نرہا تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسرے راہ پر اُٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضون نے فرمایا ہے کہ بجائے "کنتم خیر امۃ" کے خیر ایمۃ" تھا اور یہ خطاب خدا نے امامون سے کیا تھا کہ "کنتم خیر آئمۃ" یعنی تم سب امامون سے بہتر ہو۔ مگر جامعان قرآن نے بجائے "آئمۃ" کے لفظ "اُمّۃ" کا بنا دیا۔ اگرچہ اور علماء شیعہ کو کسی قدر حیا نے منع کیا اور اُنھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اثر اُس کا اب تک باقی ہے۔ چنانچہ جناب مولوی میرن صاحب قبلہ اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم مین اِس کا ذکر کرتے ہین اور اپنے پدر بزرگوار کے صوارم کا حوالہ دیکر یون ارشاد فرماتے ہین کہ۔

(تغیّر و نقصان در قرآن منحصر بر چہار چیز است یکے تبدیل لفظی بہ لفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجائے "کنتم خیر امۃ خیر آئمۃ" بود۔ لیکن بعض اعداء اہلبیت آنرا تبدیل نمودند) اور آخر مین خود ہی فرماتے ہین کہ ("وجہ اوّل بعید است") ہمارے نزدیک بجائے اِس کے کہ "خیر امۃ" کی تصدیق کرکے صحابہ کے "خیر امۃ" ہونے سے انکار کرین۔ شیعیان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجائے "خیر آئمۃ" کے "خیر امۃ" ہونے کا اقرار کرین۔ اور تحریف قرآن کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بنائین۔

اقول

کنتم خیر امۃ اہل بیت نبی کے شان مین ہے

اہل حق کی نظر مین تو ان آیتون اور تفسیرون کے کسی لفظ اور کسی حرف سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت ظاہر نہین ہوی۔ ہان اہلسنّت البتہ خدا ے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کر کے ان آیات پاک کو جو مومنین کی شان مین ہین اپنے اصحاب سے منسوب کر کے اُن کو افضل ٹہراتے ہین۔ ہمارے نزدیک تو آپ اِن آیات پاک کو پیش کر کے افشاء مطاعن صحابہ کے باعث ہوئے۔

آئمۂ طاہرین علیہم السلام کی شان مین صرف "کنتم خیر امۃ" ہی نہین ہے۔ بلکہ ثلث حصہ قرآن اُنکے فضائل و مناقب مین ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" بھی حسب اقوال مفسرین اہلسنّت انہین خاصان خدا کی شان مین ہے جیسا کہ تفسیر دُرمنثور سیوطی صـ۶۴ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن	یعنی ابن ابی حاتم نے ابی جعفر سے روایت کی ہے کہ
ابی جعفر کنتم خیر امۃ اخرجت	آیۂ شریفہ "کنتم خیر امۃ الخ" اہلبیت نبی کی شان مین
للناس قال اھلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نازل ہوا ہے۔

اگرچہ ان مفسر صاحب نے دوسرے قول مین اصحاب رسول کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر اصحاب ثلثہ کو "کنتم خیر امۃ" انہون نے بھی نہین بتایا۔ وہ قول یہ ہے صـ۶۳ درمنثور طبع مصر

واخرج ابن جریر وابن المنذر	یعنی ابن جریر وابن منذر نے عکرمہ سے
عن عکرمہ فی الایۃ قال نزلت فی	روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اور عمار
ابن مسعود وعمار بن یسار وسالم مولی	بن یسار اور سالم غلام ابوحذیفہ اور ابی بن کعب
ابی حذیفۃ وابی بن کعب معاذ بن جبل	اور معاذ بن جبل کے حق مین ہے۔

یہ وہ اصحاب کبار ہین جو اہلسنّت کے نزدیک غیر ممدوح اور اِن کے خلفاء کے مورد ظلم و ستم

رہے ہین۔ آپ نے اس جگہ تحریف کا ذکر چھیڑ کر ہم کو اس کا موقع دیا کہ یہ راز فاش کیا جائے۔ اور چونکہ آپ نے صرف "کنتم خیر امۃ" ہی کی تحریف مین امامیہ کو متہم کرنا چاہا ہے لہذا۔

قول شاہ صاحب کہ شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین۔

ہم اس جگہ آپ کو چھوڑ کر افتخار المتکلمین خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کی طرف رجوع ہوتے ہین جو تحفہ مین شد و مد سے تحریر فرما گیے ہین کہ شیعہ تو قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ اس قرآن کو رائق تمسک نہین جانتے۔ اسکو مثل توریت و انجیل کے سمجھتے ہین۔

چنانچہ حضرت مذکور نے کئی صفحہ اس رنگ مین رنگے ہین ہم بقدر ضرورت اس کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجہ اعتبار	شیعہ کے نزدیک قرآن مجید قابل اعتبار نہین
ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک	ہے اور توریت و انجیل کی طرح قابل عمل
نماندہ زیرا کہ تحریف بسیار در و راہ یافتہ و	نہین رہا کیونکہ اُس مین بہت تحریف
احکام بسیار از و منسوخ شدہ و آیات و سور	کی گئی ہے اور اُسکی بہت سی آیتین اور
بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بود	سورتین چوری گئین اور اُس کے احکام
بدرو رفتہ و انچہ باقیست بعضی الفاظ او	منسوخ کر ڈالے گیے اور جو کچھ کہ باقی
متبدل و بعضی زائد و بعضی ناقص و نیز نزد	ہے اُس مین بھی بعض الفاظ بدل ڈالے
ایشان ثابت و مقرر و مشہور است کہ بعضی	گیے اور بعض بڑہا دیئے گیے اور بعض
سور تمامہا ساقط شدہ مثل سورۃ الولایۃ و	کم کر دیئے گیے نیز اُن کے نزدیک ثابت
بعضی سور باکثرہا مثل سورۃ الاحزاب	اور مشہور ہے کہ بعض سورتین کم کر دی
منہا کانت "مثل سورۃ الانعام۔ پس	گئین مثل سورۂ احزاب ان مین
ازین سورہ انچہ در فضائل اہلبیت و احکام امامت	آئمہ کے فضائل اور امامت کے

jabir.abbas@yahoo.com

ایشان بود ساقط کردند و لفظ "عن ولایۃ علی"
بعد ازین آیت "وقفوھم انھم
مسئولون" بلکہ بنی امیہ بعد ازین آیہ
خیر من الف شھر و بعلی بن
ابی طالب بعد ازین لفظ و کفی اللہ المومنین
القتال و ال محمد ازین لفظ وسیعلم
الذین ظلموا ال محمد ای منقلب ینقلبون
و لفظ علی بعد از و لکل قوم ھاد ذکر کل ذلک
ابن شھر آشوب المازندرانی فی کتاب المثالب و علی ہذا القیاس
کلمات بسیار و آیات بیشمار را شمردہ اند پس
حالا نزد ایشان در میان قرآن مجید محفوظ
و در میان توریت و انجیل فرقے نماندہ۔
قرآن مجید بزعم ایشان قابل استدلال نیست
زیرا کہ اعتماد بر قرآنیت او حاصل نمی شود
الا وقتیکہ ماخوذ باشد بواسطہ امام معصوم
و قرآنی کہ ماخوذ از ائمہ است در دست
ایشان موجود نیست۔ و این قرآن را
آئمہ بزعم ایشان معتبر ندانستہ اند و قابل
استدلال و تمسک نشمردہ چنانچہ از کلینی وغیرہ

جو احکام تھے وہ بھی نکال ڈالے گئے اور
آیت "وقفوھم" اور لفظ "عن ولایۃ علی"
اور کفی اللہ المومنین اور لکل "قوم ہاد" سے
علیؑ کا نام نکال ڈالا اسی طرح بہت سے
کلمات اور آیات مین تحریف کی گئی ہے
پس ان کے نزدیک قرآن
محفوظ اور توریت و انجیل
برابر ہے۔

تحفہ

مطبوعہ دھلی

صفحہ ۲۶۳-۲۶۴

ان کے زعم مین قرآن مجید قابل استدلال
نہین ہے۔ کیونکہ۔ تاوقتیکہ قرآن مجید
امام معصوم کے ذریعہ نہ لیا جائے قابل اعتماد
نہین ہو سکتا اور جو قرآن کہ آئمہ سے ماخوذ ہے
وہ انکے پاس موجود نہین ہے اور انکے زعم مین
آئمہ نے اس قرآن کو معتبر اور قابل استدلال
و تمسک نہین جانا۔ اور امامیہ کی ایک بڑی

کتب معتبرۂ ایشان منقول خواہد شد واین
مطلب بچند وجہ ثابت ست اول آنکہ
جماعۃ کثیرۂ از امامیہ از آئمہ خود روایت کردہ
اند کہ قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع
آن و اسقاط آیات بلکہ سور نیز بوقوع آمدہ
و ترتیب ہم متغیر شدہ۔ وحالا آنچہ موجود ست
مصحف عثمان ست کہ ہفت نسخہ از انوشتہ
باکناف عالم شہرت دادو کسے را کہ قرآن
منزل بر اصل ترتیب و وضع میخواند ضرب
شلاق نمود تا آنکہ طوعاً وکرہاً ہمہ آفاق برین
مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل
تمسک استدلال نباشد و نظم و الفاظ او عام
خاص او محل اعتماد نباشد چہ جائز ست کہ
این احکام کہ درین قرآن موجود اند ہمہ انہا
یا اکثر انہا منسوخ باشند یا آیاتے و سورے کہ
استقاط کردہ اند۔

جماعت نے اپنے آئمہ سے روایتین کی ہین کہ اس
قرآن مین سورتون اور کلمات کی تحریف ہوئی
ہے اور اسکی ترتیب مین بھی تغیر کیا گیا ہے اِس
زمانہ مین جو قرآن رائج ہے وہ مصحف عثمان
ہے۔ جس کے سات نسخے لکھوا کر اکناف عالم
مین پھیلا دیئے گئے بلکہ جو کوئی قرآن نازل شدہ
کو اسکی اصل ترتیب اور شکل پر تلاوت کرتا تھا
تو پیٹا جاتا تھا۔ آخر کار تمام جہان نے طوعاً
وکرہاً اسی مصحف پر اجماع کر لیا۔ پس یہ قرآن
قابل تمسک و استدلال نہین رہا اور نظم و
الفاظ اور عام خاص اس کا قابل اعتماد
نہین رہا کیونکہ ممکن ہے کہ اس قرآن
مین جو احکام موجود ہین وہ سب کے سب
یا اکثر اُن آیتون اور سورتون سے جو
نکال ڈالے گیے ہین منسوخ ہو چکے ہون۔

تحفہ اثنا عشریہ طبع دہلی (از صفحہ ۲۶۱)۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کی تردید

اگرچہ ہمارے بھائی حضرت مذکور کے اس ارشاد سے کہ

شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی جانتے ہین۔

بہت خوش ہین لیکن یہ محض تہمت ہے۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابات جو علماء کرام

وفضلاء امامیہ اعلی اللہ مقامہم نے دیئے ہین۔ اُن مین سے شاہ صاحب کے اس بیان کی تردید کی ہے۔ جیساکہ جناب ابوجعفر محمدؐ بن علیؑ بن بابویہ رحمۃ اللہ الملقب بہ شیخ صدوق کہ (جو اجلّ علماء شیعہ سے ہین") رسالۂ اعتقادات کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتقادنا فی القرآن ان القرآن	یعنی قرآن مجید کے بارہ مین ہمارا اعتقاد یہ ہے
الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ	کہ بیشک جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر
علیہ وآلہ ھو ما بین الدفتین وھو ما فی	نازل فرمایا ہے اُسی قدر ہے جو درمیان دفتین
ایدی الناس لیس باکثر من ذلک وبلغ	کے ہے اور وہ یہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین
سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ	ہے اس سے زیادہ نہین ہے اسکی سورتین
عشرۃ۔ سورۃ وعندنا والضحیٰ و	لوگون کے نزدیک ایکسو (۱۱۴) چودہ ہین اور ہمارے
الم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف	نزدیک والضحیٰ والم نشرح ایک سورۃ ہے اور
والم ترکیف۔ سورۃ واحدۃ ومن نسب	لایلاف والم ترکیف ایک سورۃ ہے جس نے
الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک	ہماری طرف یہ نسبت کی کہ قرآن اس سے
فھو کاذب ۵	زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے۔

جناب مولانا سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامہ جو اجلّ العلماء اور مجتہد مذہب شیعہ کے ہین ان کا قول تفسیر مجمع البیان مین یہ ہے۔

ان العلم بصحۃ القرآن کالعلم بالبلدان	یعنی علم قرآن کی صحت کا ایسا ہے جیساکہ
والحوادث الکبار والوقایع العظام والکتب	شہرون اور بڑے بڑے حادثات وواقعات
المشہورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان	کا علم یا مشہور کتابون یا عرب کے لکھے ہوئے
العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ	اشعار کا یقین ہے۔ جب اسکی نقل کی ضرورتین

وحراسته وبلغت الی حد لم یبلغه
فیما ذکرناه لان القران معجزة النبوة
وماخذ العلوم الشرعیة والاحکام
الدینیة وعلماء المسلمین قد بلغوا
فی حفظه وحمایته الغایة حتی عرفوا
کل شئ اختلف فیه من اعرابه وقرأته
وحروفه وآیاته فکیف یجوز ان
یکون مغیرا او منقوصا مع العنایة
الصادقة والضبط الشدید ۵

زیادہ ہوئین تو نہایت توجہ سے کام لیا گیا اور
حد سے زیادہ اسکی نگرانی کی گئی۔ کیونکہ قرآن مجید
آنحضرت صلعم کی نبوت کا معجزہ اور جمیع علوم
شرعی اور احکام دین کا ماخذ ہے۔ علماء اسلام
نے اسکی حفاظت مین وہ کوشش کی کہ
جو کچھ اختلاف اسکے اعراب و قرأت و
حروف و آیات مین تھا اسکو ممیز کر دیا پس
باوجود اتنی توجہ اور سخت نگرانی کے کیونکر
ممکن ہے کہ قرآن مین تبدل و تغیر یا کمی ہو۔

مجمع البیان صفحہ ۲ طبع ایران

علامہ طبرسی فاضل موصوف کے اس قول کو بھی تائیدًا اپنی تفسیر مجمع البیان مین درج فرماتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"تحقیق یہ قرآن عہد رسول صلعم مین مجموع مؤلف اسی طرح تھا جیسا کہ اب ہے اور استدلال کیا ہے کہ اس قرآن کا درس ہوتا تھا۔ اور یہ حفظ کیا جاتا تھا۔ اور یہ قرآن سمع اقدس آنحضرت صلعم مین لایا جاتا تھا۔ اور ایک جماعت صحابہ نے مثل حضرت عبداللہ بن مسعود و ابی کعب وغیرہ نے آنحضرت کے سامنے اس کے کئی ختم کیے۔ پس ان وجوہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجموع مرتب تھا نہ کہ منتشر اور پراگندہ۔ اور سید مرتضی نے فرمایا کہ فرقۂ امامیہ اور حشویہ مین سے جس نے اس کے خلاف کیا ہے وہ قابل اعتبار نہین ہے اس لیے کہ ان کے اقوال ضعیف ہین۔ پس ایسے اقوال بمقابلہ اسکے جسکی صحت کا علم قطعی حاصل ہو چکا ہو قابل توجہ نہین ہین۔ ایضًا صفحہ ۳۸"۔

قول مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب

اب مین اقوال علماء کرام امامیہ سے قطع نظر کرکے شاہ صاحب کے قول کی تردید خود انہین حضرت کے ایک شاگرد رشید و مرید سعید کی تفسیر سے کرتا ہون جو کہ - پادریون - آریون دہریون - اور نیچریون کے شبہات کے جواب مین ہے - جس کے مصنف علامہ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب ہین جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انہون نے اس زمانہ کے مفسرین اور حال کے فلاسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ مین نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آیندہ نسلون کے لیے عرصہ دراز تک کارآمد ہوگی - یہ تفسیر جس کا نام فتح المنان المشہور بہ مقدمہ تفسیر حقانی ہے اور ۱۳۱۵ھ مین مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوئی ہے - اسکی جلد اول (ص۳۲) مین تحریف قرآن کے بارہ مین جو عقیدہ علماء کرام امامیہ کا لکھا ہے اس کا اقتباس اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے -

پس انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے آجتک سلف سے لے کر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا بلکہ علماء شیعہ اس خیال کی براءت بڑے شد و مد سے کرتے ہین - شیخ صدوق - ابو جعفرؒ و محمدؒ بن علیؒ بابویہ اپنے رسالہ عقاید مین یہ لکھتے ہین کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جو اب لوگون کے پاس موجود ہے نہ اس مین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ - تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضی کہتے ہین کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کے قائل ہین محض غلط ہے - محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اس کا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اسکا کیا اعتبار ہے - ملا صادق کلینی مین لکھتے ہین کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا - محمد بن حسن عاملی کہتے ہین کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن مین بہ چند وجوہ کمی زیادتی

ناممکن ہے۔

جناب مولوی صاحب ممدوح پادری صاحب سے مخاطب ہوکر یہ فرماتے ہین۔

پادری صاحب۔ فرمایئے کہ وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہے جو اپنے اکابر علما کی نسبت یہ بدگمانیان جائز رکھکر پرائے شگن کے لیے اپنی ناک کٹائے گا۔ اصحاب ثلثہ کی ضد مین آکر اپنے بزرگون کو برا کہکے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا صـ۴۲

بھائیو۔ اب نظر انصاف سے اپنے حضرت پیر و مرشد کا یہ قول۔

"تا کتاب اللہ نزد شیعہ از درجۂ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ"

کو انہین کے مرید سعید کے اس قول

"انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ آجتک سلف سے لیکر خلف تک محققین شیعہ سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا"

سے ملاؤ اور پھر باہم اپنی ہی پیر و مرید مین حق و باطل کا امتیاز کرلو۔

شاہ صاحب نے علمائے امامیہ پر یہ اتہام کیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تحریف کا الزام مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو بدنام کرنے کی غرض سے رکھا گیا ہے۔ ورنہ بفحوائے مصرع

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

اقوال علماء اہلسنت دربارہ تحریف قرآن

خود علمائے اکابر اہلسنت والجماعت تحریف کے قائل ہین اور کتب صحاح سے لیکر آج کے زمانہ تک ان کی کتابین تحریف قرآن سے بھری ہوئی ہین۔ اور جناب شاہ صاحب نے بقول حافظؒ

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اسکی پردہ پوشی کی ہے۔ لہذا علماء اہل سنت کے چند اقوال نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون۔

پہلی روایت۔ واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفۃ بخاری نے اپنی تاریخ مین حذیفہ سے روایت کی ہے

قال قرأت سورة الاحزاب على النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنسیت منها سبعین ایۃ ما وجدتها

انہون نے کہا کہ مین نے سورۂ احزاب کو رسول خدا صلعم سے پڑہا تھا۔ لیکن اُسکی ستر آیتین بھول گیا ہون وہ مجھکو پھر نہ ملین۔ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد پنجم صہ

دوسری۔ واخرج ابو عبید فی الفضائل وابن الانباری وابن مردویہ عن عائشۃ قالت کانت سورۃ الاحزاب تقرأ فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مائتی ایۃ فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منها الا علی ما هو الان

ابو عبید نے فضائل مین اور ابن انباری اور ابن مردویہ نے عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہین کہ عہد رسول صلعم مین سورۂ احزاب کی دو سو آیتین پڑہی جاتی تھین۔ لیکن جب عثمان نے قرآن جمع کیا تو اسی قدر آیتین ملین جتنی کہ اب موجود ہین۔ درمنثور جلد پنجم صہ ۱۸۰

تیسری۔ واخرج ابن الضریس عن عکرمۃ قال کانت سورۃ الاحزاب مثل سورۃ البقرۃ او اطول وکان فیها آیۃ الرجم درمنثور جلد پنجم صہ ۱۸۰

ابن ضریس نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کی برابر یا اُس سے بھی بڑا تھا۔ اور اُسی مین آیۂ رجم بھی تھی۔

چوتھی۔ واخرج مالک والبخاری ومسلم وابن الضریس عن ابن عباس ان عمر قام فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال اما بعد ایها الناس ان اللہ بعث محمدا بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان فیما انزل علیہ آیۃ الرجم فقرأناها ووعیناها

مالک و بخاری و مسلم و ابن ضریس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر صاحب خطبہ کے لیے کھڑے ہوے۔ پس حمد و ثنائے الٰہی کے بعد یہ کہا کہ ایہا الناس خدا نے (محمد صلعم) کو حق کے ساتھ بھیجا اور کتاب اِن پر نازل کی پس جو کچھ اُن پر نازل کیا اُس مین سے آیۂ رجم بھی تھی جس کو ہم نے خود پڑہا اور یاد رکھا اور

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ ورجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول بالناس زمان فیقول قائل لانجد ایۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ

در منثور جلد پنجم صفحہ ۱۸۰

وہ یہ تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ اور رسول نے رجم کیا تھا اور اُن کے بعد ہم کرتے رہے لیکن اب مین ڈرتا ہون کہ لوگون پر زمانہ دراز گزر جائے اور کہنے والے کہنے لگین کہ ہم تو آیہ رجم قرآن مین پاتے ہی نہین۔ پس اس سبب سے ایک فریضہ کو چھوڑکے جسکو خدا نے نازل کیا ہے ضلالت مین پڑجائین۔

پانچوین عن ابن عمر قال لایقولن احدکم قد اخذت القران کلہ ومایدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قران کثیر ولکن لیقل قد اخذت منہ ما ظھر

(اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۴)

ابن عمر سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ تم مین سے کوئی یہ نہ کہے کہ مین نے پورا قرآن یاد کر لیا کیونکہ اُس کو کیا معلوم ہے کہ کل قرآن کتنا تھا قرآن کا زیادہ حصہ تو جاتا رہا۔ البتہ یہ کہنا چاہیے کہ مین نے اس قدر یاد کر لیا ہے جتنا ظاہر اور موجود ہے۔

چھٹی۔ عن ابی موسی الاشعری قال نزلت سورۃ نحو براۃ ثم رفعت وحفظ منھا ان اللہ سیوید ھذا الدین باقوام لاخلاق لھم ولوان لابن ادم وادیان من مال لتمنی ولدیا ثالثا ولا یملا جوف

ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ سورۂ براۃ کے مثل ایک سورہ نازل ہوا تھا۔ لیکن پھر اُٹھا لیا گیا اس مین سے فقط یہ آیت یاد رہ گئی ہے۔ "ان اللہ سیوید ھذا الدین

ابن ادم لا التراب یتوب الله علی من تاب — باقوام الخ۔ اتقان جزو ثانی صـ۵۲۵

ساتوین — عن ابی موسیٰ الاشعری قال — ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ ایک سورہ ہم

کنا نقرء سورة نشبهها باحدی — پڑھا کرتے تھے جو مسبحات (جن کی ابتداء تسبیح سے

المسبحات فانسیناها غیر انی حفظت منها — ہے) مین سے کسی ایک کے مشابہ تھا پھر ہم اُسکو

یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون — بھول گئے مجھکو اس کی ایک آیت یاد رہ گئی

فتکتب شهادة فی اعناقکم فتسئلون عنها یوم القیمة — ہے۔ اور وہ یہ ہے (یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون الخ)

اتقان صـ۵۲۵

اٹھوین — قال عمر لعبد الرحمن — یعنی عمر نے عبد الرحمٰن بن عوف سے کہا

بن عوف الم نجد فیما انزل علینا — کیا تم بھی قرآن مین یہ آیت (جاهدوا

ان جاهدوا کما جاهدتم — کما جاهدتم اول مرة نہین پاتے؟

اول مرة فانا لا نجدها قال — مجھے تو ملتی نہین۔ اُنھون نے کہا جب قرآن کا

اسقطت فیما اسقط من القران — اور حصہ غائب کیا گیا تو یہ آیت بھی غائب

اتقان صفحہ ۵۲۵ — کر دی گئی۔

نوین۔ — فی المستدرک عن حذیفة — مستدرک مین حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین

قال ما تقرأون ربعها یعنی برأة — کہ اب تم سورۂ برات کا چوتھائی حصہ بھی نہین

(اتقان صـ۵۲۶ — پڑھتے۔

دسوین۔ — واخرج عبد الرزاق عن الثوری — عبد الرزاق ثوری سے روایت کرتے

قال بلغنا ان ناسا من اصحاب النبی — ہین کہ بہت سے اصحاب رسول صلعم سے

صلعم کانوا یقرءون القران — قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جو جنگ مسیلمہ مین

اجیبوا یوم مسیلمة فذهبت — مارے گئے تو بہت سے حروف قرآن

حروف من القرآن (حدسابق ص۱۰۰) جاتے رہے۔

محمدؐ بن ابراہیم ثعلبی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔

گیارھوین عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبداللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وآل ابراھیم وال عمران وال محمد علی العالمین

ابی وائل کا بیان ہے کہ ابن مسعود کے قرآن مین ان اللہ اصطفیٰ الخ کی آیت مین آل محمدؐ کا بھی لفظ پڑھا تھا۔ اور اب نہین ہے۔

بارھوین۔ درمنثور سیوطی تفسیر سورہ مائدہ مین عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین۔

کنا نقراء علی عھد رسول اللہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الخ"

ہم زمانۂ رسول خدا صلعم مین اس آیہ کی اس طرح تلاوت کیا کرتے۔ ما انزل

تیرھوین۔ معالم التنزیل مین تفسیر سورہ توبہ تحت آیۂ یحذر المنفقون ان تنزل علیھم الخ" مین فرماتے ہین۔

قال ابن عباس انزل اللہ ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسماءھم واسماء ابائھم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ منہ علی المومنین لئلا یعیر بعضھم بعضا لان ولادھم کانوا مومنین۔

ابن عباس فرماتے ہین کہ ستر منافقون کے نام معہ ولدیت نازل ہوے تھے یہ مسلمانون پر محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کرسکے۔ کیونکہ ان سب کی اولادین مسلمان ہوگئی ہین۔

جلد ۲ صہ ۹۵ طبع مصر

چودھوین۔ آیۂ کریمہ کفی اللہ المومنین القتال کے بعد بعلی بن ابیطالب تھا۔ چنانچہ عبداللہ ابن مسعود اس آیت کو بعلی بن ابی طالب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جیساکہ تفسیر درمنثور جزو پنجم صہ ۱۹۳ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ
وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ
انہ کان یقرأ ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین
القتال بعلی بن ابیطالبؑ

پندرھویں حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف
رد عثمان الصحف الی حفصۃ وارسل
الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ
بین القرآن فی کل صحیفۃ ومصحف ان یحرق

(تفسیر اتقان جزو اول صلا) اصلاح نمبر ۳ ص ۱۹

ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر
ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ وہ
اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے "و
کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالبؑ"
جب قرآن جمیع مصاحف سے نقل ہو چکا
تو عثمان نے مصحف حفصہ کے پاس واپس
کر دیا اور جمیع اطراف بلاد اسلام مین اپنے
لکھے ہوئے قرآن کا ایک ایک نسخہ
بھجوا دیا۔

یہ تو مسلمات سے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس مصحف کو تغیر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان امور کے جو باعث اونکے قتل کے ہوئے ایک یہ بھی تھا جیسا کہ اتقان سیوطی جلد ۲ ص ۲۵ مین ہے۔

عن حمیدہ بنت ابی یونس
قالت قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین
سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ
وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا
الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
وعلی الذین یصلون الصفوف الاول
قالت قبل ان یغیر العثمان المصاحف

اُبی بن کعبؓ اپنے ان اللہ وملئکتہ
یصلون علی النبی کو باضافہ
وعلی الذین یصلون الصفوف
الاول پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس سے
قبل کا ہے کہ عثمان نے مصحف کو تغییر
دیا۔

اور ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ مین ہے:۔

قالوا انتقم علیك انك جعلت الحروف حرفا واحدا

صحابہ نے کہا ہمکو اس وجہ سے تیر غصہ ہے کہ تم نے قرآن کے حروف کو ایک حرف کر دیا۔

تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ

سولھوین ۱۶۔ زید بن ثابت کہتے ہین کہ آیت "لقد جاءکم رسول من انفسکم مین نے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خدیجہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسی طرح حضرت عایشہ سے منقول ہے کہ یہ آیت لکھی ہوئی ہمارے پلنگ کے تلے پڑی تھی جسکو بکری کھا گئی۔ (منقول از تفسیر حقانی صہ ۳۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی)۔

سترھوین ۱۷۔ اسی طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریف قرآن کے بارہ مین جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ بھی کنز العمال جلد ششم صفحہ ۴۶ مین ملاحظہ فرمایئے جسکی نقل یہ ہے۔

درگاہ باری مین قرآن مسجد اور آل رسول کی فریاد

یجئ یوم القیمۃ المصحف والمسجد والعترۃ فیقول المصحف یارب حرفونی ومزقونی ویقول المسجد یارب خربونی وعطلونی وضیعونی وتقول العترۃ طردونا وقتلونا وشردونا واجئوا برکبتی للخصومۃ فیقول اللہ ذلك الی وانا اولی بذلك (دیلمی عن جابر رحم طب ص عن ابی امامہ)

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مصحف مسجد اور عترت اہلبیت رسول درگاہ احدیت مین حاضر ہون گے مصحف عرض کرے گا خداوندا لوگون نے مجھ مین تحریف کی اور پھاڑ ڈالا مسجد کہے گی کہ مجھے خراب اور معطل کیا عترت کہے گی ہم کو قتل کیا گھرون سے نکالا اور متفرق کیا ہم اُسوقت دوزانو ہون گے جیسے کوئی خصومت کے لیے دوزانو ہوتا ہے خداوند عالم فرمائے گا ہم زیادہ اولی ہین اس کے ساتھ۔

صلاح نمبر ۵ صفحہ ۲۲

اٹھارہوین۔ اگر ان روایتون سے جو ہم نے نقل کی ہین سیری نہو تو کتب صحاح و تفسیر کبیر و مسند امام احمد

اقتباس تفسیر حقانی

اور فتح الباری وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ کرلین۔ اگر اس مین تکلیف ہو تو کم از کم تذکرۂ بالا کے تفسیر حقانی کے (صفحہ ۲۷) مین اس عبارت کو پڑھ لین۔

آنحضرت صلعم نے اپنی حیات مین تمام قرآن لکھوا کر ایک جلد مین جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزا مین اسطور سے تھا کہ کوئی سورۃ کاغذ پر اور کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے پٹھون پر لکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ زیادہ دار و مدار حفظ پر تھا۔ گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن مسعود وغیرہما بھی موجود تھے۔ آپ ہر آیت کو بترتیب لکھوا دیتے اور حفظ بھی کرا دیتے تھے۔ پس جس طرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب ہو چکا تھا اُسی طرح بے کم و کاست آپ کے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپ کے بعد تخمیناً اسی سال ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی اُس مین بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ "بئر" کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔

حضرت عمر کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے۔ بلکہ اُس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کرا دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیون اور حُفاظ بھی شہید ہو گئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔

زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام کے مہتمم قرار پائے۔ انہون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا۔ اور سب سے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد مین نقل کر کے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابو بکر کے پاس رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس۔ پھر حفصہ کے پاس پھر حضرت عثمان کی خلافت مین بوجہ اس بات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا۔ لوگون کو بھُولے بھٹکے مین دقت پیش آنے لگی۔ اور اختلاف کی نوبت پہونچنے لگی تو حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان کو اُس سے نقل کر کے شہرت دینے کی ترغیب دی۔

حضرت عثمان کی خلافت مین پھر اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے قرآن سے نقل کر کے شایع کئے اور باقی قرآن لوگون سے لے کر جلوا دیئے

حضرت عثمان نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا کہ اُن کی مدد کے لیے عبداللہ بن زبیر و سعد بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے متعین فرمایا۔ اور اُنہون نے اُس نسخہ سے جو حفصہ کے پاس تھا اُسی تحقیق اور مقابلہ حفاظ سے کہ جس طرح پہلے کی گئی تھی سات یا چھ نسخہ نقل کراکے عراق اور شام و مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوا دیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملہ جو آنحضرت سے سنتے تھے درج کر رکھے تھے اور جس کو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوت سمجھتے تھے اُن کے مصحف منگا کر رفع اختلاف کی نیت سے جلوا دیئے کہ مبادا ان کو پچھلے قرآنون مین کوئی قرآن کی آیت نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ اُن کے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلا دیا گیا۔ ابتک بلا کم و کاست اُنہین نسخون کے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے الحمد للہ علی ذلک

حضرت زید بن ثابت جو نہ صرف جامعان قرآن کے شرف سے مشرف تھے بلکہ کاتب وحی بھی تھے اِن کے بارہ مین کنز العمال مین یہ روایت ہے۔

عن زید بن ثابت ان عمر بن الخطاب	ایکدفعہ عمر بن خطاب زید بن ثابت کے پاس
استاذن عنہ یومًا فاذن لہ وراسہ	آئے وہ اپنی کنیز سے اپنے سر مین کنگھی کرا رہے
فی ید جاریۃ ترجل فنزع راسہ فقال	تھے۔ عمر کو دیکھکر زید نے سر کھینچ لیا۔ زید نے
عمر بہا ترجلک قال یا امیر المومنین	کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے طلب
لو ارسلت الی جئتک فقال عمر	فرما لیتے تو مین خود حاضر ہو جاتا۔ عمر نے
لیس ھو بوحی حتی تزید فیہ	کہا یہ وحی نہین ہے کہ اس مین تم زیادتی
او تنقص انما ھو شئ فتراہ فان	یا کمی کرو۔ بلکہ یہ ایک رائے اور مشورہ
رایتہ ووافقتنی تبعتہ والا لم یکن	کی بات ہے۔ اگر موافقت کرو تو بہتر ہے

شی فابی زید فخرج عمر مغضبا۔ ورنہ کچھ نہین۔ زید نے انکار کیا تو عمر خفا ہوکر

از صراالسارق صـ۴۴۲ چلے آئے۔

اگرچہ ان روایتون سے اور مثل ان کے صدہا صحابہ کا قرآن مین تحریف اور قرأۃ مین اختلاف کرنا بخوبی ثابت ہے۔ مگر ہم اس موقع پر شاہ صاحب ہی کے کلام سے حضرت کے کلام متذکرہ بالا کی تردید کرتے ہین کہ خود وہ حضرت حضرت عبداللہ بن مسعود و ابی کعب کو تحریف قرآن مین متہم کرتے ہین۔

قول شاہ صاحب کہ اگر عبداللہ بن مسعود کا قرآن لیا جاتا تو فتنہ عظیم دین مین برپا ہوتا

انچہ در وجہ ناخوشی عبداللہ بن مسعود ذکر	عبداللہ بن مسعود کی ناراضی کا جو کچھ ذکر
کردہ اند۔ نیز غلط و افترا است در کتب صحیحہ	کیا ہے وہ محض غلط اور افترا ہے جس کی
ازان اثرے نیست صحیح این قدر ست کہ	کچھ حقیقت مستند کتب مین نہین ہے صحیح
چون عثمان اختلاف مردم در قرأت قرآن	اس قدر ہے کہ جب عثمان نے دیکھا کہ لوگ
بحدے مشاہدہ نمود کہ اکثر عوام الفاظ غیر	قرآن کی قرأت مین بہت اختلاف کرنے
منزلہ میخواندند و باختلاف قرأۃ بہانہ می جستند	لگے اور الفاظ غیر منزل پڑہنے لگے اور قرأۃ
بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر اجلاء صحابہ	کے بہانہ ڈہونڈنے لگے تو عثمان نے بمشورۂ
کہ حضرت امیرؓ ہم از انجملہ بود۔ خواست	حذیفہ بن الیمان و دیگر صحابۂ کبار جن مین
تا ہمہ طوائف عرب و عجم بریک مصحف	حضرت علیؓ بھی تھے ارادہ کیا کہ سب گروہ
جمع شوند و ازان تخلف نورزند و این عزم را	عرب و عجم ایک قرآن پر اجتماع کرین اور پھر خلاف
بفعل آورد۔	نکرین اس قصد پر انہون نے عمل کیا۔
عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض	چنانچہ عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب نے
قرأۃ شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند۔	بھی بعض قرأت اپنے مصحف مین لکھ لیے تھے
حالانکہ بعضے عبارات ادعیہ قنوت بودند	حالانکہ ان مین بہت سی دعائین قنوت تھین

jabir.abbas@yahoo.com

وبعضے عبارات تفاسیر کہ جناب پیغمبرؐ در وقت
تلاوت قرآن بیان معانی آن ی فرمودند
از موقوف کردن مصاحف خود اباورزیدند
و در ابقاء مصاحف ایشان فتنۂ عظیم در دین
پیدا می شد کہ در نفس قرآن اختلاف واقع
بود و رفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیاری شد
در گرفتن مصاحف غلامان عثمان البتہ باین
مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم
باو رسید بے آنکہ عثمان ایشان را باین امر
امر کردہ باشد۔ و ابی بن کعب مصحف
خود را بے مزاحمت حوالہ نمود باو ے
پرخاشے بمیان نیامدہ و کدورتے نماندہ
و معہذا عثمان ہر چہ ممکن بود استرضاء ابن
مسعود خواست و عذرہا کرد اگر ابن
مسعود قبول نہ کند ملامت بر ابن مسعود
خواہد بود نہ بر عثمان و چون ابن مسعود مریض
شد عثمان بخانہ او آمدہ استغفار ازو درخواست
و عطاء او را نیز آوردہ ابن مسعود گفت
عطاء ترا نمی گیرم چون من محتاج بودم

اور بعض تفسیرون کی عبارتین جو جناب
پیغمبرؐ خدا صلعم وقت تلاوت قرآن فرمایا
کرتے تھے۔ ان لوگون نے قرآن کے دینے سے
انکار کیا۔ چونکہ ان لوگون کے قرآن قائم
رکھنے سے ایک فتنۂ عظیم دین مین پیدا ہوتا
کیونکہ جب نفس قرآن ہی مین اختلاف
ہوا تو رفتہ رفتہ اس مین بہت سی خرابیان
پیدا ہوتین۔ لہذا غلامان عثمان نے ابن مسعود
سے قرآن لینے مین خشونت کی اور انکو ضرب
اور صدمہ بھی پہونچا مگر عثمان نے یہ حکم اپنے
غلامون کو نہین دیا تھا اور ابی بن کعب نے
چپکے سے اپنا قرآن دیدیا تھا لہذا ان سے کچھ
تعرض نہین کیا گیا اور نہ کوئی کدورت رہی
جہانتک ہوسکا عثمان نے ہر چند ابن مسعود سے
معافی چاہی اور بہت کچھ عذر و معذرت کی
اسپر بھی اگر ابن مسعود قبول نہ کرے تو قابل ملامت
ابن مسعود ہے نہ کہ عثمان جب ابن مسعود بیمار ہوے
عثمان اِن کے گھر گیے اور خواستگار عفو ہوے اور
نیز جو عطیہ اِن کا مقرر تھا وہ بھی لائے مگر ابن مسعود نے لیا

نه رسانیدی و حالانکه از جهان مستغنی شدم

و سفر آخرت می نمایم به من میدهی عثمانؓ گفت

که بدختران خود بده - ابن مسعود گفت دختران

خود را نخواندن سورهٔ واقعه

در هر شب فرموده ام و از جناب پیغمبرؐ

شنیده ام که هر که سورهٔ واقعه

هر شب بخواند بفاقه مبتلا نه گردد عثمانؓ

برخواسته نزد اُمّ حبیبه زوجهٔ مطهرهٔ رسولؐ

رفت و از و استدعا نمود که ابن مسعود را

از من راضی گرداں اُمّ حبیبه ابن مسعود را

مراتب بسیار گفته فرستاد باز عثمان نزد ابن مسعود

رفت و گفت که اے عبد الله چرا تو هم مثل یوسف

پیغمبر به برادران خود نمی گوئی که لا تثریب

علیکم الیوم یغفر الله لکم و هو

ارحم الراحمین ابن مسعود سکوت کرد و جواب

نداد پس از طرف عثمانؓ در استرضا و استعفا

قصوری واقع نه شد و اقصی الغایة در ین

مقدمه کوشید و بری الذمه شد (تحفه صفحه ۶۳۱ تا ۶۳۲

مطبوعه دہلی بحث مطاعن عثمان)

اور کہا جب مجھے ضرورت تھی اُسوقت تو تم نے

بند کر دیا اب مین مستغنی ہون اور سفر آخرت کر رہا

ہون مجھے دیتے ہو۔ عثمان نے کہا اچھا اپنی لڑکیونکو

دیدو۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی لڑکیونکو

نصیحت کی ہے کہ ہر شب سورهٔ واقعہ پڑھا کرین

کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ جو

کوئی ہر شب سورهٔ واقعہ پڑھا کرے وہ فاقہ

مین مبتلا نہوگا۔ پھر عثمان اُمّ حبیبہ زوجہ رسول اللہ

کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ابن مسعودؓ کو

میری طرف سے راضی کرا دو اُمّ حبیبہ نے

بہت کچھ کہلا بھیجا مگر ابن مسعود راضی نہوئے) اِس کے

بعد پھر عثمان ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے

عبد اللہ تم بھی مثل اپنے بھائیون کے یہ کیون نہین

کہتے کہ "آج کے دن تم پر سرزنش نہ تھی خدا تم کو

بخشے گا اور وہ بہتر رحم کرنیوالا ہے") ابن مسعودؓ نے

سکوت کیا اور کچھ جواب نہ دیا غرض عثمان کی

طرف سے رضامندی اور عذرخواہی مین کوئی

کمی نہین ہوئی۔ اور وہ ہر طرح کی کوشش کرکے

بری الذمہ ہو چکے۔

روایات صحیح مسلم و دیگر محدثین شاہ صاحب کے کلام کی تردید مین

اگرچہ شاہ صاحب کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے قرآن مین اس درجہ نقص تھا کہ اگر ان سے بجبر نہ لے لیا جاتا تو اس کے باقی رکھنے سے دین مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہوتا لیکن اس بیان کی تصدیق دیگر محدثین و متکلمین کے اقوال سے نہین ہوتی۔ بلکہ ان کے اقوال دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن کے بہت بڑے عالم تھے انمین سے منجملہ یہ ہین۔

پہلی بیان ابن عبدالرحمٰن

استقرؤا القرآن من اربعة	قرآن چار آدمیون سے سیکھا کرو ان مین سے
نفر فبدء بعبداللہ بن مسعود	سب سے پہلے رسول اللہ نے ابن مسعود
استیعاب (اصلاح ۳-۳۹-۶)	کا نام لیا۔

دوسری

عن ابی ظبیان قال قال لی عبداللہ بن	عبداللہ بن عباس نے ابوظبیان سے
عباس ای لقرأتین تقرأ قلت القراءة الاولی	پوچھا کہ تم کس قراءت پر قرآن کو پڑھتے ہو۔
قرأة ابن ام عبد فقال لی بل ھی الاخرة	کہا کہ پہلی قراءت پر جو ابن مسعود کی ہے ابن
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان	عباس نے کہا وہی آخری قراءت ہے کیونکہ
یعرض القرآن علی جبرئیل فی کل عام	آنحضرت کا معمول تھا کہ ہر سال ایکبار قرآن کو
مرة فلما کان العام الذی قبض فیہ	جبرئیلؑ پر عرض کرتے تھے جب وہ سال آیا
عرضہ علیہ مرتین فحضر ذلک عبداللہ	جس مین حضرت نے انتقال فرمایا تو دو مرتبہ
فعلم ما نسخ من ذلک وما بدل۔	عرض کیا۔ اُسوقت ابن مسعود حاضر تھے انکو
(استیعاب جلد اول ص۳۶۲) اصلاح ۳۔ ص۳۹ ۶	وہ سب معلوم ہوا جو کہ نسخ کیا گیا یا بدلا گیا۔
عن مسروق قال کنا ناتی	مسروق سے روایت ہے کہ مین عبداللہ
عبداللہ بن عمر فنتحدث الیہ	بن عمر کے پاس آتا اور اُن سے حدیث پوچھا کرتا تھا

jabir.abbas@yahoo.com

وقال ابن نمیر عنده فذکرنا یومًا عبد الله بن مسعود
فقال لقد ذکرتم رجلا لا ازال احبه بعد شیئ
سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول خذوا القرآن
من اربعة من ابن ام عبد فبدأ به ومعاذ بن جبل
وابی بن کعب وسالم مولی ابی حذیفة
رواه الترمذی ومسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ طبع مصر از مجمع البحرین صفحہ ۴۷۱

ایک دن مین نے عبد اللہ بن عمر سے ابن مسعود کا
ذکر کیا اُس وقت ابن نمیر تھا ابن عمر نے کہا
تم نے اُس شخص کا ذکر کیا جس کو مین ہمیشہ
دوست رکھتا تھا اور مین نے رسول خدا صلعم
سے سُنا ہے کہ قرآن چار شخصون سے سیکھو
یعنی عبد اللہ بن مسعود معاذ بن جبل -
ابی بن کعب اور سالم مولی ابی حذیفہ سے -

استیعاب مین ہے -

قال لما امر عثمان فی المصاحف بما امر قام عبد الله بن مسعود
خطیبا فقال اتامرنی ان اقرأ
القرآن علی قرأة زید
بن ثابت والذی نفسی بیده لقد
اخذت من فی رسول الله صلی الله
علیه وسلم سبعین سورة وان زید
ابن ثابت لله ذوابة یلعب بالغلمان
والله ما نزل من القرآن شئ الا
وانا اعلم فی ای شئ نزل وما احد اعلم
بکتاب الله منی ولو اعلم احدا بتلقینه
الابل اعلم بکتاب الله منی لاتیته

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن کے بارہ مین
حکم دیا تو عبد اللہ بن مسعود نے خطبہ پڑہا اور
کہا یہ لوگ حکم دیتے ہین کہ ہم قراءت زید بن
ثابت پر قرآن کو پڑہین حالانکہ خود ہم نے
ستر (۷۰) سورتین رسول اللہ کے منہ سے یاد کی تھین
اور بخدا زید بن ثابت ایک لڑکا تھا جس کے
گیسوؤن سے اطفال کھیلا کرتے تھے بخدا جو کچھ
قرآن مین نازل ہوا ہے اُس کا علم مجھ سے
بڑھکر کوئی نہین ہے - اگر مین جانتا کہ
دوسرا بھی مجھ سے زیادہ عالم ہے اور میرا
اونٹ وہانتک پہونچ سکتا تو مین اُسکے

ثم استحیی مما قال فقال ما ان بخیرکم۔

استیعاب جلد اول صـ۲۷۳ (اصابہ ج ۲ صـ۳۲۹)

پاس جاتا اور علم قرآن اُس سے حاصل کرسکتا تھا تو ضرور جاتا۔ پھر شرماے اپنی کہے پر بس کہا کہ میں تم لوگوں میں بہتر نہیں ہون۔

اور صحیح مسلم و شرح امام نووی مین ہے۔

(۵) عن عبد اللہ انہ قال ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ثم قال علی قراءۃ من تامرونی ان اقرأ فلقد قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعا وسبعین سورۃ ولقد علم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اعلمہم بکتاب اللہ ولو اعلم ان احدا اعلم به منی لرحلت الیہ قال شقیق فجلست فی حلق اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما سمعت احدا یرد ذلک علیہ ولا یعیبہ

(مسلم جلد ۲ صـ۳۴۲ ایضاً صـ۳۴۷)

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ۔ (جب حضرت عثمان نے ابن مسعود سے صحیفہ طلب کیا تب) ابن مسعود نے اس آیہ کو پڑھا کہ جو شخص خیانت کرے وہ قیامت مین پابہ زنجیر آئیگا اور کہا کہ علم قرآن و حفظ منازل قرآن مین کون مجھ سے افضل ہے کہ مین اُسکی تقلید قراءت جدید مین کرون مین نے ستر سے زیادہ قرآن کی سورتین خود رسول اللہ سے پڑھکر سیکھے ہین اصحاب رسول جانتے ہین کہ اگر کوئی مجھ سے زیادہ جانتا تو بیشک مین اسکی طرف رجوع کرتا۔ شقیق کہتے ہین کہ اُس محفل مین مین بھی تھا لیکن اصحاب رسول مین سے کسی ایک نے بھی ابن مسعود کے کلام کی تردید نہ کی اور نہ اُن کی غیبت مین۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود وہ شخص ہین جنھون نے سب سے پہلے کفار مکہ کو قرآن سنایا۔

جیسا کہ تاریخ طبری حصہ اول جلد ۳ صہ ۱۱۸۸ طبع جرمن مین ہے۔

حدثنا یحیی بن عروۃ ابن الزبیر	یحیی بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے
عن ابیہ قال کان اول من جھر بالقرآن	ہین کہ سب سے پہلے جس نے آواز بلند قرآن
بعد رسول اللہ صلعم بمکۃ	سنایا وہ عبداللہ بن مسعود ہین بعد رسول اللہ کے
عبداللہ بن مسعود قال اجتمع یوما	ایک روز صحابہ رسول جمع ہوئے اور یہ مشورہ
اصحاب رسول اللہ صلعم	ہوا کہ قسم خدا کی ابھی تک قریش نے یہ قرآن بآواز
فقالوا واللہ ما سمعت قریش بھذا القرآن	بلند نہین سنا ہے پس کون شخص ہے جو انہین
یجھر لھا بہ قط فمن رجل یسمعھموہ	سنائے عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم ایسا کرینگے
فقال عبداللہ بن مسعود انا قالوا انا	صحابہ نے کہا نہین کوئی ایسا شخص ہو جسکی
نخشاھم علیک انما نرید رجلا لہ عشیرۃ	عشیرہ ہو کہ وقت پر حمایت کر سکے عبداللہ بن مسعود
یمنعونہ من القوم ان ارادوہ فقال	نے کہا تم ہمکو چھوڑ دو خدا ہماری حفاظت کریگا۔
دعونی فان اللہ سیمنعنی قال فغدا	دوسرے روز قریش جب اپنے مقام پر خانہ کعبہ کے
ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی وقریش	پاس جمع ہوئے تو ابن مسعود نے مقام ابراہیمؑ
فی اندیتھا حتی قام عند المقام ثم قال	کے پاس جاکر بآواز بلند سورۂ رحمان پڑھنا
بسم اللہ الرحمن الرحیم رافعا بھا صوتہ	شروع کیا قریش پوچھنے لگے کہ ابن اُم عبد کیا
الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان	کہتے ہین کسی نے کہا محمدؐ کا قرآن پڑھتے ہین
قال ثم استقبلھا یقرأ فیھا قال فتاملوا وجعلوا	اُس پر اُنھون نے اُٹھکر اُن کے منہ پر مارنا
یقولون ما یقول ابن ام عبد ثم قالوا انہ لیتلو	شروع کیا اور وہ قرآن پڑھتے رہے ابن مسعود کو
بعض ما جاء بہ محمد فقاموا الیہ فجعلوا یضربون	جس قدر پڑھنا تھا پڑھکر اصحاب کے پاس آئے

وجهه وجعل يقرء حتى بلغ منها ما شاء الله ان يبلغ ثم انصرف الى اصحابه وقد اثروا بوجهه فقالوا هذا الذى خشينا عليك قال فما كان احد اهون الله اهون على منهم الان لئن شئتم لاغازينهم غدا بمثلها قالوا لا حسبك فقد اسمعتهم ما يكرهون۔ ۵۵

(اصلاح ۳-۳۹-)

اور اُن کی مار کا اثر اِن کے چہرے پر تھا جس پر اصحاب نے کہا اسی کا ہم کو خوف تھا ابن مسعود نے کہا یہ لوگ ایسے ذلیل تو کبھی ہم کو معلوم نہیں ہوئے تھے جیسا کہ آج کے دن معلوم ہوئے۔ پھر کہا اگر کہو تو کل پھر اسی طرح انکو قرآن سُنا آئیں۔ سب نے کہا۔ بس یہی کافی ہے۔

افسوس۔ جن۔ عبداللہ ابن مسعود کا یہ مرتبہ اور درجہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب خاص اور مقربان آل رسول سے ہوں۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ میں ہے۔

عن ابی موسی قال قدمت انا واخی من الیمن فمکثنا حینا وما نرے ابن مسعود وامہ الا من اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کثرۃ دخولہم ولزومہم لہ

(صحیح مسلم رواہ الترمذی) مجمع البحرین (۴۰۰)

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ میں معہ اپنے بھائی کے یمن سے آئے ہم لوگ خدام شاداں تھے ابن مسعود اور انکی ماں کو اہلبیت میں سے بسبب کثرت آمد و رفت اہلبیت رسالت کے اُن کے یہاں۔

حضرت عثمان کا حضرت عبداللہ بن مسعود کو غلاموں سے نچوانا وغیرہ وغیرہ

اِن کے ساتھ حضرت عثمانؓ نے یہ سلوک کیا کہ انکا قرآن جلوا دیا وظیفہ بند کر دیا۔ غلاموں کے ہاتھ سے اس قدر پٹوایا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ قید کیے گئے یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں انتقال کر گئے۔

جیسا کہ تاریخ خمیس سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان ابن مسعود لما عزلہ عثمان عن الکوفۃ وولی الولید بن عقبۃ ورای صنیع الولید

حضرت عثمان نے ابن مسعود کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو مقرر کیا۔ اس نے طرح طرح کے

فی جورہ وظلمہ فعاب ذلک وجمع الناس بمسجد
الکوفۃ وذکر لھم احداث عثمان ثم قال ایھا
الناس لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر
اولیسلطن اللہ علیکم شرارکم ثم یدعوا
اخیارکم فلا یستجاب لکم وبلغہ خبر نفی ابی ذر
الی الربذۃ فقال فی خطبتہ بجفل من
اھل الکوفۃ ھل سمعتم قول اللہ تعالی۔
ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم
من دیارھم وعرض بذلک لعثمان فکتب الولید بذلک
الی عثمان فارسل شخصہ من الکوفۃ فلما دخل مسجد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم امر عثمان غلمانہ السود فدفع ابن مسعود فکسر بعض اضلاعہ من
المسجد ودمی بہ الی الارض وامر بہ فاحرق مصحفہ و
جعل منزلہ فحبسہ وحبس عنہ عطاءہ اربع سنین الی ان مات

مجمع البحرین صفحہ ۴۶۴ (۲۷۰) تاریخ خمیس طبع مصر

ظلم وستم کیے ابن مسعود نے حضرت عثمان کی
شکایتین اور عیوب محفلون مین بیان کیے۔
اور واسطے زوال خلافت کے بددعا کی۔ اور
حضرت عثمان کی قوم مین آیۂ کریمہ
"تقتلون انفسکم الخ" پڑہا جب یہ
خبر ولید حاکم کوفہ کو ملی۔ اس نے حضرت عثمان کو
لکھ بھیجا۔ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے اپنے
پاس بلایا۔ جب ابن مسعود داخل مسجد نبوی
ہوے تو حضرت عثمان نے اپنے غلام حبشی کو
حکم دیا اس نے مسجد سے نکال کر زمین پر پھینکدیا
اور ابن مسعود کے قرآن جلانے کا حکم دیا اور
اور انکا مال قرق کرلیا اور انکو قید خانہ بھجوادیا۔
چار سال تک یہی حالت رہی یہان تک کہ
وہ مرگئے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید

اب معزز ناظرین۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی عظمت و منزلت اور علم قرآن پر غور فرمائین کہ
جس کے دل مین قرآن مجید کی یہ عظمت ہو کہ وہ قریش کے ہاتھ سے طمانچے کھانے پر بھی تلاوت قرآن
کرتا رہے جسکی شان مین جناب رسول خدا صلعم فرمائین کہ قرآن ابن مسعود سے سیکھو۔ مفسرین اہلسنت
نزول آیہ کریمہ "کنتم خیر امۃ" جس کی شان مین بتائین۔ جس کا قرآن جمیع مصاحف سے صحیح ہو۔ جن کے
مرتبے درجے یہ ہون کہ وہ صحابہ کرام مین بڑے معتبر۔ حافظ اور قاری ہون۔ عامیون کے اختلاف

دور کرتے تھے۔ سارے ملک مین ان کے تلامذہ پھیل گئے جنھون نے لوگون کو قرآن کی تعلیم دی۔ افسوس کہ جناب شاہ صاحب حضرت عثمان کی خاطر اس محبّ خدا پر یہ الزام لگائین۔ کہ عبداللہ ابن مسعود و ابی بن کعب بعض قراۃ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند کہ در ابقائے ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا می شد

بھائیو۔ اب اپنے پیرو مرشد کے کلام پر غور کرو کہ خود ہی عبداللہ ابن مسعود کا قرآن مین تحریف اور اختلاف کرنا۔ حضرت عثمان کا ان سے قرآن طلب کرنا۔ غلامان عثمان کا ان کو زدوکوب کرکے مصحف لینا اوسکو جلوا دینا انکا وظیفہ بند کرنا۔ عبداللہ ابن مسعود کا عثمان سے ناراض ہونا حضرت عثمان کا عفو تقصیر چاہنا۔ اور ابن مسعود کا عفو نہ کرنا بتوضیح و تصریح تحریر فرماتے ہین با این ہمہ امامیہ پر یہ اتہام لگاتے ہین کہ۔

"باعتقاد شیعہ انچہ موجود است مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ از انوشتہ باکناف عالم شہرت دادہ وکسے را کہ قرآن منزل بر اصل ترتیب می خواند ضرب و شلاق نمودتا آنکہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق برین مصحف اجماع کردند۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا (سورۂ کہف)

کیا بڑی بات ہو کہ اُن کے منہ سے نکلتی ہے مگر سب جھوٹ ہے۔

فال

قولہ اگر میرن صاحب قبلہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیر امۃ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمۃ۔

افسوس ہے کہ میرن صاحب قبلہ اور اون کے والد ماجد انتقال فرما گیے ورنہ مین اس صدیقہ سلطانیہ اور صوارم کو لیے خدمت مین حاضر ہوتا۔ اور پوچھتا کہ "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے یا "کنتم خیر آئمۃ" اگر فرماتے "کنتم خیر آئمۃ" صحیح ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" تحریف جامعان قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ اس وقت اور آئمہ کرام سوائے علی مرتضیٰ کے کون تھے اور کس نے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کیا تھا جن سے خدا یہ خطاب کرتا اور جن کی یہ فضیلتین بیان کرتا۔ اور اگر فرماتے "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے تو کمترین التماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جس کو خدا "خیر امۃ" فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین بیزاری کفر ہے یا نہین۔ اور ان کے آگے انہین کی کتاب کھول کر صفحہ ۱۸۶ کی عبارت نکال کر پوچھتا کہ حضرت اس کا کیا مطلب ہے۔

از آنجملہ انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود

"ان ھذا القران فیہ ضیاء الھدیٰ ومصباح الدجیٰ" یعنی درین قرآن انوار ہدایت و چراغہائے دور۔

کنندہ تاریکی ضلالت و غوایت روشن است

اور قسم دیکر پوچھتا کہ آپ کو اپنے اجتہاد ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن مین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے اگر "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" لکھا ہے تو پھر آپ کیون اس سے انکار کرتے ہین۔ اور کیون روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑتے ہین۔ اور پھر اس کتاب کی یہ عبارت دکھاتا کہ۔

از امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما متلبس شوند

مانند پارہائے شب تار۔ پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت ست ہر کسے کہ

آنرا پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد۔

اور یہ کہتا کہ قبلہ و کعبہ سُنیے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین اُمت سے جانتے ہین۔ اور آپ بدترین امت سے۔ اور نہ آپ ہماری مانتے ہین۔ اور نہ ہم آپکی۔ اب آیئے اور امام محمدؑ باقر علیہ السلام کے قول پر عمل کیجئے۔ اور قرآن سے رجوع کیجیے۔ اگر اس مین "کنتم خیر امۃ" صحابہ کی نسبت ہو تو بس راہ جنت اختیار کیجیے اور اپنا مذہب چھوڑیے اور اگر اس مین "کنتم شر امۃ" انکی نسبت ہو تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجئے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت موصوف زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اب ان کے جانشین کیا جواب دین گے۔

jabir.abbas@yahoo.com

القول الحق

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ "خیر امۃ" ہے۔ اور "خیر آئمۃ" بھی ہوسکتا ہے۔ مگر آپ کا مطلب دونون صورتون مین حاصل نہین ہوسکتا۔ اس لیے کہ "خیر امۃ" سے وُہی اصحاب مومنین مراد ہین جن کا شعار

دونون ہوسکتے ہین

امر بالمعروف ونہی عن المنکر (رہا) یعنی حکم کرتے ہین اچھی باتکا اور منع کرتے ہین بری باتسے

مگر صحابہ ممدوحین اس صفت مین کورے تھے۔ اگر "آئمۃ" ہے تو اس سے مراد اہلبیت رسوؐل صلعم ہین اور خطاب کے لیے سب آئمہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام تو موجود تھے لہذا یہ خطاب اُن جناب سے ہوا۔ اور دیگر آئمہ علیہم السلام اس مین شریک کیے گیے۔ اور خطاب کا سے کرنا اور دوسرون کو اس مین شریک کرنا کلام عرب مین جائز ہے۔ جیسا کہ مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ

اگرچہ "کنتم خیر امۃ" صحابہ سے خطاب ہے مگر اس مین تمام اُمت شامل ہے۔

نیز خود آپ ساتوین آیت مین آیۂ کریمہ۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا مالکم" مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ خطاب انہین صحابہ سے ہے جو کہ جہاد پر جانے سے تساہل کرتے تھے نہ کُل مہاجرین وانصار سے۔ اور خطاب کل سے کرنا اور بعض مراد لینا کلام عرب مین جائز ہے۔

آپ جو یہ پوچھتے ہین کہ

جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند متعال نے اس قرآن مین اصحاب رسوؐل کی یہ تصریح کردی ہے

اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی مومنین کی شان مین آیتین ہین۔

"منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون" یعنی اِن مین سے بعض مومن ہین۔ اور اکثر فاسق۔

پس۔ اصحاب مومنین کی فضیلت اور بشارت کے بارہ مین بہت آیتین اس قرآن مین موجود ہین۔

از آنجملہ یہ ہین۔

پہلی آیت رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ — خدا ان سے (خوش) راضی ہے اور وہ خدا سے

واعد لہم جنّٰت تجری من تحتہا الانہٰر — راضی ہین ان کے لیے (جنت ہین) باغات تیار

خالدین فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم — کیے گیے ہین جن کے نیچے نہرین جاری ہین۔ وہ اُن مین

سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳ — ہمیشہ رہین گے اور اپنی مراد کو پہونچین گے۔

دوسری اولئک لہم جنّٰت عدن تجری — یہی لوگ ہین جن کے رہنے کے لیے (بہشت کے)

من تحتہم الانہٰر یحلون فیہا — ہمیشگی کے باغ ہین اُن لوگون کے (مکانون کے)

من اساور من ذہب ویلبسون — نیچے نہرین بہرہی ہون گی اِن کو وہان سونے کے

ثیابًا خضرا من سندس و — کنگن پہنائے جائین گے اور وہ مہین و دبیز ریشمی

استبرق متکئین فیہا علی — سبز کپڑے زیب تن کرینگے وہان تختون پر تکیے

الارائک نعم الثواب وحسنت — لگائے (بیٹھے) ہون گے۔ (کیا ہی) اچھا بدلہ ہے

مرتفقا — اور (بہشت بھی آرام و آسائش کی (کیسی)

پ ۱۵۔ س کہف۔ رکوع ۴ — جگہ ہے۔

تیسری علی سرر موضونۃ متکئین — یہ لوگ سونے کے تارون سے بنے ہوے تختون پر

علیہا متقٰبلین یطوف علیہم ولدان — (بیٹھے ہوے) ان کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ایک

مخلدون باکواب وابارین وکاس — دوسرے کی طرف منہ کیے ہون گے چند نوجوان جن سدا

من معین لا یصدعون عنہا — (نوجوان ہی بنے) رہین گے (پانی پینے کے) آبخورے

jabir.abbas@yahoo.com

ولا ینزفون و فاکهة مما
یتخیرون ٥ ولحم طیر مما
یشتهون ٥ وحور عین ٥
کامثال اللؤلوء المکنون ٥
جزاءً بما کانوا یعملون ٥
لا یسمعون فیها لغوا ولا تاثیما ٥
الا قیلا سلما سلما ٥

اور آفتابے اور ایسی شراب صاف کے جام کہ (جس کے پینے سے
نہ اُنہین دردسر ہوگا اور نہ بہکین گے اور جس قسم کا
میوہ یہ پسند کرین اور جس پرندکا گوشت یہ چاہین
اُنکے پاس بار بار لاتے ہونگے (اور اُن کے لیے وہان)
بڑی آنکھ والی حورین ہین (اُنکی رنگیتن صفائی اور
آبداری مین) اُن موتیون کے مثل ہین جو (بہت ہی
احتیاط کیے) تہ مین چھپا دئے رکھے ہون (یہ ہم نے)
اُسکے بدلہ مین جو وہ کرتے تھے (اُنہین عنایت کیا)
وہان وہ نہ کوئی بیہودہ بات سنین گے اور نہ گناہ کی
بجز سلام سلام کی آواز کے۔

سورۂ واقعہ

پارہ (۲۷)

ع ۱

چوتھی

یعبادی لا خوف علیکم
الیوم ولا انتم تحزنون ٥
الذین اٰمنوا بایٰتنا وکانوا
مسلمین ٥ ادخلوا الجنة انتم
وازواجکم تحبرون ٥
یطاف علیهم بصحاف من
ذهب واکواب وفیها ما تشتهیه
الانفس وتلذ الاعین وانتم فیها
خالدون ٥ وتلک الجنة التی

ہمارے بندو آج تم کو نہ تو کسی طرح کا خوف ہے
اور نہ تم (کسی طرح) آزردہ خاطر ہوگے (یہ وہ لوگ ہین) جو
ہماری آیتون پر ایمان لائے اور (ہمارے) فرمان بردار رہے
تم اور تمہاری بیبیان عزت و اکرام کے ساتھ جنت مین
داخل ہو جاؤ ان پر سونے کی رکابیون اور پیالیون کا
دور چلے گا اور جس چیز کو (اُن کا) جی چاہے اور جو (انکی
نظر مین بھلی معلوم ہو بہشت مین (اُن کیلیے موجود) ہوگی
اور اُن کو مژدہ سنا دیا جائیگا کہ تم ہمیشہ یہین رہوگے
اور یہ جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے اُن (نیک اعمال کی

اورثتموها بما كنتم تعملون ○ لكم فيها فاكهة كثيرة منها تأكلون ○ (پ (۲۵) س - الزخرف - ع ۷)

عوض مین (ملی ہو) جو تم دنیا مین کیتے رہے ہو یہان تمھارے لیے کثرت سے میوے ہین جن مین سے کھا رہے ہو۔

آیات دربارۂ اصحاب منافقین

اور اصحاب منافقین کے بارہ مین اس قرآن مین یہ لکھا ہے۔

(۱) اذا جاءك المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنفقين لكذبون ○ اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله ط انهم ساء ما كانوا يعملون ○ ذلك بانهم امنوا ثم كفروا فطبع على قلوبهم فهم لا يفقهون ○ (پ ۲۸ - سورۃ منافقون ع)

(اے رسول) جب منافق تمھارے پاس آتے ہین تو تمھین خوش کرنیکے لیے) کہدیتے ہین کہ ہم تو پکارے کہتے ہین کہ آپ بیشک رسول خدا ہین اور (اگرچہ) اللہ تو جانتا ہے کہ تم بیشک رسول ہو مگر اللہ (تم کو یہ بھی) جتلائے دیتا ہے کہ (یہ) منافق جھوٹ بولتے ہین اِن لوگون نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسکی آڑ مین لوگونکو) راہ خدا سے روکتے ہین (کیا ہی) بُرے کام ہین جو یہ لوگ کر رہے ہین کس لیے کہ یہ لوگ (پہلے مسلمانونکو دکھانیکو) ایمان لائے پھر (منکر ہونیمین بلکہ اسلام سے) پھر گئے یہانتک کہ انکے دلون پر مہر کر دیگئی تو (اب) یہ (حق بات کو) سمجھتے ہی نہین۔

(۲) ومن الناس من يقول امنا بالله وباليوم الاخر وما هم بمؤمنين ○ يخدعون الله والذين امنوا وما يخدعون الا انفسهم وما يشعرون ○

اور لوگونمین بعض ایسے بھی ہین جو (منہ سے تو) کہدیتے ہین کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ لوگ ایمان نہین لائے (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور اُن لوگون کو جو ایمان لاچکے ہین دھوکا دیتے ہین اور (حقیقت مین) دھوکا نہین دیتے مگر اپنے آپکو اور (اس بات کو) نہین سمجھتے ان کے

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ	دلون مین (پہلے سے کفر کا) مرض تھا اب اللہ نے مرض اور بڑہا دیا
مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا	اور بھی بڑہا دیا اور انکو جھوٹ بولنے کی سزا مین عذاب
یکذبون ۝ پ۱۔ البقرہ ع۔	دردناک (ہوتا ہے)
(۳) ان المنفقین یخادعون	منافق (مسلمانونکو دہوکا دیکر گویا) خدا کو دہوکا
اللہ وھو خادعھم واذا	دیتے ہین حالانکہ (حقیقت مین) خدا انہین کو دہوکا
قاموا الی الصلوۃ قاموا	دیرہا ہے اور (یہ لوگ) جب نماز کیلیے کہڑے ہوتے ہین تو
کسالی یراؤن الناس ولا	الکسائے ہوئے کہڑے ہوتے ہین (ظاہرداری کرکے)
یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین	لوگون کو دکہاتے ہین اور (دل سے) اللہ کو یاد نہین
بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی	کرتے مگر کچھ یوہین سا۔ کفر و ایمان کے بیچ مین پڑے ہوئے
ھؤلاء ومن یضلل اللہ فلن	ہیں نہ ان (مسلمانون) کی طرف اور نہ اُن (کافرون)
تجد لہ سبیلا ۝	کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو ممکن نہین کہ
پ س ع	تم مین سے کوئی اُس کے لیے راستہ ڈہونڈہ نکالے۔
(۴) بشر المنفقین بان لھم	ان منافقون کو جو مومنون کو چھوڑ کر کافرونکو
عذابا الیما ۝ ان الذین	اپنا یار بناتے ہین۔ یہ خوشخبری سنادو کہ ان
یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ۝	کے لیے دردناک عذاب ہے۔
(۵) ان المنفقین فی الدرک الاسفل	یقینًا منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے مین ہونگے
من النار ولن تجد لھم نصیرا (پ۵ النساء ع)	اور ہرگز نہ پائیگا تو اونکے لیے مددگار

جو فتنے اور فساد اُن سے سرزد ہونیوالے تھے اُنکے متعلق یہ ہے۔

(۶) فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض	کیا تم سے دور ہے اگر تم حاکم ہو جاؤ تو روئے زمین مین

وتقطعوا ارحامکم۔ فساد پھیلانے اور اپنے ناتے رشتے توڑنے لگو۔

جہاد سے فرار ہونے پر یہ نصّ جلی موجود ہے۔

(۷) اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرٰیکم۔ (اسوقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بھاگے چلے جاتے تھے باوجودیکہ رسولؐ تمہارے پیچھے کھڑے تم کو بُلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

الحاصل اصحاب مومنین ومنافقین دونون کے حالات اور آیات کا انکشاف کر دیا ہے پس جن کو ایمان کا پاس ہے اُن کے نیک و بد سمجھنے اور مومن ومنافق مین امتیاز کرنے کے لیے اِس قرآن مین سب کچھ موجود ہے۔ اور جو اپنے دل مین ایمان کا درد نہین رکھتے اور اپنی ہی خواہشون کے پیرو ہین وہ آیات قرآن سے چشم پوشی کرکے اپنے مطلب کی خاطر خدا کی آیتون مین تحریفات معنوی کیا کرتے ہین۔ جیساکہ اسی آیۂ وافی ہدایہ "کنتم خیر امۃ" مین کی ہین۔ حالانکہ خوب جانتے ہین کہ ان اصحاب سے مہر اسلام کو زوال آیا۔ اِنکے نقص ایمان پر نہ صرف اقوال علما بلکہ آیات الٰہی شاہد ہین مگر اس پر بھی ایسی جلی شہادتون سے اعراض کرکے انھین کو بہترین اُمت سے سمجھتے ہین اور خدائے پاک کی طرف سے "کنتم خیر امۃ" بتاتے ہین جو وجہ نقص ایمان۔

یامرون بالمنکر و ینھون عن المعروف۔ حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین اچھی بات سے۔

کے مصداق ہین اُن پر۔

تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بُری بات سے۔

کا اطلاق کرتے ہین۔ کاش اب بھی اپنے باطل عقیدون کو چھوڑین اور حدیث متفقہ فریقین اتی تارك فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی سے متمسک ہون۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ قرآن۔ قرآن صامت ہے اور اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ناطق ہین جو انسے منحرف ہے وہ گمراہ ہی الغرض ؎

آٹھون بہشت باغ ولایت کے پھول ہین — ان سے ولا رکھو کہ یہ آل رسول ہین

اعمال دشمنان علی ناقبول ہین — روزے ہون یا نمازین ہون سب بے اصول ہین

پھر کیا ادا زکوٰۃ اگر حج سمیت کی

شرط قبولیت ہے ولا اہلبیت کی

قولہ تعالی۔

اقوال شاہ صاحب در بارہ حدیث اصحابی۔

انا اھدیناہ السبیل اما — ہم نے تم کو راہ ہدایت بتادی (اب تم کو اختیار ہے) چاہو شکر کرو خواہ کفر۔

شاکرا و اما کفورا۔

واضح ہو۔ کہ حدیث اصحابی جس مین فرشتگان عذاب کا اصحاب کو جانب شمال لے جانا اور رسول اللہ کا فرمانا کہ یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین مذکور ہے اوپر نقل ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے تسلیم کی ہے مگر بفحوائے شعر

شاہد دلبر بائے من میکند از برائے من — نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بہ تازہ نو بہ نو

گلفشانیان بھی خوب خوب کی ہین۔ یعنی کبھی تو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اہل سنت سے کوئی بھی ان اشخاص کو اصحاب رسول نہین سمجھتا۔ نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا معتقد ہے۔ کبھی اس حدیث کو غیر اشخاص مرتدین کے حق مین بتاتے ہین اور انکا پتہ بھی دیتے ہین کہ وہ لوگ طبقہ بنی حنیفہ و بنی تمیم سے ہین۔ کبھی ان آیات پاک کو جو مخصوص اصحاب مومنین کی فضیلت مین ہین اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتاتے ہین۔

آخر بعد قیل وقال بسیار اس لطیفہ سے اپنے اصحاب کی فضیلتون کا رنگ جماتے ہین کہ اصحاب کی منزلت و مرتبت حفاظ قرآن ہی خوب سمجھتے ہین۔ ناظرہ خوان اصحاب کے درجے و مرتبے کیا جانین۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

این حدیث صریح ناطق است کہ مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر باشد و ہیچ کس از اہلسنت آنجماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آنحضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اہلسنت در آن صحابہ است کہ با ایمان و عمل صالح ازین جہان درگذشتند در حال این قسم اشخاص اگر روایت موجود داشتہ باشد بیارند کہ در حق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم

(اس) طعن کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ اشخاص مذکورین سے وہ مرتدین مراد ہین کہ جو حالت کفر ہی مرے ہون۔ اور اہلسنت سے کوئی شخص بھی اس جماعت کو صحابی نہین کہتا۔ اور نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا کوئی معتقد ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطور وفاصدی آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا مین پھنس گئے اور ٹوٹے ونقصان مین رہے اہلسنت کا کلام اُن اصحاب کے بارہ مین ہے کہ جو با ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ اس جہان سے گیے اگر ایسے لوگون کی نسبت کوئی روایت موجود ہو تو پیش کرین کہ ایسے اشخاص کے بارہ مین حقتعالے نے خاص طور سے بشارتین نیک قرآن مین نازل فرمائی ہین۔

اللہ تعالی نے ان لوگون سے کہ جنھون نے

وعملوا الصلحت ليستخلفنهم
فی الارض كما استخلف الذين
من قبلهم وليمكنن لهم
دينهم الذی ارتضى لهم
وليبدلنهم من بعد
خوفهم امنا يعبدوننی
لا يشركون بی شيئا۔

ایمان لانیکے بعد عمل نیک کیے اس امر کا وعدہ
کرلیا ہے کہ ان کو ضرور زمین مین خلیفہ بناوینگے
جیسا کہ تم سے پہلے لوگون کو اس نے خلیفہ بنایا۔
اور ضرور ان کو قادر بنائے گا اُس دین پر کہ
جس کو اللہ نے اِن کے لیے پسند و مناسب فرمایا
اور اِن کے خائف ہونیکے بعد ان کے ہراس کو امن سے
ضرور بدل دیگا۔

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد
لهم جنّٰت تجری من تحتها الانهار
خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم

اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگیے اور اللہ نے
اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین جسکے نیچے نہرین
جاری ہین جس مین وہ ہمیشہ رہین گے اور
یہی پوری کامیابی ہے۔

پ ۱۱ - س - توبہ - ع ۱۳ -

وبشر المؤمنين بان لهم من الله
فضلا كبيرا - پ ۲۲ - سورۂ احزاب - ع ۶ -

(اے رسول) تم مومنین کو اللہ کی جانب
سے فضل عظیم کی بشارت دو۔

فالذين هاجروا واخرجوا
من ديارهم واوذوا فی سبيلی و
قاتلوا وقتلوا لاكفرن عنهم
سياتهم ولادخلنهم جنّٰت
تجری من تحتها الانهار

پس جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے شہرون سے
نکالے گیے اور ہمارے لیے اُنھون نے اذیتین اُٹھائین
اور کفار کو قتل کیا اور (خود) قتل کیے گیے اللہ اُنکی
بُرائیون سے ضرور درگذر کرے گا اور اُن کو
اُن جنتون مین جن کے نیچے نہرین جاری ہین

پ ۴ - س - آل عمران ع ۲۰ -

ضرور داخل کرے گا

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنّٰت لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابداً ۝ پ۱۱- س توبہ- ع ۳-

اُنکا پروردگار انکو اپنی مہربانی ورضامندی سے اور ایسے ہرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُن کیلیے دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغونمین ہمیشہ رہینگے

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان۔ پ۲۶- س الحجرات- ع ۲

لیکن اللہ نے ایمان کی محبت دیدی ہے اور اسکو تمھارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے۔ اور کفر وبدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے۔

اولئك ھم المؤمنون حقاً لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم ۝ (پ۱۰- س توبہ- ع ۱۰)

وہی لوگ یقینی مومن ہین اُن کے لیے اللہ کی جانب سے درجات مغفرت اور رزق کریم ہے۔

لکن الرّسول والذین اٰمنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم واولئك لھم الخیرات واولئك ھم المفلحون ۝ (پ۱۱- س توبہ- ع ۱۱)

لیکن رسولؐ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ایمان لائے انھون نے اپنے نفوس اور اموال کے ساتھ جہاد کیا انھین لوگون کے لیے نیکیان ہین۔ اور وہی لوگ رستگار ہین۔

لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلاً وعد اللہ الحسنیٰ واللہ بما تعملون خبیر ۝ (پ۲۷- س حدید- ع ۳)

نہین تم مین سے برابر ہے وہ شخص کہ جس نے قبل فتح کے خرچ کیا اور مقاتلہ کیا وہی لوگ بڑے درجہ والے ہین اُن لوگون سے کہ اُنھون نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے ہر ایک سے نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا	اس مال مین اُن مفلس مہاجرین کا بھی حصہ
من ديارهم واموالهم يبتغون	ہے جو اپنے گھرون سے اور مالون سے نکالے لیے
فضلا من الله ورضوانا وينصرون	اور خدا کی خوشنودی اور فضل کے طلبگار
الله ورسوله اولئك هم الصادقون	ہین۔ اور خدا کی اور اُس کے رسولؐ کی مدد
الى اخر الاية الثانية۔	کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین۔
يوم لا يخزى الله النبى والذين	اُس دن اللہ اپنے رسول اور ان مومنین
امنوا معه نورهم يسعى بين ايديهم و	لوگون کو جو ایمان لائے رسوا نکریگا اُنکا نور
بايمانهم۔ (پ۲۸۔ س التحریم۔ ع)	اُن کے سامنے اور اُن کے دہنے جانب دوڑتا ہوگا۔
ولا تطرد الذين يدعون ربهم	(اے رسول) اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے
بالغداة والعشى يريدون وجهه۔	پروردگار کو پکارتے ہین اپنے پاس سے نہ نکالو
(پ۷۔ سورۂ انعام۔ ع)	اور وہ اُسکی ذات کا (بھروسہ) (ارادہ) کرتے ہین۔
واذا جاءك الذين يؤمنون	اور جبکہ میرے پاس وہ لوگ آئین جو ہماری آیتون پر
بايياتنا فقل سلام عليكم كتب ربكم	ایمان لائے ہین پس کہو کہ تم پر سلام ہے واجب کر لیا
على نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء	ہے تمھارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو
بجهالة ثم تاب من بعده واصلح	بیشک جس شخص نے تم مین سے بہتر عمل کیا جہالت
فانه غفور رحيم۔	سے پھر توبہ کرنیکے بعد سکے اور اپنی حالت کی اصلاح
(پ۷۔ سورۃ انعام۔ ع)	کی پس وہ غفور الرحیم ہے۔
ان الله اشترى من المؤمنين	بہ تحقیق اللہ نے مومنین کے نفسون اور
انفسهم و اموالهم	مالون کو خرید کر لیا کہ اُنکے واسطے جنت ہے، اللہ کی

jabir.abbas@yahoo.com

یقاتلون فی سبیل اللہ — راہ مین جہاد کرتے ہین - پس قتل کرتے ہین اور خود

فیقتلون ویقتلون وعدًا علیہ — قتل ہوتے ہین یہ پکّا وعدہ ہے اُسکو پورا کرنا خدا پر

حقا فی التورٰیۃ والانجیل و — لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت وانجیل قرآن

القراٰن ومن اوفی بعہدہ من — سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والا خدا

اللہ۔ (پ۱۱-س توبہ-ع۱۴)

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ — رہے پیغمبر جب مسلمان ایک درخت کے نیچے تمھارے

یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی — ہاتھ پر (مرنے مارنے کی) بیعت کر رہے تھے خدا ان سے

قلوبھم۔ (پ۲۶-س فتح-ع۳) — خوش ہوا۔ اور اُس نے انکی عقیدت کو جان لیا۔

با جملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی — المختصر حافظ قرآن کو ممکن نہین۔ کہ صحابہ

صحابہ تردد داشتہ باشد اگرچہ حدیث — کی بزرگی مین تردد رکھتا ہو۔ اگرچہ حدیث

وروایت را در نظر نیارد زیرا کہ اکثر قرآن — وروایت کو نہ دیکھا ہو اس وجہ سے کہ قرآن

مملو است از تعریف وتوصیف این جماعت — اس جماعت کی تعریف وتوصیف سے بھرا ہوا

وناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت — ہے لیکن دیکھکر پڑھنے والے ایک لفظ کو

گوش می کنند وسیاق وسباق آنرا چون — ایک آیت سے سُنتے ہین اور اُسکے طریقہ

یاد ندارند غور نمی کنند کہ در این جا چہ قیود — وغیرہ کو بھول جاتے ہین تو غور نہین کرتے کہ

واقع شدہ وضمیرہ آن لفظ کدام کدام چیز — اس جگہ کتنے قیود واقع ہوئے اور ضمیر اسکا

در نظم قرآنی گردانیدہ اند کہ تاویل مبطلین — نظم قرآنی مین کون کون ہے کہ تاویل مبطلین

وتحریف جاہلین۔ در آن دخلے نماندہ — اور تحریف جہلا کو اُس مین کوئی دخل نہو۔

واللہ اگر پدر من غیر از حفظ قرآن بمن ہیچ — خدا کی قسم اگر میرا باپ بجز حفظ قرآن کوئی

تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی	تعلیم مجھے نکرتا تو مین کبھی اُس کا شکر ادا
مقدار نمی توانستم برآمدے	نہ کر سکتا ے
روح پدرم شاد کہ میگفت باوستاد	روح پدرم شاد کہ می گفت باوستاد
فرزند مرا عشق بیاموزد دگر ہیچ	فرزند مرا عشق بیاموزد دگر ہیچ
این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در	یہ سب حفظ قرآن ہی کی نعمت ہے کہ مین
ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن	اپنی مشکل اُس سے رجوع کرکے حل کرلیتا
می کنم۔ تحفہ صنہ طبع دہلی۔	ہون۔

اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ بنی حنیفہ کو تقرب رسول نہ تھا کہ وہ مرتکب بدعات ہوے۔

افسوس کہ حضرت شاہ صاحب قضا کرگئے۔ ورنہ مین تحفہ اثنا عشریہ لیے ہوے خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا اور پوچھتا کہ حدیث حوض اصحاب سے متعلق ہے یا بنی حنیفہ و بنی تمیم سے اگر فرماتے بنی حنیفہ و بنی تمیم کے حق مین ہے تو بندہ عرض کرتا کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم کو بارگاہ رسالت و نبوت مین یہ تقرب و رسوخ کب حاصل ہوا تھا کہ جناب سرور عالم صلعم ان کو حوض کوثر پر دیکھتے ہی یہ کلمۂ شفقت آمیز فرمائین گے کہ۔

"یہ میرے اصحاب ہین میرے اصحاب ہین"

(۲) حدیث حوض تو اِنکی صحابیت کی شہادت دیتی ہے۔ اللہ جل شانہ بھی اُن کی صحابیت کی تصدیق فرماتا ہے۔ اور آپ اُن کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ

"ہیچ کس از اہلسنّت آن جماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود"

(۳) آپ ان اشخاص کو اصحاب سمجھین یا نہ سمجھین اور ان کی بزرگیون کے معتقد ہون یا نہون۔ مگر اتنا تو تسلیم کرتے ہین کہ یہ لوگ اصحاب رسول سے تھے مگر بعد ایمان لانیکے پھر مرتد ہوگیے۔ لہذا اہلسنت ان کو اصحاب نہین سمجھتے۔ یہی عقیدہ امامیہ کا بھی اصحاب ناقص الایمان کی نسبت ہے۔

لیکن آپ اس عقیدہ سے اِن کو دشمن اسلام سمجھتے ہین اور یہ حدیث تحفہ مین درج فرماتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ — رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی اصحابکو

علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون — بُرا کہے تو کہو خدا کی لعنت تمھارے

اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔ — شر پر ہو۔

(۴) حدیث شریف کا مضمون تو یہ ہے کہ جب فرشتگان عذاب رسولؐ اللہ کے سامنے سے اصحاب کو کشان کشان لیجائین گے تو آنحضرت صلعم اصحاب کو دیکھکر عرض کرین گے۔

بارِ الٰہا یہ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا۔ اے رسولؐ۔ تم کو اُن بدعات سیّات کی کیا خبر ہے۔ جو ان اصحاب نے تمھارے بعد کی تھین۔

حدیث اصحابی خاص اصحاب سے متعلق ہے

پس بنی حنیفہ و بنی تمیم کس عہد ہمایون مین مسند نشین خلافت و امارت ہوے تھے جو اِن کو دین خدا مین بدعات و احداث کرنے کا موقع ملا اور وہ بدعتین کیا ہین۔

حدیث اصحابی کے ساتھ اِن احادیث نبوی پر بھی غور فرمائین جن مین سے بعض اُوپر درج کرآیا ہون یعنی کسی حدیث کا مفہوم تو یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بعد کچھ لوگ جھوٹی باتین میری طرف منسوب کرین گے۔ عبادہ نے پوچھا یا حضرت وہ کون لوگ ہین۔ اور یہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو ابتدا سے میرے دشمن ہین اور جب میری جان حلق تک پہونچے گی اُس وقت ظاہر ہوجائین گے۔

کسی حدیث مین یہ ہے کہ۔

وہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے دین خدا مین دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔ بعض احادیث مین تو بہ تصریح یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہوگی جبتک میری اُمت مثل اُمم سابقہ اُمور قبیح کی مرتکب نہوگی۔

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ آپ اہل فارس و روم کی نسبت فرماتے ہین۔ ارشاد ہوا

وہ لوگ تم ہو۔

کنز العمال سے جو حدیث مین اوپر لکھ آیا ہون اُس پر غور فرمائے کہ

جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ سے پوچھا۔ یا علی اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے۔ اور دنیا کی طرف جھک پڑین گے میراث کو ہضم کر ڈالین گے دین خدا مین اپنا دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی نے آیۂ کریمہ ولو انفقتہا فی الارض کی تفسیر مین صاف لکھا ہے کہ۔

جب جناب رسول اللہ نے وفات پائی۔ اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوئے اور اُس کے خواہان وجویان ہوئے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔

اس حدیث سے بھی آپ واقف ہین کہ

ایک دن جناب رسولؐ خدا صلعم کا گذر شہداء اُحد کی طرف ہوا۔ آپ نے اُن پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر نے جو ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ہم بھی لائے جیسا ان لوگون نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا ہم پر ان کو فضیلت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیے اور اپنی محنت و جان نثاری کا کچھ صلہ اس دنیا مین ان کو نہین ملا مگر مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعات و احداث کروگے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر نے رو کر کہا۔

آہ۔ آہ۔ آپ کے بعد ہم ان اُمور کے مرتکب ہون گے۔

پس یہ احادیث ایسی صاف اور واضح ہین کہ ان مین کسی توجیہ و تاویل کی گنجایش ہی نہین ہے۔

اس لیے کہ جناب رسول خدا صلعم توضیح و تصریح خود اصحاب کبار سے مخاطب ہو کر ان احوال و افعال سے جو بعد آنحضرت اصحاب سے سرزد ہونے والے تھے آگاہ فرما گیے ہین۔

چنانچہ۔ جن بدعات و سیات اور فتنہ و فساد کی پیشین گوئی آپ نے فرمائی تھی۔ بعد آپ کے اصحاب ان امور کے مرتکب ہوئے۔ پس ہر شخص باسانی سمجھ سکتا ہے کہ حدیث اصحابی سے خاص اصحاب کبار مراد ہین جیسا کہ فاضل فضل ابن روزبہان اپنی کتاب ابطال الباطل مین اس کے قائل ہین جس کی نقل یہ ہے۔

ما روی من الجمع بین الصحیحین	یعنی جمع بین الصحیحین مین روایت ہے کہ
ان رسول اللہ یقال لہ لا تدری ما	بتحقیق رسول اللہ صلعم سے جوابا کہا جائیگا بروز
احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان	قیامت کہ جو بدعات و احداث تمھارے بعد
ھذا فی اھل الردۃ الذین ارتدوا بعد	اِن لوگون نے کیے ہین ان کو تم نہین جانتے۔
وفات رسول اللہ وھم کانوا اصحابہ	علما اس امر پر متفق ہین کہ یہ حدیث اُن مرتدین
فی حیاتہ ثم ارتدوا بعدہ ویدل علیہ	سے متعلق ہے جو بعد رحلت رسول اللہ صلعم
الاحادیث والاخبار التی ستذکر	مرتد ہو گئے تھے اور آپ کے حیات مین وہ آپ کے
بعد ھذا ولا شک ان ھذا	اصحاب تھے اور پھر آپ کے بعد مرتد ہوئے اس پر
لم یرو فی شان جمیع اصحاب محمد	وہ احادیث و اخبار جو بعد اس کے ذکر کیے جائینگے
بالاجماع لان فیھم من لم یتغیر	دلالت کرتے ہین اس مین شبہہ نہین ہے کہ یہ
ولم یبدل بعدہ بلا خلاف فھو	حدیث اجماعا جمیع صحابہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ
من اھل النجاۃ بلا نزاع۔	ان مین ایسے بھی تھے جن مین بعد رحلت آنحضرت
(از سیف الاکبر صہ ۲۱۲)	کوئی تغیر و تبدل نہین ہوا اور بلا اختلاف لوگ اہل نجات سے ہین

اس کلام سے اہل حق کے دعوے کی بخوبی تائید ہوتی ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کی حیات مین زمرۂ صحابہ کبار مین شمار کیے جاتے تھے انہین مین سے بعد وفات آنحضرت بسبب ارتداد مورد عذاب جبار وقہار ہوئے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف مین بذیل شرح حدیث اصحابی محقق دہلوی شاہ عبدالحق باتفاق اکثر علماء حدیث اصحابی ان مخصوص صحابہ کبار پر محمول کرتے ہین جنھون نے آداب حقوق اہلبیت رسول مین تقصیر کی اُس کلام کی نقل یہ ہے۔

مراد بردت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض حقوق وصلاح سریرت در بعض امور رجوع از مرتبہ حسن اخلاق وصدق نیت وتقصیر در بعض حقوق ورعایت اہلبیت در ادب با ایشان بجہت ابتلا بدنیا وفتنہ۔ چہ آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم بر شما کفر وبت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا وآفات آن۔

یعنی اس (ارتداد) سے مقصود دین اسلام سے پھر جانا نہین ہے بلکہ بعض حقوق وامور سلطنت سے متعلق حد استقلال سے خارج ہو جانا نیز حسن اخلاق وصدق نیت کے مرتبہ سے گذر جانا اور بعض حقوق ورعایت اور آداب اہلبیت رسول کے باب مین قصور کرنا ہے اسلیے کہ دنیا اور اُس کے فتنون مین مبتلا ہو گیے تھے جیسا کہ رسول خدا نے فرمایا تھا کہ مجھے تمھاری جانب سے کفر وبت پرستی کا اندیشہ نہین ہے بلکہ مین ڈرتا ہون کہ دنیا اور اُسکی آفتون مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

ایضاً صفحہ (۲۰۲)

یہ اظہر من الشمس ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے وہی اصحاب کبار تھے۔ جو حرص دنیا مین ایسے پھنسے کہ سرور کائنات صلعم کی رحلت ہوتے ہی بلا انتظار غسل وکفن سقیفہ مین گیے اور انصار سے لڑ جھگڑ کر خلافت لے لی۔ برادر اور وصی رسول کا حق چھینا۔ بیعت نکرنے پر بضعہ رسولؐ کے گھر جلانے کو آگ ولکڑیان لے گیے۔ اور قسم کھا کر کہا اگر نہ نکلو گے تو گھر

جلا دین گے۔ دختر رسولؐ کو وہ ایذا پہونچائی کہ اُس صدمہ سے رحلت فرما گئین۔ فدک لے لیا اُن معصومہ نے ہرچند اپنے حق ہبہ وحق میراث کو پیش کیا مگر کسی طرح اُن معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا جس پر وہ معصومہ ناراض رہین اور بددعا فرماتی رہین اور ان صحابہ نے مطلق اس کا پاس ولحاظ نہ کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا۔ فاطمۃ بضعۃ منّی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر یعنی فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے۔ جس نے اسکو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ آخر وہ معصومہ ان حضرات سے ناراض گئین۔ اور تا حیات ان سے ہم کلام نہ ہوئین۔ جیسا کہ بخاری شریف مین ہے۔ لا تتکلم حتی ماتت الخ اور دین شریعت مین جو قصور اور قصور کیے وہ ظاہر ہے۔ عیان راچہ بیان ہرچند کہ آپ نے تحفہ مین ان کی خاطر ان باتون کی پردہ پوشی مین سب کچھ لکھا مگر "الحق یعلو ولا یعلیٰ" خدائے پاک نے ان واقعات کی صحت خود آپ ہی کے آئمہ ومحدثین ومتکلمین کی زبان وقلم سے کرادی "قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یعنی جو حق تھا وہ کھل گیا اور جو جھوٹ تھا وہ ہلاک ہوا۔ بیشک باطل بڑا ہلاک ہونے والا ہے۔

اصحاب ممدوحین کی نسبت حضرت نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔

ورحق این اصحاب حق تعالی باتخصیص بشارت ہائے ووعدہ ہائے نیک در قرآن مجید فرمودہ۔

اور اسکی تائید مین بعض آیات بھی اُن کے فضائل ومراتب مین پیش کی ہین اُس پر پہلا اعتراض تو یہ عاید ہوتا ہے کہ آپ نے شیعہ وسنّی بلکہ عامۃ الناس کو اپنا اعتبار اس طرح دلایا ہے کہ

آنچہ از تواریخ وقصص وحکایات گذشتہ — جو پچھلے حالات حکایات اور واقعات

درین رسالہ مندرج ست ازان جنس ست — اس رسالہ مین درج کیے گیے ہین وہ اس قبیل کے ہین

قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت اصحاب مندرجۂ تحفہ مقبولہ علماء امامیہ ہین۔

که هر دو فرقه بر آن اتفاق میدارند و تفسیر قرآن مجید نیز از فریقین یکسان مرویست معهذا از تفاسیر شیعه بیشتر آورده شد تا کسے را مظنهٔ تهمت نماند۔

جس پر دونون فریق متفق ہین اور قرآن مجید کی تفسیر بھی دونون کی ایک ہے اس پر بھی تفاسیر شیعہ سے زیادہ لی گئین ہین تاکہ تہمت کا گمان کسی کو نہو۔

نردید قول متذکرۂ بالا

اب فرمائیے کہ مفسرین کرام امامیہ سے کس نے اور کس تفسیر سے اُن آیات پاک کو اصحاب ثلاثہ کی فضیلت مین بتایا ہے۔ کاش اپنے قول کی تائید مین کسی ایک ہی آیت کی تفسیر تفاسیر امامیہ سے درج کی ہوتی۔

حالانکہ آپ پر خوب روشن ہے کہ شیعہ جمیع آیات فضیلت سے ایک آیت بھی اصحاب ممدوحین کے حق مین تسلیم نہین کرتے جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفہ کے جواب مین فرماتے ہین۔

پس شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ ایمان داشتند و ہجرت و جہاد بہ نیت صحت کردند آیات فضیلت دلالت بر فضیلت آنہا دارد ولیکن چون ایمان غاصبین حق شاہ ولایت و ہجرت اینہا بہ نیّت درست بہ ثبوت نرسیدہ استدلال برین آیات بر فضیلت ایشان وجہی ندارد لاسیما نظر بانیکہ او سبحانہ تعالیٰ بمقارن این ہر دو صفت صفت جہاد را نیز مذکور نمودہ

اس مین شبہہ نہین ہے کہ جو اصحاب ایمان لائے اور خدا کی راہ مین صدق نیت سے جہاد اور ہجرت کی آیات فضیلت انکی منزلت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہین۔ لیکن چون کہ ایمان غاصبین حق شاہ ولایت اور انکا ہجرت کرنا صدق نیت سے ثابت نہین ہے اس لیے آیات فضیلت سے ان کے فضائل پر استدلال کرنا صحیح نہین ہے اور یہ امر بھی لایق غور ہے کہ حقتعالیٰ نے ایمان و ہجرت کے ساتھ صفت جہاد کو بھی ذکر کیا ہے اور جنگ بدر و خیبر اور حنین و غیرہ مین جو حالت انکے جہاد کی تھی

وکیفیت جہاد ایشان در جنگ بدر و خیبر و حنین وغیرہ اظہر من الشمس ست پس ایشان را ازین آیہ بہرۂ نخواہد بود بلکہ ایشان مصداق قول او سبحانہ تعالیٰ ومن یولھم یومئذ دبرہٗ خطر وا فردارند۔

وہ مثل آفتاب روشن ہے اس صورت مین آیات فضیلت سے ان لوگون کو فضیلت نصیب نہو گی بلکہ خدائے پاک کے اس ارشاد کے بموجب "اور جو کوئی جہاد مین وقت کارزار اپنی پیٹھ پھیرے" وہ مستوجب عذاب خدا ہے۔

جب صورت حال یہ ہے تو ضرور تھا کہ آپ ان آیتون کو اصحاب ممدوحین کے فضائل مین پیش کرنے سے قبل ان کا ایمان لانا بوجہ اللہ ہجرت کرنا۔ راہ خدا مین اذیتین اور تکلیفین جھیلنا جہاد مین ثابت قدم رہنا کفار و مشرکین کو قتل کرنا۔ یا خود قتل ہو جانا فتح سے پہلے اسکی راہ مین خرچ کرنا امور دین مین خدا اور رسولؐ کی حمایت و اعانت کرنا خدا اور رسولؐ سے سچی محبت رکھنا نکث بیعت نہ کرنا خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور ان کے احکام پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی ثابت کرتے جن کا پتہ اصح الکتب بعد کلام الباری بخاری سے بھی نہین ملتا۔

. احوال واعمال اصحاب ممدوحین جو منافی آیات فضیلت ہین

پس جن آیات پاک سے آپ نے ان کی فضیلت کا استدلال اس شد و مد سے کیا ہے ان مین سے ایک آیت بھی ان پر صادق نہین آتی اون کے فضائل کا استدلال اُس صورت مین ممکن تھا کہ جن صفات کا ذکر آیتون مین ہے اصحاب ممدوحین اون صفات سے متصف ہوتے۔ چنانچہ منجملہ اُن آیتون کے آپ آیۂ کریمہ "اولئک ھم المؤمنون حقا" پر ہی غور فرمائین جس کا جزو اول آپ نے محض اس خیال سے کہ اصحاب کے حالات ایمان و جہاد اون آیتون کے برعکس تھے چھوڑ دیا ورنہ اگر آپ پوری آیت تحریر فرماتے تو یہ امر سب پر کھل جاتا کہ اولئک ھم المؤمنون سے کون لوگ مراد ہین۔ اب مین پوری آیت بغرض توضیح اس جگہ نقل کرتا ہون ملاحظہ فرمائیے۔

انما المؤمنون الذین اذا	سچے ایماندار تو وہی لوگ ہین کہ جب ان کے سامنے خدا
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ہل جاتے ہین اور جب
تلیت علیھم اٰیٰتہ زادتھم ایمانا	اُن کے سامنے اسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور
وعلیٰ ربھم یتوکلون الذین یقیمون	زیادہ کر دیتی ہین - اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین
الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝	نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہین - اور جو ہم نے ان کو دیا ہے
اولئک ھم المؤمنون حقًّا	اُس مین سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین وہی لوگ
لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ	یقینی مومن ہین - اللہ کی جانب سے اُنکو درجات و
ورزق کریم	مغفرت اور رزق کریم ہے -

اس آیت مین اللہ جلشانہ نے انھین لوگون کو یہ بشارت دی ہے - اور انہین سے وعدہ مغفرت فرمایا ہے جو اِن صفات سے متصف تھے اور آپ کے اصحاب کے ایمان کا یہ حال تھا کہ بجائے "وجلت قلوبھم" "قفست قلوبھم" تھے - (یعنی بجائے اس کے کہ اُن کے دل ذکر خدا اور خوف خدا سے نرم ہون سخت ہو گیے) -

چنانچہ مین اِسکا ذکر تفصیل سے "شواہد نقلی" مین کر چکا ہون کہ خود اللہ جلشانہ نے اُنکے نقص ایمان کی باین الفاظ پاک "فقست قلوبھم وکثیرٌ منھم فاسقون" شہادت دی ہے اُنکی نسبت "اولئک الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم واتبعوا اھواءھم" فرمایا ہے "یعنی وہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مُہر لگا دی اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو ہین" -

آپ کے والد ماجد اور امام فخر الدین رازیؒ و دیگر مفسرین کرام نے آیات پاک "الم یان للذین اٰمنوا" اور "ومنھم من یستمعون الیک" کی تفسیر صاف الفاظ مین لکھدی ہے کہ یہ آیت اصحاب مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے - مدینہ مین مال و دولت پاکر عبادت خدا کم کرنے لگے

اور جو وعظ و ہدایت کی باتین رسول اللہ سے سنتے تھے ان کو گھر دن مین جاکر بھول جایا کرتے تھے۔ بلکہ امام صاحب موصوف نے تو خود حضرت ابوبکرؓ کا قول ہی نقل کر دیا ہے کہ "آیت سنکر اہل یمامہ روئے اور کہا کہ اب ہمارے دل ذکر خدا سے سخت ہو گیے ہین حضرت ابوبکرؓ نے کہا ھکذا کنا حتی قست القلوب۔ یعنی پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے کہ ذکر خدا سے دل ہلجاتے تھے مگر اب سخت ہو گیے"

"اسی طرح جب حنظلہ کاتب وحی نے کہا کہ مین منافق ہو گیا یعنی جبتک رسول اللہ کے پاس بیٹھکر وعظ اور ہدایت کی باتین سنتا ہون تو گویا دوزخ و بہشت آنکھ سے دیکھتا ہون لیکن جب گھر جاکر بال بچون سے ملتا ہون تو وہ سب باتین بھول جاتا ہون" حضرت ابوبکرؓ نے جو سردار سب صدیقون کے ہین۔ فرمایا "اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

اب حضرت عمر فاروقؓ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی نظر ڈالیے جنکی حقیقت آیہ کریمہ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" سے جو آپ نے ان کی شان مین پیش کی ہے بخوبی منکشف ہوتی ہے۔ یہ آیت سورہ الفتح کی ہے اس سورہ مین اللہ جلشانہ نے مفصل حالات بیعت کے جس کو بیعت الرضوان کہتے ہین بیان فرمائے ہین اور اصحاب مومنین و منافقین کے ایمان کا حال صراحت سے فرمایا ہے۔ یہ بیعت سب اصحاب سے اس لیے لی گئی تھی کہ نکث بیعت نکرین اور جنگ کے وقت پھر پشت نہ پھیرین مگر اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو اکثر اصحاب بیعت پر قائم نہ رہے۔ ازانجملہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تین جو تین دن تک متواتر سپاہ اسلام کے سردار بنکر اور علم لیکر رزمگاہ مین گیے مگر کفار کے حملہ کی تاب نہ لاکر بغیر قاتلوا و قتلوا پلٹ آئے ہے۔ اس سورہ مین صلح حدیبیہ کا بھی ذکر مفصل ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے کفار و مشرکین سے صلح کر لی تو اس صلح پر جو مخصوص مصلحت و حکمت الٰہی پر

مبنی تھی۔ اور اُسی کے حکم سے ہوئی تھی حضرت عمر نے خدا اور رسول پر گمانات و خیالات فاسد کیے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلاف شعار ایمان حجت و تکرار کی یہانتک کہ آپکی رسالت اور نبوت مین بھی شک اور شبہہ کیا جس کے خود معترف ہین جیساکہ در منثور صفحہ ۷۷ مین ہے۔

فقال عمر بن الخطاب واللہ ما	عمر بن خطاب نے کہا جب سے ہم اسلام
شککت منذ اسلمت الا یومئذ	لائے کبھی شک نہین ہوا مگر آج۔ کے دن۔

جب رسول اللہ صلعم نے سورۃ الفتح آپ کو سنایا جس مین اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو "فتحاً مبینا" فرمایا ہے اس کو سنکر آپ نے خدائے پاک پر یہ طعن کی "کیا یہی فتح ہے"۔

حالانکہ جو بعد لانے ایمان کے پھر اُس مین شک و شبہہ کرے وہ حسب آیہ شریفہ

انما المؤمنون الذین	سوائے اس کے نہین کہ مومن تو وہی لوگ
امنوا باللہ ورسولہ ثم لم	ہین جو اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لائے
یرتابوا وجاھدوا باموالھم	پھر اُنھون نے کبھی شک نہین کیا اور راہ خدا مین
وانفسھم فی سبیل اللہ	اپنی جانون اور مالون سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ
اولئک ھم الصادقون۔	تو سچے ہین۔

زمرۂ مومنین سے خارج ہے۔

بیعت الرضوان اور صلح حدیبیہ کے معاملہ مین اصحاب مومنین و اصحاب منافقین کے خلوص ایمان کا حال سورۃ الفتح مین مفصل مذکور ہے۔ کہ جو اصحاب مومنین اس بیعت پر قائم رہے اور صلح پر راضی اور خوش ہوئے ان کو خدا نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اور اصحاب منافقین جنھون نے بیعت توڑ دی اور صلح سے بگڑے۔ رسول خدا صلعم کے خواب پر جو فتح مکہ کے بارہ مین تھا

خیالات فاسد کیے اور خدا اور رسول پر شکوک و بدگمانیان کین غضبناک ہوا اور یہ ارشاد فرمایا کہ

منافق مرد اور منافق عورتین خدا کے حق مین بُرے بُرے خیالات رکھتے ہین اِن پر خدا نے

لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے ..

پس بوجوہ! لاآیۂ شریفہ "لقد رضی اللہ عن المومنین" ان حضرات کی منقصت

پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔ ان حضرات کی منقصت پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔

مین نے یہ حالات اسی جلد مین "آیات بینات" کی چوتھی آیت کے تحت مین بتوضیح و تصریح لکھے ہین۔ اور علماء اہلسنت کے اقوال اور آیات آلہی و تقاسیر شہادت مین پیش کیے ہین اُس کے ملاحظہ سے سب پر حق و باطل کھُل جائیگا۔ اسی طرح اُن حضرات پر آیہ وافی ہدایہ

یوم لا یخزی اللہ النبی و جسدن خدائے تعالی نبیؐ اور اُن لوگون کو

الذین اٰمنوا معہ نورھم یسعی جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہین سوا نہ کریگا۔ اُنکا نور اُنکے سامنے

بین ایدیھم و بایمانھم اور اُن کے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہونگے کہ اے

یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کردے اور

اغفرلنا انک علی کل شئ قدیر ہمارے گناہ بخشدے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی طرح صادق آہی نہین سکتی کیونکہ اُن کے دل بجائے وجلت قلوبھم فقست قلوبھم تھے جیساکہ صاحب تفسیر حسینی اِن کے نور ایمان کی تشریح اپنی تفسیر مین باین الفاظ کرتے ہین ؎

دلی کز نور معنی نیست روشن مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن

دلے کز گردِ غفلت زنگ دارد ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد

اس تفسیر اور الفاظ قرآنی کو پیش نظر رکھکر خود ہی انصاف کیجئے کہ جن کے قلب نور ایمان سے خالی ہون۔ جن کے دل ذکر خدا سے زنگ آلودہ ہون اُن پر۔

نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم — اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا

صادق آتا ہے۔ یا خدائے عزوجل کا یہ ارشاد۔

وجوہٌ یومئذ علیھا غبرۃ — بہت سے چہرے ایسے ہون گے جن پر

ترھقھا قترۃ اولئك ھم — گرد پڑی ہوگی اُس پر سیاھی چھائی ہوگی۔

الکفرۃ الفجرۃ۔ — یہی کفار بدکار ہین۔

غرض آیہ کریمہ۔

یوم لا یخزی اللہ النبی — مین مومنین مخلصین کے نورایمان کا ذکر ہے کہ قیامت

والذین معہ۔ — کے دن وہ اپنے نور سے شادان وفرحان ہون گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وجوہ یومئذ مسفرۃ — بہت سے چہرے اُسدن چمکتے ہون گے خندان وشادان

ضاحکۃ مستبشرۃ۔ — ہون گے بشارت دیے جائین گے۔

اللہ جلشانہ نے اصحاب مومنین کے نورایمان کا ذکر سورہ الحدید مین مفصل فرمایا ہے۔ یعنی اُن کو بشارت جنت کی دی جائیگی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے بلکہ روز حشر مومنین کے درجہ اور مرتبہ دیکھکر اصحاب منافقین غبطہ کرین گے اور اصحاب مومنین سے استدعا کرین گے کہ ہم کو بھی اپنے نور سے مستفید کرو مگر اُن سے کہا جائے گا کہ تم اِن سے الگ ہو جاؤ پھر ان دونون گروہ کے مابین ایک دیوار قائم کر دیجائیگی۔ وہ آیات پاک یہ ہین۔

یوم ترٰی المؤمنین و — اے پیغمبر تم اُسدن مسلمان مردون اور مسلمان

المؤمنات یسعی نورھم بین — عورتون کو دیکھوگے کہ اُن کا (ایمان مشعل) نور (بنکر) اُن کے آگے آگے

ایدیھم وبایمانھم بشراکم الیوم — اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور فرشتے اُن سے کہتے جاتے ہون گے۔ آج تم

جنّٰت تجری من تحتها	لوگون کے لیے (بڑی) خوشی (کی بات) ہے (کہ بہشت کے) باغ ہین
الانهار خالدین فیها ذلك	جن کے تلے نہرین آ رہی ہین (اور تم) انھین مین سدا رہوگے یہ ہے جسکو
هو الفوز العظیم یوم	بڑی کامیابی (کہنا چاہیے) اُس دن منافق مرد اور منافق عورتین مسلمانون
یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت	سے کہین گی کہ (ذرا تو) ہمارا انتظار کرو کہ تمہارے (اس نور کی روشنی)
للّذین اٰمنوا انظرونا	سے ہم (بھی فائدہ اٹھالین) تو اُن سے کہا جائیگا کہ (نہین) اپنے پیچھے
نقتبس من نورکم قیل	کی طرف لوٹ جاؤ اور (کوئی اور) روشنی تلاش کرو اس کے بعد
ارجعوا وراءکم فالتمسوا	اِن (دونون فریقون) کے بیچ مین ایک دیوار کھڑی کر دیجائیگی
نورا فضربت بینهم بسورٍ له	اُسمین ایک دروازہ ہوگا (پھر جو) دروازہ کی اندرونی طرف ہے
باب باطنه فیه الرّحمة و	(اُدھر مومن ہین) اُسمین (تو خدا کی) رحمت ہوگی اور اُسکی (جو)
ظاهره من قبله العذاب ؕ	بیرونی طرف ہے (اُدھر منافق ہین) اُدھر عذاب (الٰہی) ہوگا منافق
ینادونهم الم نکن معکم ؕ قالوا بلی	مومنین سے پکار پکار کر کہینگے کہ کیا (دنیا مین) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے
ولٰکنّکم فتنتم انفسکم وتربصتم	وہ کہین گے تو سہی مگر تم نے آپ اپنے تئین بلا مین ڈالا
وارتبتم وغرّتکم الامانیّ	اور (اس بات کے) منتظر رہے (کہ مسلمانون پر کوئی آفت
حتّٰی جاء امر الله وغرّکم بالله	نازل ہو) اور (اسلام کی طرف سے) شک مین (پڑے) رہے
الغرور ؕ فالیوم لا یؤخذ	اور انھین آرزوؤن نے تم کو دھوکے مین رکھا یہانتک کہ حکم خدا آ
منکم فدیة ولا من الذین	پہونچا (یعنی موت) شیطان (دغاباز) اللہ کے بارہ مین اُن کو
کفروا ماوٰکم النار ؕ هی	دھوکہ دیتا رہا تو آج نہ تو تم سے کچھ معاوضہ قبول کیا جائیگا اور نہ اُن
مولٰکم ؕ وبئس المصیر ؕ	لوگون سے جو (صریح) انکار کرتے رہے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی
(پ ۲۷ - س الحدید - ع ۲)	تمہارا رفیق ہے اور وہ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

غرض جن اصحاب کے نقص ایمان کی تصدیق و توثیق آیات الٰہی سے ہو اور خود آپ ہی کے پدر بزرگوار و دیگر مفسرین حضرت افضل الصحابہ کا اسم مبارک تک لکھ دین اس پر بھی آپ انھین لوگون کو بہ نعمت حفظ قرآن آیہ کریمہ۔

اولئك هم المؤمنون حقا — وہی لوگ یقینی مومن ہین اللہ کی جانب سے

لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم — اُن کو درجات و مغفرت و رزق کریم ہے۔

سے فضیلت دین اور سب آیات فضائل جو خاص اصحاب مومنین کی شان مین نازل ہوی ہین اُنکو اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتائین اور اصحاب کی خاطر آیہ کریمہ۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا — اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو

الحق وانتم تعلمون ۝ — اور حق کو جان بوجھکر مت چھپاؤ۔

سے چشم پوشی فرماکر خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کرین ؎

سبز پوشی سرد باشی سرخ پوشی گل شوی — تو بہر رنگے کہ می پوشی قیامی زیبدت

اگر آپ بلا تعصب اونکے ایمان پر نگاہ کرین اور صرف انھین دو آیتون پر غور فرمائین تو انھین سے اُن حضرات کی فضیلت اور خلافت رخصت ہوتی ہے حضرت سلامت آپ کی پیش کی ہوئی آیتون سے یہ ذکر تو ان آیات پاک کا تھا جو مخصوص "امنوا وعملوا الصلحت" سے متعلق ہین اب دیگر آیات پاک مثل "فالذین هاجروا" اور ان کے مماثل اِن مین جہاد کا ذکر ہے جو مجاہد جنگ و پیکار مین ثابت قدم رہے اور فتح کرکے پھرے یا اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کر گیے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کے پیچھے ہر طرح کے مصائب و تکالیف برداشت کرکے ع

وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اُکھڑ نہ سکے

مستحق مدح و ثنا ہین۔ اصحاب ممدوحین بسبب فرار اِن آیات فضیلت سے محروم بلکہ معتوب ہین

جیساکہ متعدد آیات انہی سے ظاہر ہے اور فرار ان حضرات کا احد۔ بدر۔ خیبر۔ حنین و خندق وغیرہ وغیرہ غزوات سے بروئے کتب صحاح وغیرہ بخوبی ثابت ہے جیساکہ مین ابتک اقوال علماء اہلسنت نقل کرآیا ہون۔ اور آئندہ بھی اس کے ثبوت مین بہت سے اسناد پیش کردونگا۔

پھر حضرت ہی کی کتاب کی یہ عبارت۔

این نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن میکنم۔

ملاحظہ ہو لاتا اور قسم دیکر پوچھتا کہ آپ کو اپنے کشف و کرامات ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کے آپ حافظ ہین۔ اور حفظ قرآن کی نعمت سے مشکلات دینی حل کرلیتے ہین۔ اس قرآن مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر اس مین "منهم المؤمنون واكثرهم الفاسقون" اور

(۱) تریدون عرض الدنیا — تم چاہتے ہو مال دنیا کو اور خدا
واللہ یرید الاخرۃ۔ — خواہان آخرت

اور
فهل عسیتم ان تفسدوا — تم سے کیا دور ہے اگر زمین پر حاکم
فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ — بن جاؤ تو فساد اور حق تلفیان کرو

لکھا ہے۔ تو پھر اس گروہ کے حق مین جس پر خدا عتاب فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین۔ آپ کا یہ فرمانا کہ۔

در حق این اشخاص حق تعالیٰ بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ

خدائے پاک پر تہمت ہے یا نہین۔

اور اُن کے آگے اُنھین کی کتاب کھولکر صفحہ ۱۳۹ کی یہ عبارت پیش کرتا۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمود

انی تارك فیكم الثقلین ان — مین تم مین دو عظیم چیز چھوڑتا ہون اگر تم

تمسکو بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم — ان کو پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے

من الاخر کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی — اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے۔

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ

پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقلاً و عملاً باطل و نامعتبرست و ہر کہ انکار

این دو بزرگ نماید۔ گمراہ و خارج از دین است۔

اور عرض کرتا کہ اب آیئے اور قرآن مجید اور اہلبیت رسولؐ سے رجوع کیجیے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ

"در ہنگامیکہ فتنہا بر شما متلبس شوند مانند پارہ ہائے شب تار پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ و مقبول الشفاعت ست کسے کہ آن را پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد"

اور کہتا کہ حضرت پیر و مرشد۔ سنئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم تو اس قرآن سے جس کی شان مین جناب امام علیہ السلام فرماتے ہین۔

ان ھذا القرآن — یعنی درین قرآن انوار ہدایت و

فیہ ضیاء الھدی — چراغہائے دور کنندہ تاریکی و ضلالت

ومصباح الدجیٰ۔ — و غوایت روشن است۔

آیات فضیلت صرف اصحاب مومنین کی شان مین سمجھتے ہین اور آپ حفظ قرآن کی برکت سے ان کو اپنے اصحاب کے حق مین لیتے ہین اور اُن آیات پاک پر جو مخصوص ان کے نقص ایمان کے بارہ مین خدا نے نازل فرمائی ہین بفحوائے آیہ کریمہ۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ — جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ فتنہ

فیتبعون ما تشابہ ابتغاء الفتنۃ — جوئی اور تاویل سازی کے لیے متشابہات کی

وابتغاء تاویله۔ کھوج مین لگے رہتے ہین۔

پردہ ڈالتے ہین۔ اور اگر کوئی بنظر تحقیق اُن آیتون کے جو اُن کے معائب و مثالب مین ہین مطالب و معانی پر غور کر کے ان اصحاب کی فضیلت و منزلت تسلیم کرنے مین تامل کرے تو آپ اس کو اس طرح سمجھا کر راہ حق سے پھیرین۔

بالجملہ حافظ قرآن یا ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیرا کہ اکثر قرآن مملوست در تعریف و توصیف این جماعۃ۔ ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کنند و سیاق و سباق آن را چون یاد ندارند غور نہ کنند کہ درین جا چہ قیود واقع شدہ و ضمیمہ آن کدام کدام چیز در نظم قرآن گردانیدہ اند کہ تاویل مطلبش و تحریف جاہلان را در آن دخل نماندہ۔ واللہ اگر پدر من بجز از حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدۂ آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد۔

روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این نعمت حفظ قرآن ست کہ ہر مشکل دینی بان رجوع آورد جل آن می کنم

پس یہ نعمت حفظ قرآن حفاظ ہی کو مبارک ہو۔ اہل حق کو تو ایسے حفظ قرآن سے لرزہ آتا ہے ؎

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

حالانکہ حفاظ جو بیشتر طبقہ جہلا سے ہوتے ہین صرف الفاظ قرآنی کے حافظ ہین معنی مطلب تو ایک آیت کا بھی نہین جانتے اُنھون نے بفحوائے شعر۔

جنس دین را چہ کساد آمدہ عرفی در پیش کہ بجز مردہ ز حافظ نخرد قرآن را

قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش ٹھرا لیا ہے۔ پس جو لوگ باوجود حفظ قرآن و علم و فضل اپنے